محققین، خطباء اور اہل علم حضرات کے لئے عظیم تحفہ

مقالاتِ نیّر

(جلد اوّل)



آسمان تحقیق کے نیر تاباں

علامہ ابوالرّضا

اللہ بخش نیّر مجددی چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ

تحریک

مولانا سعید احمد چشتی

ادارہ تحقیقاتِ اہلِ سنت نزد ڈگری کالج ملتان روڈ کبیر والا

0300-7892820 0344-7340410 0321-6875512

محققین، خطباء اور اہل علم حضرات کے لئے عظیم تحفہ

مقالاتِ نیّر

(جلد اوّل)

آسمانِ تحقیق کے نیّر تاباں علامہ ابوالرّضا

اللہ بخش نیّر مجددی چشتی
حفظہ اللہ تعالیٰ

تصحیح و تحشیہ

ابوالجلیل محمد خلیل خان فیضی

باھتمام

محمد صفدر علی صابر، محمد شمس الحق چشتی، ملک صفدر عباس

ادارہ تحقیقاتِ اہلسنت نزد ڈگری کالج ملتان روڈ کبیر والا
0300-7892820 0344-7340410

111195

نام کتاب ——— مقالات نیر جلد اول

مصنف ——— علامہ اللہ بخش نیر مجددی

تصحیح و تحشیہ ——— مولانا ابوالجلیل محمد خلیل خان فیضی

تحریک ——— مولانا سعید احمد کریمی

باہتمام ——— محمد صفدر علی صابر، محمد شمش الحق چشتی، ملک صفدر عباس

صفدر صابر پرنٹنگ اینڈ کمپوزنگ پوائنٹ نزد ڈگری کالج کبیر والا (خانیوال)

اشاعت اول ——— مئی 2008ء

ہدیہ ——— 200.00 روپے

ملنے کے پتے

ادارہ تحقیقات اہل سنت نزد ڈگری کالج ملتان روڈ کبیر والا

احمد بک کارپوریشن، عالم بزنس سنٹر اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راول پنڈی

مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی نزد عسکری پارک کراچی

مسلم کتابوی داتا مارکیٹ لاہور، مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

مکتبہ ضیاء القرآن داتا مارکیٹ لاہور، مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاول پور

شبیر برادرز لاہور، فرید بک سٹال لاہور، مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد انوار العلوم نیو ملتان

آستانہ عالیہ نقشبندیہ ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب ۱۲ بلاک ڈیرہ غازی خان

مکتبہ حاجی نیاز احمد بوہڑ گیٹ ملتان، تالیفات اویسیہ بہاول پور

مکتبہ اہل سنت جامعہ عنائتیہ روڈ خانیوال 0300-7892574

فہرست

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

ابتدائے آفرینش سے اس عالم رنگ و بو میں کئی مرتبہ بہار آئی اور کئی مرتبہ چمن اجڑا اسلام کے لہلہاتے گلشن کو بہتوں نے سیراب کیا اور بے شمار فتنہ پردازوں نے اسے اجاڑنے کی ناکام کوشش کی ہر دور میں نت نئے فتنے پیدا ہوئے اور حق کے آگے تہ تیغ ہوتے رہے حق و باطل کا یہ معرکہ جو چودہ سو سال سے زائد عرصہ کو محیط ہے دور حاضر تک جاری ہے۔

خیر و شر اور حق و باطل کے درمیان جنگ اور محاذ آرائی اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ قدیم ہے انگریز کے پاک و ہند پر مسلط ہونے کے دور میں یہاں ایک خاص منصوبے کے تحت اتنے فرقے کھڑے کئے گئے کہ آپ کو دوسرے ممالک میں اتنے فرقے نہیں ملیں گے

ماضی قریب میں بھی امت مسلمہ کے اندر ایک عظیم انتشار پیدا ہوا اور قلیل عرصے میں پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس طرح امت محمدیہ ﷺ کئی گروہوں میں تقسیم ہو گئی اس انتشار کے پیچھے کون سے عوامل اثر انداز تھے اس موضوع پر ہماری گفتگو نہیں ہماری تحریک احقاق حق اور ابطال باطل میں معین (مددگار) ہونے کے حوالہ سے ہے۔

اہل سنت پُر امن ہیں متحارب کی حرب نے دوپہر کو شام میں بدلنے کی سازش کے جال بنے تو وہ گھڑیاں ''امن گاہ'' پہ قیامت بن کر ٹوٹیں قیامت سماں میں حضرت علامہ اللہ بخش نیر صاحب مدظلہ العالی کا ''انقلاب آفرین'' اعلان ''قیام سپاہ مصطفیٰ'' نیر تاباں بن کر طلوع ہوتے ہی ضعیف جذبوں کو جوانی عطا کر گیا۔

اور تحریر کے انداز میں محرفین نے تحریف کا طریقہ اپنایا تو حضرت نیر صاحب مدظلہ العالی نے بروقت لاجواب و بے مثال تحقیق کا حق ادا کیا۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عقیدہ توحید پر امت مسلمہ کو مجتمع کیا گیا تھا جہالت اور عدم واقفیت کی وجہ سے بعض لوگوں نے اس عقیدہ توحید کے اندر اپنی خودساختہ

اور من پسند تعریفات ومباحث ایجاد کر کے اس کی حقیقی صورت کو مسخ کر دیا اور ملت اسلامیہ میں ایسا انتشار پیدا کر دیا کہ امت مسلمہ ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہوگئی۔

آج توحید کے برائے نام داعی مسلمانوں کو مشرک وکافر کہنے میں ذرہ برابر عار محسوس نہیں کرتے اور امت محمدیہ کا شیرازہ بکھیرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پورا کفر، دین اسلام کے خلاف متحد ہو چکا ہے لیکن یہ لوگ مسلمانوں پر شرک وبدعت کے فتوے لگا کر کفار کے ناپاک عزائم کو تقویت دے کر دین اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔

مصطفیٰ کریم ﷺ کی زبان حق ترجمان کا یہ ارشاد کہ:۔

واللّٰہِ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِی وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۹، ۵۰۸ جلد دوم ۹۷۵،۵۷۸ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۰)

”بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ میرے بعد تم مشرک ہو جاؤ گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے“

اور مزید کہ:۔ ”حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو تم پر کچھ اس قسم کا اندیشہ ہے جیسے وہ آدمی جو قرآن کا علم رکھتا تھا قرآن کی برکت اور رونق اس کے چہرے سے ظاہر تھی، اسلامی شان تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی بدبختی نے اس کو آگھیرا اسلام کے احکام اس نے پس پشت ڈال دیے وہ اپنے پڑوسی پر تلوار لے دوڑا یہ الزام لگا کر کہ اس نے شرک کیا ہے۔ حضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ الزام لگانے والا خطا کار تھا یا جس پر الزام لگا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خطا کار الزام لگانے والا تھا۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۳۵ جلد دوم طبع حذیفہ اکیڈمی لاہور جنوری 2001ء)

ان عظیم فرامین مقدسہ کے اثر سے کتنے اذہان اور قلوب محروم رہنے کا ثبوت دینے کے عادی

مجرم بنے تو اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت نیر صاحب مدظلہ نے حق حقیقت اور حقائق کے ساتھ ساتھ منافقت کو پردہ اخفاء سے طشت از بام کر دیا۔

علامہ سعید احمد کریمی صاحب مہتمم جامعہ ضیاء القرآن ملتان نے حضرت نیر صاحب مدظلہ کے مسودہ جات اور آپ کے شائع شدہ مقالہ جات کو نہایت محنت شاقہ سے جمع فرمایا۔

علامہ محمد شیر خان طاہر پرنسپل جامعہ تعلیم القرآن ۵ کسی نے ہمت بندھائی اور برادرم علامہ محمد شمس الحق چشتی صاحب صدر مدرس جامعہ تعلیم القرآن ۵ کسی کبیر والا نے افادہ عام کے لیے کمپوز کر کے مشکل کو آسان بنا دیا۔ مجھے وہ وقت یاد آ رہا ہے کہ ایک موقع پہ محقق اہل سنت علامہ اللہ بخش نیر صاحب جامعہ غوثیہ کبیر والا میں تشریف فرما تھے تو میں نے عرض کیا کہ حضور اپنے مسودہ جات میں کمپوزنگ کی خدمت کے لیے راقم کو یاد فرما لیا کریں اگر چہ اس وقت بات آئی گئی ہو گئی مگر قدرت کو یہ منظور تھا کہ فقط مقالہ جات ہی نہیں بلکہ "تفسیر نیر العرفان" بھی کمپوزنگ کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق محفوظ بحق ناشر کی سعادت بھی حاصل ہو گئی۔

ترجمہ قرآن "نیر العرفان" کی اشاعت کی سعادت مخدوم اہل سنت حضرت ڈاکٹر عبدالمنعم نقشبندی صاحب مدظلہ العالی آف ڈیرہ غازی خان کے حصہ میں آئی۔ جو کہ عنقریب قارئین کی نذر ہوگا۔ انشاء اللہ

ان آسان مراحل کے ساتھ ایک مشکل مرحلہ پروف ریڈنگ کے ہمراہ تخریج کا تھا جس کے لیے اللہ بھلا کرے محقق اہل سنت حضرت علامہ محمد خلیل خان فیضی صاحب مدظلہ کا جنہوں نے امامت وخطابت کے فرائض نبھانے کے ساتھ ساتھ مسودہ جات پہ تخریج کا کام مکمل کیا۔

محمد صفدر علی صابر

خطیب جامع مسجد محمدی مخدوم پور پہوڑاں تحصیل وضلع خانیوال

منیجر "ادارہ تحقیقات اہل سنت" کبیر والا



نیر صداقت

بجواب

براہین اہل سنت



مولوی دوست محمد قریشی (دیوبندی) کوٹ ادو کی کتاب کا جواب

پہلا باب

سنت و بدعت کی بحث

براہین اہل سنت کے صفحہ ۲ سے ۱۳ تک مولوی دوست محمد قریشی نے اہل سنت کی تعریف اور اہل بدعت کی مذمت میں چند حوالے درج کر کے بحث کو ادھورا چھوڑ دیا۔ اب ہم چند مزید حوالے درج کر کے فیصلہ اہل فہم حضرات پر چھوڑ دیتے ہیں کہ بدعتی کون ہیں؟

۱۔ احکام الاحکام صفحہ ۱۵ جلد ۱:۔ بہت سی بدعات کے متعلق یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مکروہ بھی نہیں ہیں اور جب ہم نے ان بدعات کو دیکھا جو فرعی احکام سے متعلق ہیں تو وہ ان بدعات کے مساوی نہیں جو بدعات اصول عقائد سے متعلق ہیں۔

۲۔ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے جس بدعت میں ایسی شدید وعید ہے وہ بدعت فی العقائد ہے جیسا کہ روافض خوارج کی بدعت۔

۳۔ اصول عقائد کے بدعتی:۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۴۰۸ جلد ۴ میں ہے: شفاعت کا انکار بدعت اور گمراہی ہے۔

۴۔ فتاویٰ عبدالحئی کامل مطبوعہ لاہور صفحہ ۲ جلد ۳:۔ انکار شفاعت بدعت وضلالت ہے چنانچہ خارجی اور بعض معتزلہ انکار کی طرف گئے ہیں۔

۵۔ فتاویٰ عبدالحئی کامل صفحہ ۸ جلد ۱:۔ خوارج سب سے زیادہ بدعتی ہیں۔

۶۔ فتاویٰ عبدالحئی صفحہ ۶ جلد ۱:۔ جو شخص جس فرقے کا کام کرے گا وہ اسی میں شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ فرقہ وہابین کو معتزلہ کہتے ہیں۔ اب تفصیل فرقوں اور بیان ہر ایک کی بدعت کا موجب طول ہے۔

۷۔ ترجمہ فتاویٰ عالم گیری اردو مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲ جلد ا حاشیہ ۲: نہیں جائز ہے نماز ایسے بدعتی کے پیچھے جو شفاعت کا منکر ہو۔

۸۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ ۹۵: ۔ کراماتِ اوٗلیاء حق ہے کتاب وسنت سے ثابت ہے معتزلہ، اور اہل بدعت منکر ہیں۔

۹۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۳: ۔ مُردوں کے لیے زندوں کی دعا اور صدقات وخیرات نفع بخش ہے۔ معتزلہ (اہل بدعت) اس کے خلاف ہیں۔ (معلوم ہوا ذعا بعد نماز جنازہ، جمعرات، تیجہ، دسواں، چہلم اور عرس وغیرہ کے منکر معتزلی اور بدعتی ہیں)

۱۰۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷: ۔ کرامات اولیاء مثلاً حضرت آصف کا پلک جھپکنے سے قبل بلقیس کا تخت مسافت بعیدہ سے لے آنا، بی بی مریم کے لیے محراب میں طعام کا آنا، جماد و بے زبانوں کا کلام کرنا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منبر پر مدینہ منورہ میں اپنے لشکر کو دیکھ کر امیر لشکر کو یا ساری الجبل الجبل پکارنا اور ساریہ کا دور سے آپ کے کلام کو سن لینا اور خالد بن ولید کا زہر پی لینا اور اثر نہ ہونا اور حضرت عمر کے خط کو دیکھ کر دریائے نیل کا جاری ہو جانا وغیرہ حق ہے اور معتزلہ (بدعتی) کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔

۱۱۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹: ۔ اللہ تعالیٰ کو ظلم وغیرہ (جملہ عیوب ونقائص کذب وغیرہ پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ محال تحت قدرت داخل نہیں اور معتزلہ (بدعتیوں) دیوبندیوں اور تنظیموں وغیرہ) کے نزدیک قادر ہے کرتا نہیں۔

قریشی صاحب (اب اس کے متبعین) اس شیشے میں اپنا منہ دیکھیں اور ہمیں بتائیں بدعتی کون ہے؟

۱۲۔ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۱ جلد ۴:۔ انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج اور بعض معتزلہ نے اختیار کیا ہے۔

۱۳۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۲۲ جلد ۴ میں ہے:۔ معراج کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ صفحہ ۴۳۵ جلد ۴ میں ہے: معتزلہ منکرینِ شفاعت و کرامات و قائلین امکانِ کذب باری تعالیٰ ایک جماعت ہے اہل بدعت سے۔

۱۴۔ ردالمحتار باب البغاۃ میں اور المنہد علی المفند عقائد علمائے دیوبند میں ہے:۔ ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ماننے والے خارجی (بدعتی) ہیں اور صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب میں ان کو یہود و نصاریٰ، ہندو مجوس سے بدتر لکھا اور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنا خارجی بدعتیوں کی نشانی لکھی۔

(۱۵ تا ۲۶) مظاہر حق شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۹ جلد ۱ میں ہے:۔ (حدیث من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد) میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نکالنا اس چیز کا مخالف کتاب و سنت کے نہ ہو برا نہیں ہے۔ جو بدعت سیئہ ہے وہ سبب گمراہی کی ہے۔ جاننا چاہیے کہ جو چیز حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی وہ بدعت ہے اس میں سے جو موافق اصول اور قواعد سنت ان کی کے ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ (منکرین تقسیم بدعت مثلاً امام ربانی کے نزدیک یہ نیا کام سنت کہلائے گا) اور جو مخالف اس کے ہو بدعت ضلالہ اور سیئہ یعنی بری بدعت کہتے ہیں۔ چنانچہ مراد کل بدعة ضلالة سے یہی ہوتی ہے اور بعضے بدعت واجب ہے مانند تعلیم نحو کے واسطے سمجھنے کلام اللہ وغیرہ کے اور بعضے حرام ہے مثلاً مذاہب جبریہ، قدریہ (معتزلہ، خوارج، وہابیہ نجدیہ وغیرہ) وغیرہ کے اور ردّ ان (مذاہب باطلہ) کا کرنا بدعات واجبہ

سے ہے اور بعضے بدعت مستحب جیسے مدرسہ، خانقاہ بنانے اور جتنے اچھے کام (محفل میلاد، عرس بزرگان دین، دینی اخبارورسائل نکالنا، تراجم قرآن) حضرت کے زمانے میں نہ تھے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ جو بات نئی نکالے اور وہ مخالف کتاب یا سنت یا قول صحابہ یا اجماع کے وہی بدعت ضلالت ہے اور جو ایسی نہ ہو وہ بری نہیں۔ (وہ بدعت حسنہ ہے اس کے قریب قریب عبارت۔ ۱۶۔ فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۱۹ جلد ۴، ۱۷۔ عمدۃ القاری صفحہ ۳۵۲ جلد ۵۔ ۱۸۔ صریح المعقول یصیح المنقول لابن تیمیہ ۔ ۱۹۔ منہاج السنۃ صفحہ ۱۳۸ جلد ۱۔ ۲۰۔ حاشیہ ترمذی صفحہ ۱۰۸ جلد ۲۔ ۲۱۔ انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۵ و ۳۔ ۲۲۔ مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ از امام سیوطی صفحہ ۶۔ ۲۳۔ اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۲۵ جلد ۱۔ ۲۴۔ ردالمحتار صفحہ ۵۲۳ جلد ۱ و صفحہ ۵۴ جلد ۱۔ ۲۵۔ ارشاد الساری شرح بخاری صفحہ ۳۴۴ جلد ۳، ۲۶، نووی شرح مسلم صفحہ ۲۸۵ جلد ۱۔ ۲۷ مدخل ابن الحاج صفحہ ۲۵۷ جلد ۲ وغیرہ میں ہے۔

۲۸۔ احیاء العلوم للغزالی صفحہ ۲۷۷ جلد ۱:۔ کسی کام کے نئے ہونے کی وجہ سے اس سے منع نہ کیا جائے گا کیونکہ بہت سے نئے کام ایسے ہیں جو اچھے ہیں جیسا کہ تراویح کی جماعت قائم کرنے کے متعلق کہا گیا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نئی ایجاد ہے اور وہ بدعت حسنہ ہے۔ بدعت مذمومہ فقط وہی ہے جو سنت قد ... کے مخالف ہو۔

۲۹۔ احیاء العلوم صفحہ ۲۵۵ جلد ۲:۔ بدعت ... مہ فقط وہی ہے جو سنت ثابتہ کے متضاد ہو۔

۳۰۔ ماتہ مسائل صف... بدعت حسنہ کسی خاص وقت (قرونِ ثلاثہ وغیرہ) تک

محدود نہیں بلکہ حدیث پاک من سن فی الاسلام سنة حسنة کی رو سے تا قیام قیامت غیر محدود ہے۔ یعنی قیامت تک ایسے نئے کام ایجاد کرنا جائز اور بدعت حسنہ ہے جو سنت ثابتہ کے متضاد و مخالف نہ ہوں۔

☆......محفل میلاد اور اس میں قیام کر کے سلام پڑھنا قائلین کے نزدیک بدعت حسنہ اور منکرین تقسیم بدعت کے نزدیک سنت ہے اور اس کا عامل بدعتی اور گمراہ ہرگز نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆......مواهب اللدنیہ از امام قسطلانی شارح بخاری صفحہ ۲۷ جلد ا۔

☆......تفسیر روح البیان صفحہ ۵۶ جلد ۹۔

☆......سیرت حلبیہ صفحہ ۹۹ جلد ا۔

☆......سیرۃ النبویہ طبع مصر صفحہ ۴۴ جلد ا۔

☆......شمام امدادیہ۔

☆......فیصلہ ہفت مسئلہ از مرشد علمائے دیوبند۔

☆......مزاراتِ اولیاء پر عمارات و گنبد بنانا اور چادریں و عمامے ان پر رکھنا بدعت ضلالہ نہیں بلکہ جائز اور مقصود شرع کے موافق ہے۔ اس لیے ان کاموں کا عامل سنی ہے بدعتی نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

تفسیر روح البیان صفحہ ۸۷۹ جلد ا، ردالمحتار صفحہ ۸۳۹ جلد ا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، درمختار، طحطاوی صفحہ ۳۷۰، المیزان الکبریٰ صفحہ ۲۲۸ جلد ا مجمع البحار الانوار صفحہ ۱۸۷ جلد ۲، شرح سفر السعادۃ اور تحقیق الحق المبین رد مسائل اربعین مصنفہ شاہ احمد سعید مجددی (دوست محمد قریشی کے پیران پیر)

خدا جانے قریشی صاحب اور ان کے مرید اپنے پیران پیر کو کیا کہتے ہیں؟

☆......قبر پر اذان دینا بدعت ضلالہ نہیں بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے اس کا عامل سنی ہے بدعتی نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: ردالمحتار صفحہ ۳۵۸ جلد۱، بوادر النوادر صفحہ ۱۷۸۔ مصنفہ تھانوی۔ (۴۷ تا ۵۲)

☆......قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھانے والے اور مزاراتِ اولیاء پر چراغاں کرنے والے بدعتی نہیں بلکہ سنی ہیں: ملاحظہ فرمایئے: طحطاوی ، شامی، روح البیان حدیقه ندیه شرح طریقه محمدیه صفحہ ۴۲۹ جلد۲، کشف النور، عالم گیری۔

☆......عرس بزرگان کی اصل سنت سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس کے عامل بدعتی نہیں بلکہ خالص سنی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: شمائم امدادیہ، فیصلہ ہفت مسئلہ، ماثبت بالسنة، فتاویٰ عزیزی وغیرہ۔

☆......نماز جنازہ کے بعد بیٹھ کر یا صفیں توڑ کر دعا مانگنا آیاتِ قرآنیہ سے اشارۃً اور احادیث مبارکہ سے صراحۃً ثابت ہے۔ اسے بدعتی کہنے والا خود بدعتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ المبسوط از امام سرخسی، بدائع الصنائع وغیرہ۔ [۱]

[۱]: المبسوط صفحہ ۱۰۷ جلد دوم، بدائع الصنائع صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸ نیز مفتی محمد کفایت اللہ دیوبندی نے دلیل الخیرات صفحہ ۵۱ میں لکھا کہ صفیں توڑ کر دعا مانگنا جائز ہے۔ شمس الحق افغانی نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو جواب استفتاء در بارہ مسائل متنازعہ صفحہ ۲۹، ۳۰ طبع پشاور۔ ۲۱ جید علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ نماز جنازہ کے بعد صفیں توڑ کر دعا مانگنا جائز ہے۔ ملاحظہ ہو الیواقیت والجواهر یعنی اقوال الاکابر کی تحقیق مسائل العصر الحاضر طبع پشاور۔

ابو الجلیل فیضی غفر لہٗ

☆......جنازہ کے آگے نعت یا کلمہ پڑھنا جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۴۰۸ جلد دوم، لواقح الانوار وغیرہ۔

☆......کفنی یا الفی لکھنا شرعاً جائز ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: درمختار صفحہ ۱۲۶ جلد اول، نوادر الاصول صفحہ ۲۱۷، اخبار الاخیار۔

☆......اذان کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا ارشادِ رسول ﷺ کی تعمیل ہے اور اذان سے پہلے صلاۃ وسلام صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے حکم عمومی کی تعمیل ہے۔ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، نسائی، ابو داؤد، مشکوۃ، تبلیغی نصاب، تنویر الحوالک، شرح مؤطا امام مالک، مدارج النبوت، ردالمحتار، درمختار، کشف الغمہ از امام شعرانی، نہر الفائق شرح کنز الدقائق، سیرت حلبیہ وغیرہ۔

☆......انگوٹھے چومنا مستحب بلکہ سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وحضرت آدم علیہ السلام ہے۔ ملاحظہ ہو: تفسیر روح البیان صفحہ ۲۱۰ جلد دوم، حاشیہ جلالین صفحہ ۲۵۷ مطبوعہ اصح المطابع، ردالمحتار صفحہ ۲۷۰ جلد اول، طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲، علم الفقہ صفحہ ۱۸ جلد دوم از علامہ عبدالشکور لکھنوی استاذ مولوی عبدالستار تونسوی صدر تنظیم اہل سنت دیوبند، ارشاد الطالبین صفحہ ۳۹۴ مصنفہ حضرت درویزہ ننگنہاری، بوادر النوادر صفحہ ۴۰۹، از تھانوی وغیرہ۔

الحمدللہ! اہل سنت وجماعت کے کسی کام کو کوئی بدمذہب بدعت ضلالہ ثابت نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی نیا کلیہ ان کاموں کو بدعتِ ضلالہ ثابت کرنے کے لیے ایجاد کیا جائے گا تو اس موجد کے ہزاروں نئے کام اس کلئے کی زد میں آکر بدعت وضلالت ٹھہریں گے۔ ان معتبر حوالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ مولوی دوست محمد

اور اس کی پارٹی کے علماء دیو بند ابن عبدالوہاب نجدی خارجی عقائد کو عمدہ بتانے والے اہل بدعت خارجی اور معتزلی ہیں۔

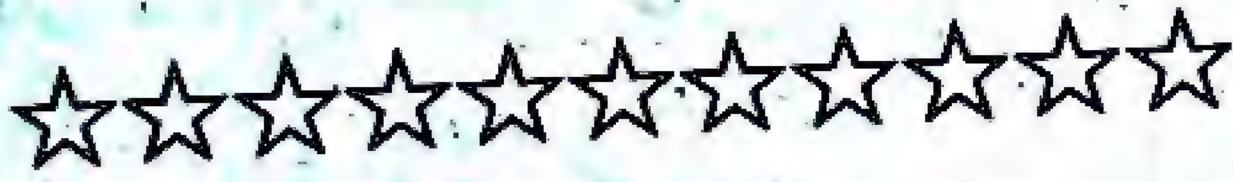
اور تمام الفاظ جو مولوی دوست محمد نے اہل بدعت کی مذمت میں درج کئے ہیں خود ان کی ذاتِ گرامی اور ان کی بدعتی جماعت پر پوری طرح منطبق ہو گئے۔ مثلاً بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے، وہ خواہش پرست لوگ ہوں گے، ٹھگ باز ہوں گے، لوگوں سے کہیں گے ہم علماء ہیں اور پیر و مرشد ہیں ہم تم کو دین کی طرف بلاتے ہیں حالانکہ وہ اس میں جھوٹے ہوں گے۔ تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے یعنی جھوٹی حدیثیں اور ردی اعتقاد بیان کریں گے بس ان سے دور رہنا۔ اسی طرح مجدد الف ثانی کے یہ الفاظ بھی قریشی صاحب اور ان کی بدعتی جماعت کے لیے ہیں کہ بدعتی کی صحبت سے پرہیز کرنا۔ بدعتی (تنظیموں) مودودیوں، نجدیوں، وہابیوں کی صحبت کا نقصان روحانی طور پر کافر کی صحبت کے نقصان سے زیادہ ہے اور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی مولوی دوست محمد کی جماعت کے لیے ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھے ان کے قریب تک نہ پھٹکے ان پر سلام نہ کہے۔

خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان بدعتی (دیوبندیوں) کی صحبت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

علمائے ملت کی فہرست

قریشی صاحب نے صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۶ پر چودہ صدیوں کے علمائے حق کی ایک فہرست پیش کی ہے جس کو دیکھ کر ادنی سمجھ کا انسان بھی حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عہد

صحابہ کے بعد آج تک صرف ٣٦ علماء کا نام لینا اور باقی حضرات آئمہ کرام علماء وبزرگان کا نام چھپانا مسلمان قوم کے ساتھ غدّاری نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر ہم علمائے ملت کے اسمائے گرامی جمع کریں تو براہین سے چار گنا بڑی کتاب میں محض ان کے اسماء نہ سما سکیں گے اور اس ناسمجھ مصنف نے محض اڑھائی صفحوں میں پہلی صدی سے لے کر چودھویں صدی تک کے علماء کرام کے نام جمع کر دیئے۔



☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسرا باب

عبادت کا مفہوم

مصنف براہین نے صفحہ ۱۷ تا ۲۴ لفظ عبادت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تفاسیر کی ادھوری عبارات درج کر کے قلابازیاں کھائی ہیں اور مسلمان قوم کو بہت دھوکہ دیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں: عبادت بمعنی اتباع بھی آتی ہے۔ حالانکہ محض اطاعت اور اتباع ہرگز ہرگز عبادت نہیں، عبادت، اطاعت، تعظیم ان تینوں میں نہایت لطیف فرق ہے، عبادت کے لغوی معنی ہے بندہ بننا یا اپنی بندگی کا اظہار کرنا معبود کی الوہیت کا اقرار کرنا۔

اقصیٰ غایۃ الخضوع والتذلل اور انتہائی تعظیم جو عبادت کی تعریف بیان کی گئی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ عبادت کی یہ لازمی شرط ہے کہ بندگی کرنے والا معبود کو الٰہ (لائق عبادت) اور اپنے کو اس کا بندہ (عبادت گزار) سمجھے۔ یہ سمجھ کر جو تعظیم بھی اس کی کرے گا وہ اس کی عبادت ہوگی۔ اگر اسے اِلٰـہ (لائق عبادت) نہیں سمجھتا بلکہ نبی ولی باپ، استاذ، پیر وغیرہ سمجھ کر تعظیم کرے تو اس کا نام اطاعت ہوگا، توقیر، تعظیم وغیرہ ہوگا۔ عبادت نہ ہوگا۔ غرضیکہ اطاعت، اتباع و تعظیم و توقیر تو خدا اور محبوبان خدا سب کی جائز ہے۔ لیکن عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆...... اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

☆...... قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو

تو میری اتباع کرو۔

☆ ...... وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور میرے محبوب کی تعظیم وتوقیر کرو۔

☆ ...... مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ جس نے رسول کی اطاعت کی تو اسی نے ہی خدا کی اطاعت کی۔

☆ ...... فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ پس جو رسول پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی۔

☆ ...... وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی۔

☆ ...... فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ تو یہ دل کی پرہیز گاری سے ہے۔

ان قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ ہر اتباع و تعظیم عبادت نہیں اور اسی طرح جو قریشی صاحب نے عبادت کا معنی دعا صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہر دعا عبادت نہیں بلکہ محض وہی دعا عبادت ہے جو کسی کو معبود (الٰہ) سمجھ کر کی جائے۔

قرآنی دلائل ملاحظہ ہوں

☆ ...... اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔

☆ ...... وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ اور رسول تم کو پیچھے پکارتے تھے۔

☆ ...... لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا رسول کے پکارنے کو بعض کو بعض کے پکارنے کی طرح نہ بناؤ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں ان آیات میں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکارنے کا حکم ہے اور یہ حکم بعد وصال بھی باقی ہے۔ (صاوی علی الجلالین)

☆ ...... اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلایئے۔

☆...... وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے۔

☆...... ثُمَّ ادْعُهُنَّ (اے ابراہیم) پھر تم ان مردہ پرندوں کو پکارو۔

عارف باللہ امام یوسف نبہانی اپنی معرکۃ الآراء تصنیف (جو کہ محض یارسول اللہ پکارنے کے جواز میں ہے) شواہد الحق صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں: ہر ندا اور پکار عبادت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر ندا مطلقاً ممنوع ہوتی حالانکہ ایسا نہیں۔ محض وہی ندا اور پکار عبادت ہے جو کسی کو مستحق عبادت سمجھ کر کی جائے اور اس کی الوہیت کے اعتقاد کے ساتھ کی جائے اور مجرد ندا جس میں الوہیت کا اعتقاد نہ ہو وہ ہرگز عبادت نہیں۔ خواہ وہ ندا میت کو ہو یا غائب کو یا جماد کو اور ایسی ندا احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ میں موجود ہے۔ حدیث ضریر میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجود ہے، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے بعد وفات یارسول اللہ پکارا۔ جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوئی تو صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کو پکارا۔ تمام نمازی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں یا عباد اللہ احبسو یا عباد اللہ اعینونی اور اغیثونی وارد ہے۔

مولوی دوست محمد کے پردادا پیر خواجہ محمد عثمان دامانی مجموعہ فوائد عثمانی (جس پر نظر ثانی حسین علی نے کی ہے) میں منکرین استمداد از ارواحِ اولیاء کو لامذہبان فرمایا۔ دوست محمد قریشی کے پیر پیران شاہ احمد سعید مجددی نے تحقیق الحق المبین میں یارسول کے منکرین اور اولیاء کو پکارنے کے منکرین کو گمراہ فرقہ قرار دیا۔ صدر دیوبند حسین احمد

مدنی نے الشہاب الثاقب میں یا رسول کے منکرین کو وہابیہ خبیثہ قرار دیا۔

نوٹ ضروری :۔ قرآن کریم میں جہاں غیر خدا کو پکارنے کی ممانعت آئی ہے وہاں دعا بمعنی عبادت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: ترجمہ تھانوی و تفاسیر معتبرہ، تفسیر صاوی صفحہ ۲۲۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ کے تحت ہے۔ اس آیت میں لَا تَدْعُ کے معنی ہیں نہ پوجو۔ اس آیت میں خارجیوں (وہابیوں) کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ خدا کے بغیر کسی مردہ یا زندہ سے کچھ مانگنا شرک ہے۔

خارجیوں (دیوبندیوں) کی یہ منطق نری جہالت ہے۔ کیونکہ غیر خدا سے اس طرح مانگنا کہ رب العزت ان کے ذریعہ سے نفع نقصان دے کبھی واجب ہو جاتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار جاہل کے سوا کوئی نہیں کرے گا۔



تیسرا باب

بحث علم غیب

نبی کا معنی:۔نبوت اطلاع علی الغیب کا عین ہے یالازم۔ نَبِیٌّ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔جس کے معنی ہمیشہ غیب کی خبر دینے والے کے ہوتے ہیں۔نیز نبی اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضا فی الامور جو اعلیٰ درجے کا غیب ہے کا مخبر ہوتا ہے۔تو نبی کا معنی ہمیشہ مُطلع علیٰ علم الغیب ہوا۔ملاحظہ فرمایئے:مواھب اللدنیہ صفحہ۱۹۲ جلد دوم، از امام قسطلانی شارح بخاری، امام المحدثین قاضی عیاض کی شفا شریف صفحہ ۱۰۲ جلد ۱، امام زرقانی کی شرح مواہب، علامہ علی قاری حنفی کی شرح شفاء، امام شہاب الدین خفاجی کی نسیم الریاض وغیرہ۔

جب اطلاع علیٰ علم الغیب نبوت کا عین یالازم ثابت ہوا تو مطلقاً نفی علم غیب ثابت کرنے والا منکر نبوت ہوگا۔

ایک فریب:۔تمام دیوبندی باالعموم اور مولوی دوست محمد بالخصوص کہتا ہے: جو علم خدا نے اپنے نبی کو بتادیا وہ علم غیب نہیں رہتا اور وحی کے ذریعے بتائی ہوئی بات غیب نہیں۔

جواب:۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

☆......وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ اور وہ (خدا یا نبی) غیب بتانے پر کنجوس نہیں۔

☆......وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَآءُ خدا کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں

سے جسے چاہے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

☆ ...... عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ وہ (ذاتی) غیب دان اپنے خاص غیب پر بجز اپنے پسندیدہ رسولوں کے اور کسی کو مسلط نہیں کرتا۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتائی ہوئی خبروں کو غیب فرمایا اور پارہ ۱۲ میں فرمایا:

☆ ...... تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم وحی کے ذریعے آپ کو بتلاتے ہیں۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتائی ہوئی خبروں کو غیب فرمایا۔

غیب کی دو قسمیں:۔ علمائے اہل سنت نے غیب کی دو قسمیں ذاتی اور عطائی (ما لا ادلیل علیه اور علیه دلیل) بیان فرمائیں۔ قسم اول ذاتی کو خاصہ خداوندی قرار دیا اور قسم ثانی عطائی کو علم غیب تسلیم کرتے ہوئے محبوبانِ حق کے لیے ثابت فرمایا۔

ملاحظہ فرمائیے:

☆ ...... تفسیر جمل، تفسیر صاوی، تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی، روح البیان زیر آیت يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ، تفسیر روح البیان زیر تحت آیت قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ نسیم الریاض، تفسیر خازن صفحہ ۱۵۷ جلد ۲، لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کے تحت، تفسیر جمل صفحہ ۲۱۷، جلد ۲ زیر آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کے تحت، شرح مواقف، شرح جامع الصغیر، تفسیر عرائس البیان وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کے تحت، تفسیر عنایت القاضی، تفسیر صاوی صفحہ ۱۹ جلد ۲، تفسیر روح البیان

11/195

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کے تحت، تفسیر الموذج جلیل قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ کے تحت، فتاویٰ حدیثیہ، فتاوی امام نووی شارح مسلم، جامع الفصولین، ردالمحتار، شرح فقہ اکبر، فتاویٰ مہریہ وغیرہ۔

خداعزوجل اور رسول ﷺ کے علم میں فرق

پہلا فرق:۔ اللہ کا علم ذاتی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مستفاد، اسے بالواسطہ، بالعرض عطائی اور وہبی کہتے ہیں۔ (تفسیر ابو السعود صفحہ ۹۲ جلد ۲)

دوسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ممکن۔ (ردالمحتار)

تیسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی اور ابدی حقیقی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم حادث۔ (ردالمحتار)

چوتھا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم متناہی۔

پانچواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم مخلوق۔

چھٹا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم مقدور۔

ساتواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا علم ممکن التبدل۔

آٹھواں فرق:۔ اللہ کا علم واجب البقا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جائز الفناء۔ (ماخوذ از الدولۃ المکیہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مصدقہ علمائے عرب وعجم)

اس تفریق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرک کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔

اعتراض:۔ عام دیوبندی کہتے ہیں کہ جب تم لوگ علم غیب کلی ماکان ومایکون الی یوم القیامۃ ثابت کرتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی کب ہوا۔ بلکہ تم لوگوں نے اللہ کے علم ساتھ کے برابری کردی اور غیر متناہی علم تسلیم کیا جو کہ شرک ہے؟

جواب:۔ علم ماکان ومایکون الی یوم القیامۃ اور کل شئی کا تفصیلی علم ذرے ذرے، قطرے قطرے کا علم متناہی اور محدود ہے اور علم الٰہی کے مقابلے میں بعض، قلیل بلکہ کالعدم ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

☆...... وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر، تفسیر جمل صفحہ ۲۴۶ جلد ۲، صاوی صفحہ ۳۶۲ جلد ۲، تفسیر کبیر صفحہ ۵۳ جلد ۲۱، تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۱۴۸ جلد ۴، تفسیر خازن صفحہ ۱۴۸ جلد ۴، اور آیت کریمہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ کی تفسیر صاوی صفحہ ۲۳۱، جلد ۴، تفسیر جمل صفحہ ۳۸۳ جلد ۴، تفسیر کبیر صفحہ ۷۸ جلد ۳۰، اور آیت کریمہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ پارہ ۱۶ کی کبیر صفحہ ۱۷۶ جلد ۲۱، اور جمل صفحہ ۵۰ جلد ۳۔ وغیرہ اور سورۃ لقمان کی آیت وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ کی تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۷ جلد ۲۵، جمل صفحہ ۴۰۹ جلد ۳، اور سورۃ جن کی آیت

وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا کی تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۰ جلد ۳۰، مدارک صفحہ ۳۲۰ جلد ۴ روح البیان وغیرہ ان آیات کی تفسیر کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب معتبرہ سے صاف ثابت ہے کہ غیب السمٰوٰت والارض کان یکون کلیات جزئیات کل شئی وغیرہ علم الٰہی کے مقابلہ میں قلیل، بعض اور متناہی و محدود ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

حل العقدہ شرح بُردہ از علامہ علی قاری، حواشی بیضاوی از امام شہاب الدین خفاجی، روح البیان، صحیح بخاری واقعہ حضرت خضر علیہ السلام، شرح عقائد نسفی صفحہ ۲۷، شرح مواقف، کیمیائے سعادت، تفسیر حسینی، تفسیر خازن، صفحہ ۱۴۵ جلد ۳، تفسیر صاوی صفحہ ۳۳۵ جلد ۴، ابتداء سورۃ اسراء وغیرہ۔

جواب ۴۔ اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور وہم خطا مگر علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی دوسرے فرقوں کے سبب۔ نیز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو عرفاء (عارفین) فرمادیا مشرکین نہیں فرمایا۔ نیز امام ابواسحاق مصنف المدلول المنقول فی بیان شمول علم الرسول اور عارف ابوالحسن البکری مفتی بحرو بر (المتوفی ۹۷۶ھ) کا یہی عقیدہ ہے۔

علمائے وہابیہ سے ایک سوال:۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے فرمان کے موجب کیا اللہ تعالیٰ کو اس بات کی قدرت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کو جمیع معلومات کا علم عطا فرمادیں یا نہیں؟ اگر قدرت ہے تو زیر تحت قدرت علم کا اتیان

شرک کہاں رہا اور اگر جواب نفی میں ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعتقاد میں جھوٹ پر تو قادر ہو اور شمول علم رسول پر قادر نہ ہو ذرا فرق بتادیں تو عنایت ہوگی (نجم الرحمٰن صفحہ ۱۴۱)

اعتراض:۔ حضور علیہ السلام کو جب کبھی اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام بھیج کر وحی کے ذریعے کچھ باتیں بتلا دیتا تھا تو آپ جانتے تھے ورنہ آپ نہیں جانتے تھے آپ کا علم نہ دائمی تھا نہ غیب۔ (عام مغالطہ)

جواب: ۱۔ بیشک حضور علیہ السلام کا علم وحی الٰہی اور تعلیم ایزدی کے ذریعے حاصل ہوا۔ ۲۔ لیکن وحی الٰہی صرف پیغام جبریل میں منحصر نہیں۔ ۳۔ رؤیا الانبیاء وحی (الحدیث) انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی وحی ہے اور آپ کا ہر کلام وحی ہے۔ ۴۔ وحی القا کے ساتھ بھی ہوتی تھی یعنی قلب اطہر میں کسی بات کا ڈال دینا۔ جبریل علیہ السلام قرآن کریم ضرور لائے لیکن علم قرآن حضرت جبریل کے واسطہ کا محتاج نہیں۔ امام قسطلانی نے محب الدنیا شریف صفحہ ۳۹ جلد ۲ میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے تمام قرآن مجید تعلیم فرمایا۔ یہ بات بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں بالکل غلط ہے کہ جبریل نے جو بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتادی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی ورنہ نہیں۔ بخاری [1] اور مسلم میں ہے: میں تمہیں اپنے

---

[1] بخاری شریف صفحہ ۱۰۲ جلد اول: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا: فانی اراکم خلف ظہری وفی روایۃ فانی اراکم من وراء ظہری۔ بخاری شریف صفحہ ۱۰۰ جلد اول: وفی روایۃ مسلم عنہ فواللہ انی لاراکم امامی و من خلفی۔ مسلم صفحہ ۱۸۰ جلد اول۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

پیچھے سے اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور محدثین نے تخصیص کو ردّ فرما کر عموم کو ترجیح دی۔

نورِ نبوت:۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی صفحہ ۵۱۸ جلد اول میں وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نورِ نبوت سے ایسی باتیں جانتے ہیں جو غیب ہیں اور یہ بھی تعلیم ایزدی میں شامل ہے جب نورِ نبوت دائمی ہے تو یہ علم مبارک بھی جو نورِ نبوت کے ذریعہ سے حاصل ہو رہا ہے یقیناً دائمی ہوگا۔ یہ نہیں کہ کبھی تو یہ کمال حاصل ہو جائے اور کبھی زائل ہو جائے۔

نبی کی خاص صفت:۔ زرقانی صفحہ ۲۰۰ جلد ۱ میں امام غزالی سے منقول ہے کہ نبی میں چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسا نور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان باتوں کا ادراک کرتا ہے جو غیب میں آئندہ ہونے والی ہیں۔

عدم توجہی:۔ مخالفین جن وقائع سے حضور علیہ السلام کی بے علمی ثابت کرتے ہیں ہمارے نزدیک انہیں بے علمی پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ ہمارے نزدیک کسی حکمت کی بنا پر خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے باوجود کسی امر خاص کی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ کو اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے اور عدم توجہی بے علمی کو مستلزم نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

لطائف المنن، کتاب الابریز، الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ ۱۷ جلد ۲ وغیرہ۔

ایک نکتہ:۔ اگر علم غیب بمعنی ملکہ غیب لے لیا جائے جیسا کہ مطوّل، تلویح،

مختصر معانی اور میر زاھد وغیرہ میں ہے اور جمیع معلومات سے مراد صرف ماکان ومایکون الی یوم القیامۃ ہو جو محدود اور متناہی ہے تو کسی قسم کا خدشہ اور اعتراض باقی نہیں رہتا اور تمام نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ بآسانی متفق ہو جاتے ہیں کیونکہ ملکہ کہتے ہیں اس کو کہ جس امر کی طرف توجہ کی جائے وہ فوراً معلوم ہو جائے۔

(نجم الرحمن صفحہ ۴۱)

نبی کا معنی:۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض چکے ہیں کہ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو ہمیشہ مطلع علی الغیب ہونے پر دال ہے۔ کبریت احمر صفحہ ۱۷ جلد ۲ میں ہے: فھذا الغیب ھو علم الرسالۃ۔ پس یہ غیب ہی علم رسالت ہے۔

ھفوات دوستیہ:۔ مولوی دوست محمد نے براہین اہل سنت کے صفحہ ۳۴ سے صفحہ ۱۲۷ تک علم غیب کی بحث کی ہے۔ صفحہ ۳۵ پر دیوبندی عقائد کی کتاب التصدیقات کے صفحہ ۲۴ کی عبارت درج کی ہے۔ جو ہم پر قطعاً حجت نہیں اس عبارت میں حضور علیہ السلام کو اعلم الخلق اور عالم علوم اولین وآخرین مان کر پھر اسی بات کی تردید کردی گئی ہے۔ صفحہ ۳۶ پر لاسبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ لکھا یعنی علم غیب تک بغیر اعلام خداوندی بندوں کی رسائی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اس کے خاص بندے غیب جانتے ہیں اور پھر صفحہ ۳۷ پر اس بات کو رڈ کردیا۔ صفحہ ۳۸ پر اللہ تعالیٰ کو ہر شئے کا عالم ثابت کیا جس کا ہمیں انکار نہیں صفحہ ۳۹ پر حضرت آدم علیہ السلام کے علم پر حملہ کرتے ہوئے مصنف براہین لکھتا ہے اگر آدم علیہ السلام عالم الغیب اور عالم کل ہوتے تو اکل شجر کا ارتکاب نہ کرتے۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ نے اکل شجر کے ارتکاب کی وجہ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا فرمائی یعنی آپ نے بحالت نسیان دانہ کھایا اور آپ کا ارادہ قطعاً نہ تھا اور یہ بے ادب مصنف اس کی وجہ نبی کی بے علمی بتاتا ہے کسی چیز کی طرف توجہ نہ رہنا یا اس کا بھول جانا بے علمی کو مستلزم نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک دفعہ بھولی ہوئی چیز کبھی یاد ہی نہ آئے۔ لیکن بے شمار بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں۔ اگر بھول کی وجہ سے علم زائل ہو جاتا تو وہ بات کبھی یاد نہ آتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے نسیان ہوا علم کلی زائل نہیں ہوا۔ مصنف براہین کے دلائل نمبر۲ تا ۴۰ مندرجہ صفحات از ۳۹ تا ۵۳ قطعاً ہمارے دعویٰ کے خلاف نہیں۔ بیشک بالذات، بالاستقلال، بلاواسطہ حقیقۃً عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اعتراض:۔ مصنف براہین صفحہ ۵۵ پر انبیاء کرام کے مقولہ لَا عِلْمَ لَنَا یعنی ہمیں علم نہیں سے یہ ثابت کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے عالم الغیب نہ ہونے کا اقرار کریں گے۔

جواب:۔ ماذا اجبتم کا تعلق ظاہر سے ہے علم غیب سے نہیں انبیاء کا یہ مقولہ بے علمی کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ وہ از راہِ ادب ایسا کہیں گے۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆...... تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۶۵، تفسیر صاوی صفحہ ۳۱۳ جلد ۱، تفسیر خازن و جمل صفحہ ۵۴۱ جلد ۱، کبیر صفحہ ۱۲۳ جلد ۱۲۔

مصنف براہین صفحہ ۵۵ پر آیت کریمہ وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ درج کر کے صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام سے اکل شجر کا ارتکاب بے علمی کی وجہ سے ہوا حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے: فَنَسِیَ یعنی اس کی وجہ نسیان ہے بے علمی نہیں اور نسیان علم کے باوجود ہوتا ہے۔

صفحہ ۵۶ کا جواب:۔ وَلَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ ارشاد نومی میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔

مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ علم میں بھی ذاتی علم مراد ہے جو مخلوق میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔

صفحہ ۵۷ کا جواب:۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں اللہ کے علم ذاتی کا بیان ہے۔

صفحہ ۵۸ کا جواب:۔ سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام پر بوقت قربانی ذہول واستغراق حکم الٰہی کی تکمیل ارشاد میں طاری تھا ان کی توجہ گردن کٹنے یا نہ کٹنے کی طرف نہ تھی بلکہ ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں اس قدر محو ومستغرق تھے درمیان میں محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی نہ تھا اور یہ بات واضح ہے کہ ذہول اور عدمِ توجہی علم کے منافی نہیں۔

صفحہ ۵۹ کا جواب: مصنف براہین نے آیت کریمہ هَلۡ اَتٰكَ حدیث ضیف ابراہیم علیہ السلام سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہنچاتے تھے اور بے خبر تھے۔

جواباً گذارش ہے:۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو پہنچانتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں: ملاحظہ فرمایئے:

☆......تفسیر خازن صفحہ ۳۴۹ جلد۲، ان ابراهيم عرف انهم ملائكة ۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۴ جلد ۱۸ میں ہے: انه كان عالما بانهم من الملائكة ایسا ہی دیگر تفاسیر معتبرہ میں ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السموٰت والارض دکھلائے گئے تو ان ملائکہ کو احاطہ رویت سے کس طرح خارج کیا جا سکتا ہے۔

آنے والے فرشتے چونکہ بشکل مہمان آئے تھے۔ اس لئے آپ کے جذبہ مہمان نوازی

کے وصف جمیل کا آپ پر ایسا غلبہ ہوا کہ اس وقت حال میں ان کی توجہ آنے والوں کی ملکیت کی طرف مبذول نہ ہوئی اور یہ واضح ہے کہ توجہ نہ ہونے سے اس کے علم کی نفی نہیں ہوتی۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ واقعہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی برکت سے حضرت سارہ علیہا السلام کو پشتوں کا علم یعنی علم مافی الارحام حاصل ہوگیا۔ جو دلیل محبوبان خدا کے کمال کی مظہر ہو اور جس سے ان کے علم کی وسعت ظاہر ہو اسے ان کے علم کی نفی اور عیب ثابت کرنے کے لیے پیش کرنا بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے؟

مولوی دوست محمد کی بارگاہِ سلیمانی میں گستاخی:۔ براہین صفحہ ۶۰ پر لکھتے ہیں:
حضرت سلیمان علیہ السلام وقوع موت کے وقت سے بے خبر تھے۔ (ملخصًا)

جواب:۔ مولوی جی! بخاری شریف کتاب المغازی صفحہ ۶۳۸ جلد ۲ مطبوعہ کراچی کے ان الفاظ کو بار بار پڑھو: انہ لم یقبض نبی قط حتی یریٰ مقعدہ من الجنۃ ثم یحی او یخیر۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آتی جب تک اسے اس کا بہشت میں ٹھکانہ دکھا نہ دیا جائے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دنیا پسند کرے چاہے تو آخرت کو پسند کرے۔ اب ہوش سنبھال کر بتاؤ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے یا نہ؟
جب نبی تھے تو اختیار تھا یا نہ؟ وقوع موت کے وقت سے بے خبر یا باخبر؟ معلوم ہوا مصنف براہین نرا جاہل اور گستاخ و بے ادب ہے۔
صفحہ ۶۱ پر مولوی جی نے بارگاہِ سلیمانی میں ایک اور گستاخی کی ہے حالانکہ اس جاہل کو اتنا

تک معلوم نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لَآ اَرَى الْھُدْھُدَ فرما کر رائی ہونے کا انکار فرمایا ہے ناظر ہونے کا نہیں۔ آپ کے مولوی اشرفعلی تھانوی بوادر النوادر میں لکھتے ہیں: اصل یہ ہے کہ رائی مرئی کا ایک مکان میں ہونا لازمی ہے بخلاف ناظر منظور کے ھدھد چونکہ دربار سلیمانی میں موجود نہ تھا اس لیے آپ نے لَآ اَرَى فرمایا لا انظر نہیں فرمایا نظر کی نفی نہیں اگلی آیت میں سَنَنْظُرُ فرما کر اعلان فرمایا کہ میں ابھی آنکھ اٹھا کر ملک سبا میں رہنے والے کو دیکھ لوں گا۔ جس کے غلام پلک جھپکنے سے قبل ملک سبا سے بھاری بھرکم تخت کو دیکھ بھی لیں اور لے بھی آئیں اور وہ خود ھدھد کو بھی نہ دیکھ سکے؟

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

کیا خداوند کریم ایک دفعہ علم دے کر پھر چھین لیتا ہے؟ اور علم کا چھینا جانا گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء کرام معصوم ہیں۔ لہٰذا حضرتِ سلیمان علیہ السلام کو ہر وقت علم تھا البتہ عدم توجہ علم کے منافی نہیں۔

صفحہ ۶۲ اور ۶۳ کا جواب:۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے واقعات میں ذھول اور عدم توجہ کی وجہ سے ایسا ہوا۔ بے علمی مراد لینے والا خود بے علم ہے۔

صفحہ ۶۴ کا جواب:۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں ہم لاعلمی کی بجائے عدم التفات کا قول کریں گے چونکہ آپ عالم برزخ میں مشغول تھے اس لیے انہیں دنیا کے زمانہ طویلہ اور سو سال کی مدت کی طرف التفات نہ ہوا۔

دوسرا جواب:۔ جس طرح محشر کا پچاس ہزار سال کا دن بعض اللہ کے بندوں کے

لیے فرض نماز کے وقت کے برابر [1] اور بعض کے لیے پلک جھپکنے سے بھی کم ہوگا اسی طرح وہ سوسال بھی حضرت عزیر علیہ السلام کے لیے یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ اور فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ اس پر دلیل ناطق ہے۔

صفحہ ۶۵ کا جواب:۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو وعدۂ خداوندی پر پورا یقین اور حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کا مکمل علم حاصل تھا دوسری باتیں راز و نیاز کی تھیں

صفحہ ۶۶ و ۶۷ کا جواب:۔ مصنف براہین لکھتا ہے: برادران یوسف علیہ السلام کی خفیہ تدبیروں اور باہمی مشوروں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم نہ تھا. معاذاللہ جواباً گذارش ہے کہ آپ کو ان کی خفیہ تدبیروں کا مکمل علم تھا جبھی تو آپ نے فرمایا: فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا پس وہ تمہارے (ایذا رسانی کے) لیے ضرور کوئی تدبیر کریں گے اور ان پر واضح فرمادیا کہ: اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ تمہارا یوسف کو لے جانا مجھے ضرور غم میں ڈال دے گا اور بعد میں ان لوگوں نے جو بہانہ بنانا تھا اس کی طرف بھی اشارہ فرمادیا۔ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ اور میں اندیشہ کرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھا جائے۔

تفسیر کبیر صفحہ ۱۰۲ جلد ۱۸ میں قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ کے تحت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کا علم تھا کیونکہ آپ نے یوسف علیہ السلام کو قبل ازیں فرمایا تھا اور یونہی تیرا رب تجھے مراتب بخشے گا، اور یہ قطعی دلیل ہے۔

[1] مسند ابویعلی صفحہ ۱۳۴ جلد دوم، جامع البیان صفحہ ۴۵ جلد ۲۹ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۳۳ جلد ۷، موارد انطمان الی زوائد ابن صبان صفحہ ۶۳۸، تفسیر درمنثور صفحہ ۲۶۴ جلد ۶، روح المعانی صفحہ ۵۷ جلد ۲۹۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

تفسیر ابن عباس صفحہ ۱۸۴، تفسیر جلالین، تفسیر صاوی صفحہ ۲۰۴ جلد ۲ تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۱۲ جلد اول، تفسیر خازن و جمل صفحہ ۴۴۵ جلد ۲، تفسیر درۃ البیضا صفحہ ۲۱۱، تفسیر کبیر صفحہ ۲۴۰ جلد ۱۸، تفسیر عثمانی دیوبندی حاشیہ ترجمہ محمود الحسن دیوبندی صفحہ ۳۳۸ مطبوعہ سعیدی کراچی، تفسیر موضح القرآن وغیرہ میں ہے کہ بند کوٹھڑی میں حضرت یعقوب علیہ السلام برہان بن کر موجود تھے اور یوسف علیہ السلام کو نظر آئے۔ تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۴ جلد ۱۸ میں لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ کے تحت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ مصر کا حاکم میرا بیٹا یوسف ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس علم کے اظہار کا اذن نہیں دیا تھا۔ خدا بھی انہیں لَذُوْ عِلْمٍ فرماتا ہے مگر یہ گستاخ مصنف اس صاحبِ علم ہستی کو بے علم قرار دیتا ہے اور رونے کیلئے فراقِ یوسف سبب ظاہری تھا ورنہ ان کا رونا باعثِ بلندئ درجات تھا۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۲۲، تفسیر صاوی صفحہ ۲۵۵ جلد ۲، تفسیر جلالین، تفسیر کبیر صفحہ ۱۹۸ جلد ۱۸، تفسیر جمل صفحہ ۴۷۵ جلد ۲ میں عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا کے تحت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اول الامر سے جانتے تھے کہ جو کچھ یوسف علیہ السلام پر گزری اور انہیں حیاتِ یوسف علیہ السلام کا مکمل علم تھا اور آپ کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام کا خواب غلط نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ یوسف علیہ السلام آپ کو ضرور ملے گا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۰۹ جلد ۱۸، اور صاوی صفحہ ۱۵۹ جلد ۲، جمل صفحہ ۴۸۱ جلد ۲ میں اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے تحت ہے کہ اس سے مراد

یوسف علیہ السلام کی زندگی کا علم تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو حاصل تھا اور وہ اس سے بے خبر نہ تھے۔ اگر اس جاہل اور گستاخ مصنف (اور اس کے متبعین) میں ہمت ہے تو اِن آیات وتفسیری حوالہ جات کا ردّ کریں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ شمشیر ان سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

صفحہ ۶۸ وصفحہ ۶۹ کا جواب:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ان کی بے علمی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ دوسروں کو ادب سکھانا مقصود تھا اور اژدھا کو دیکھ کر دور تشریف لے جانا بے علمی کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ اس کی وجہ ذہول وعدم توجہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ہمارے عقیدوں کے خلاف نہیں۔ ذاتی حقیقی، بالاستقلال عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

صفحہ ۷۰ کا جواب:۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کے سوا بالذات غیب نہیں جانتے اس جگہ علم غیب ذاتی، بالاستقلال اور جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے کی نفی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تفسیر جمل صفحہ ۳۲۴ جلد ۳، الموذج جلیل، مدارک، روضۃ النضیر شرح جامع الصغیر، فتاویٰ حدیثیہ، فتاویٰ امام نووی، شواہد الحق صفحہ ۲۲۸، نسیم الریاض شرح شفا آیت کریمہ قُلْ لَّا یَعْلَمُ الآیۃ عقیدہ علم غیب عطائی کے خلاف نہیں اور آیت کریمہ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ میں اولاً غیب ذاتی کی نفی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تفسیر نیشاپوری، تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۱۱ جلد اول۔

ثانیاً: مغیبات غیر متناہیہ کی نفی ہے ملاحظہ ہو:۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۱ جلد ۱۲۔

ثالثاً: یہ کلام کہ میں غیب نہیں جانتا آپ نے تواضع وانکسار کے طور پر فرمایا ورنہ آپ

سب کچھ جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۱ جلد ۱۲، تفسیر جمل صفحہ ۳۲ جلد ۲، تفسیر عرائس البیان۔

رابعاً: اس میں دعویٰ کی نفی ہے دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو مستلزم نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ تفسیر روح البیان، ابو السعود و تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۱ جلد ۱۲، رغائب القرآن وغیرہ۔

خامساً: اس آیت میں قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ کے مخاطب کفار ہیں چوروں سے خزانے چھپائے جاتے ہیں آپ نے ان کی لیاقت کے مطابق فرمایا ورنہ مومنوں کو آپ فرماتے ہیں مجھے علم ما کان و مایکون عطا ہوا کیا مصنف براہین اور اس کی جماعت بھی اپنے آپ کو مخاطبین کفار میں سے سمجھتے ہیں؟

سادساً: آپ نے فرمایا میں ولا اعلم الغیب تو نہیں کہتا میں تو اعلم الغیب کہتا ہوں یعنی میں غیب جانتا ہوں۔ (نیشاپوری وغیرہ)

مولوی دوست محمد کی دلیل نمبر ۶۶ کے تحت تفسیر صاوی صفحہ ۲۸۹ جلد ۳ میں ہے: ہمارے حضور ﷺ کو اس دنیا سے میں تشریف لے جانے سے قبل اللہ تعالیٰ نے جمیع مغیبات کا علم عطا فرمایا اور منجملہ ان کے علم قیامت ہے لیکن اس کے چھپانے کا حکم فرمایا۔ [1]

---

[1] سید عبد العزیز دباغ عارف کامل (المتوفی ۱۱۳۵ھ) میں نبی کریم ﷺ سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہوگا حالانکہ آپ کی امت شریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب شرف نہیں ہو سکتا جب کہ اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔ الابریز من کلام سید عبد العزیز دباغ صفحہ ۴۸۳، الابریز کے مترجم مولوی عاشق الٰہی دیوبندی لکھتے ہیں: غوث زمان سید عبد العزیز دباغ قدس سرہٗ۔ ابریز اردو صفحہ ۳۔

ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

صفحہ ۷۲ کا جواب:۔ مصنف براہین کی دلیل نمبر ۶۷ کے تحت بھی محقق صاوی نے شرح جلالین طبع مصر میں مذکورہ الفاظ لکھے کہ خدا نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم عطا فرمایا اور روح البیان میں اسی کے تحت ہے کہ: حضور علیہ السلام باعلام الٰہی قیامت کے وقت کو بھی جانتے ہیں اور آیت کریمہ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں اولاً: علم غیب ذاتی کی نفی ہے ملاحظہ ہو تفسیر حسینی صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، موضح القرآن صفحہ ۱۴۵، نسیم الریاض وغیرہ۔ ثانیاً: آپ نے تواضعاً ایسا فرمادیا ورنہ آپ جمیع مغیبات دنیا و آخرت کے عالم ہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر صاوی صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ جلد ۲، تفسیر خازن صفحہ ۱۵۷ جلد ۲، جمل صفحہ ۲۱۷ جلد ۲۔

مصنف براہین کی پیش کردہ دلیل نمبر ۶۹ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ آیت کریمہ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ سے منسوخ ہے نفی کی آیت پہلے آئی اور ثبوت کی آیت بعد میں اتری اور ہم آپ کا علم تدریجی مانتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: تفسیر جمل وغیرہ اور دلیل نمبر ۷۰ کا بھی یہی حال ہے۔

صفحہ ۷۴ کا جواب:۔ گستاخ مصنف نے دلیل نمبر ۷۱ کی سرخی جما کر آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ درج کر کے اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی مگر تفاسیر معتبرہ دیکھنے کی زحمت گوارہ نہ کی۔ تفسیر کبیر ۲۳۲ جلد ۸ میں اسی آیت کے تحت ہے اس آیت سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے رب تعالیٰ نے روک دیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ کام امر ایزدی سے تھا تو رب تعالیٰ نے اس سے منع کیوں فرمایا اور اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے امر

اوراس کے اذن سے نہ تھا تو وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟
جبکہ یہ آیت عصمت انبیاء پر دال ہے۔ امر ممنوع عنہ جس کا آیت میں ذکر ہے اچھا تھا تو اس سے اللہ نے منع کیوں فرمایا؟ اور اگر وہ قبیح تھا تو اس کا فاعل معصوم کیسے رہ سکتا ہے؟ اس کا جواب چند وجوہ سے ہے۔ اولاً: اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کا ممنوع عنہ اس فعل میں مشغول بھی تھا۔ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ فرمایا حالانکہ آپ سے شرک محال ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ فرمایا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ خدا سے کبھی بے خوف تھے۔ پھر فرمایا وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے کبھی کافروں کی اطاعت کی۔ تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۲ جلد ۸ میں ہے: ہو سکتا ہے کہ آپ کا میلانِ قلب ان پر لعنت کی طرف ہوا ہو اور آپ نے اللہ سے اجازت طلب کی ہو اور اللہ نے منع فرما دیا۔ تفسیر صاوی صفحہ ۱۷۸ جلد ا میں اسی آیت کے تحت ہے اس آیت میں نفی من حيث الأيجاد والاعدام ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ کرم میں ڈال دیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضور علیہ السلام بھی باقی انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں آپ کی ملکیت کوئی شئے نہیں آپ کی ذات سے کوئی نفع نہیں نہ ظاہری نہ باطنی تو ایسی بکواس کرنے والا کافر خاسر الدنیا والآخرۃ ہے اور اس آیت سے اس کا دلیل پکڑنا کھلی گمراہی ہے۔

بحث مغیبات خمسہ: مصنف براہین نے صفحہ ۷۵ سے ۹۷ تک رطب و یابس حوالے جمع کر کے اور سورۃ لقمان کی آخری آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مغیبات خمسہ کا علم

خدا تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا جو عطا کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے حالانکہ مصنف براہین کی پیش کردہ آیات اور احادیث اور تفسیری حوالہ جات کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ بالذات جاننے کا مدعی کافر ہے اور عطائے الٰہی سے ماننے کا عقیدہ ہرگز ہرگز کفر نہیں۔

ایک دیوبندی عالم کا فیصلہ:۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے تبریز ترجمہ ابریز صفحہ ۳۶۷ جلد ا میں اپنی طرف سے بطور فائدہ لکھا کہ یہ پانچ غیب:۔

ا۔علم قیامت۔۲۔علم بارش۔۳۔علم ارحام۔۴۔کل کی خبر۔۵۔کہاں مرے گا۔اللہ کی عطا سے محبوبانِ خدا کے لیے جو لوگ ثابت مانتے ہیں وہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ان پر طعن نہ کرنا چاہیے اور یہ گستاخ مصنف عاشقان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اب بتاؤ مسلمانوں کو کافر کہہ کر یہ گستاخ مولوی کافر بنا یا نہ؟

اگر یہ مصنف مسلمان ہے اور مغیبات خمسہ کا علم محبوبانِ خدا کے لیے بعطائے الٰہی ثابت کرنے والے بقول اس کے کافر ہیں تو اس کا اپنا دیوبندی عالم عاشق میرٹھی کافروں کو عاشقِ رسول اور سچا مسلمان لکھ کر کافر ہوا یا نہ؟ بینوا توجروا۔

بہر حال اگر یہ مصنف مسلمان ہے تو اس کا دوسرا دیوبندی مولوی عاشق الٰہی ضرور کافر ہے اور اگر وہ مسلمان ہے اور تھانوی کا خلیفہ ہے تو یہ گستاخ مصنف ضرور کافر ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

مصنف براہین کی پیش کردہ آیت میں خبیر بمعنی مخبر یعنی خبر دینے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان پانچ غیبوں کی خبر دینے والا ہے۔ملاحظہ فرمائیے:

☆......تفسیرات احمدیہ از علامہ احمد جیون مصنف نور الانوار استاذ بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر، تفسیر صاوی صفحہ ۲۱۵ جلد ۳ سورۃ لقمان، تفسیر ابن کثیر سورۃ لقمان، تفسیر عرائس البیان سورۃ لقمان تفسیر روح البیان سورۃ لقمان تفسیر صاوی صفحہ ۲۴ جلد ۴ زیر تحت اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ تفسیر صاوی ۲۴۰ جلد ۳، تفسیر روح البیان زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ، تفسیر صاوی صفحہ ۹۷ جلد ۲ زیر آیت یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا روض النضیر شرح جامع الصغیر، مرقاۃ شرح از علامہ علی قاری، عمدۃ القاری شرح بخاری، عنایت القاضی از امام خفاجی، ارشاد الساری شرح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر عرائس البیان زیر آیت وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ، لمعات شرح مشکوۃ از محق دہلوی شاہ عبدالحق، شرح مقاصد صفحہ ۲۵۰ جلد ۲، تفسیر کبیر تحت سورۃ الجن تفسیر عزیزی صفحہ ۱۷۳ پارہ ۲۹، مشکوۃ باب ایمان بالقدر صفحہ ۲۰، مسلم جلد دوم کتاب الجہاد غزوئہ بدر، انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ از شاہ عبدالغنی استاذ دیوبندیان صفحہ ۳۰۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۱، کتاب الابریز از سید عبدالعزیز، خصائص کبری از امام سیوطی، شرح قصیدہ بردہ از امام باجوری، جمع النہایہ از امام شنوائی شرح اربعین نووی، بستان المحدثین، دلائل النبوت طبرانی، المعجم الکبیر، المعجم الصغیر، ابن عساکر، طبقات ابن سعد صحیح بخاری ومسلم واقعہ خیبر کل کی خبر، مسند امام احمد، بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار، الدولۃ المکیہ مصدقہ وعلمائے عرب صفحہ ۳۵۵، کتاب الاشاعۃ

از امام برزنجی اشرف السوانح ثبوت علم الارجام ،تفہیمات الٰھیه ،شرح فتح المبین، صلاۃ احمدیه، کشف الغمه للشعرانی صفحہ ۳۷ جلد ۲، اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱، از شیخ محقق۔

کیا مولوی دوست محمد اور اس کی پارٹی اتنے جلیل القدر آئمہ دین کو کافر کہنے کے لیے تیار ہے؟ اگر یہ سب آئمہ دین مسلمان ہیں تو مسلمان کو کافر کہہ کر مولوی جی کافر ہوا یا نہ؟

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے دیوارِ آہنی پر؟ حماقت تو دیکھئے

دلیل نمبر ۳۷ کا جواب:۔ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ میں محض ذکر نہ کرنے کی نفی ہے ورنہ حضور علیہ السلام تمام انبیاء کے امام بنے اور آپ کو سب کا علم دیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیے: تفسیر صاوی یہی آیت اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہ۔

مصنف براہین کا حضور ﷺ پر بہتان:۔

لکھتے ہیں ''حضرت نے اپنے اوپر شہد کو حرام فرمایا'' بلفظہ۔ اب اس گستاخ مصنف کے مقابلہ میں اکابرین اہل سنت کے اقوال ملاحظہ ہوں: تفسیر کبیر صفحہ ۴۲ جلد ۳۰، لِمَ تُحَرِّمُ کے تحت امام رازی فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے نفع حاصل نہ کرنے کی قسم کھائی اس اعتقاد کے ساتھ وہ حلال ہے اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ تحریم بعینہ اسی کی تحریم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا تھا تو ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے۔ پس اس کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کیسے کی جا سکتی ہے ایسا ہی تفسیر خازن صفحہ ۲۸۴ جلد ۴، روح البیان صفحہ ۴۹ جلد ۱۰، تفسیر جمل صفحہ ۳۶۴ جلد چہارم میں ہے: اللہ تعالیٰ تو اس

اقدام کی وجہ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ فرمائے اور میرا آقا بھی نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ فرمائیں لیکن یہ گستاخ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے علمی ثابت کرتا ہے۔ کیا ازواج مطہرات کا یہ عقیدہ تھا یا نہ؟ کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ مخفی امور کی اطلاع دے دیتا ہے اور آپ کو پوشیدہ امور کی خبر ہو جاتی ہے۔ اگر تھا تو پھر مشورے کے جو معنی ہوں گے اور آپ جو معنی متعین فرمائیں گے وہی ہماری طرف سے سمجھ لیجئے۔ کیونکہ غیب پر اطلاع کے قائل تو آپ بھی ہیں صرف علم غیب کا انکار ہے۔

مصنف براہین کی اپچ:۔ صفحہ ۷۷ پر لکھتا ہے کہ اگر حضور عالم الغیب ہوتے تو قتل عثمان کی افواہ کو صحیح نہ مانتے اور بیعت کا حکم نہ فرماتے۔

جواب:۔ بیعت کے حکم سے بے علمی ثابت کرنا مصنف براہین جیسے بے علم اور جاہل کا کام ہے۔ یہاں صرف عظمتِ ذی النورین کا اظہار مقصود تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دے کر واضح فرما دیا کہ قتل عثمان کی افواہ غلط ہے۔ حاجی امداد اللہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں منکرین علم غیب انبیاء و اولیاء اس واقعہ کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ اب اپنے مرشد کو سچا کہو یا جھوٹا؟

مصنف براہین کی بدحواسی:۔ دلیل نمبر ۶۴ میں جو آیت کریمہ درج کی تھی بدحواسی کے عالم میں وہی آیت صفحہ ۷۷ پر دلیل نمبر ۶۷ کی سرخی جما کر لکھ دی اس کا جواب قبل ازیں دیا جا چکا ہے کہ یہاں علم غیب ذاتی کی نفی ہے اور تفسیر ابن کثیر کی عبارت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ حقیقی، ذاتی اور بالاستقلال غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ عطائی علم کی نفی کا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔

صفحہ ۷۸ کا جواب:۔ اس صفحہ پر مصنف نے آیت کریمہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لکھی ہے حالانکہ اس آیت کریمہ میں۔ (اولاً) غیب کی پہلی قسم ذاتی جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے مراد ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: تفسیر بیضاوی صفحہ ۸، تفسیر جمل صفحہ ۱۲ جلد ۱، روح البیان پارہ اول، شرح جامع الصغیر وغیرہ۔

(ثانیاً) مفاتح الغیب سے علوم غیر متناہی مراد ہیں جس کا ہم حضور علیہ السلام کے لیے دعویٰ نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو: تفسیر کبیر صفحہ ۹ جلد ۱۲، تفسیر خازن صفحہ ۲۱ جلد ۲، تفسیر جمل صفحہ ۳۷ جلد ۲۔ (ثالثاً) اس جگہ بغیر تعلیم خداوندی کی نفی ہے اللہ کے بتانے سے محبوبانِ خدا غیب جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: عرائس البیان عنایت القاضی، صاوی صفحہ ۱۹ جلد دوم جمل صفحہ ۳۸ جلد ۲، روح البیان وغیرہ۔

صفحہ ۷۹ کا جواب:۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ اس آیت کا مطلب جو مولوی جی کے گندے ذہن میں آیا ہے سراسر غلط ہے۔ اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن شعر نہیں ہم نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے وہ شعر و شاعری نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے: خازن وغیرہ۔ بعض محققین نے فرمایا اس جگہ علم بمعنی ملکہ ہے یعنی آپ کو مشق نہیں ورنہ آپ اچھے بوے شعر کی پہچان فرمالیتے تھے۔

آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ کا ایک لفظ بھی حضور ﷺ کی بے علمی پر دلالت نہیں کرتا کتب تفاسیر خازن، کبیر وغیرہ میں ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام منافقین کے نفاق سے باخبر فرمادیا تھا۔ صفحہ ۸۰ تا ۸۳ کا جواب مغیبات خمسہ میں آچکا ہے۔ یعنی نفی علم ذاتی کی ہے اور ہم جو علم ثابت کرتے ہیں وہ عطائے الٰہی ہے۔

صفحہ ۸۴ کا جواب:۔ مصنف براہین نے اس صفحہ پر روز قیامت کا وہ واقعہ درج کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ جماعت مرتدین کو حضور علیہ السلام اصحابی اصحابی فرما کر اپنے پاس بلائیں گے اور اس وقت آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو علم نہیں کہ جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد خود تراشیدہ عمل کئے تھے اس واقعہ سے جاہل مصنف نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کے لئے بعطائے الٰہی غیب جاننے کا عقیدہ بنالیا جائے تو اس سے قولِ خداوندی کی تردید لازم آتی ہے۔

جواباً گذارش ہے! کہ یہ واقعہ متعدد کتب احادیث صحاح میں موجود ہے صحیح مسلم شریف کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اما شعرت ماعملوا بعدک ۔کیا یہ آپ کو معلوم نہیں کہ جو عمل انہوں نے آپ کے بعد کئے۔

ماشعرت جملہ منفیہ پر ہمزۂ استفہام انکاری داخل ہو نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے۔لہٰذا مرتدین کے اعمال کا علم حدیث شریف سے حضور علیہ السلام کے لیے ثابت ہوا چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے۔اس لیے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے اور جس روایت میں وہ مذکور نہیں وہاں محذوف ماننا پڑے گا۔لہٰذا مصنف براہین کی پیش کردہ روایت میں ہمزہ مذکور نہیں تو یہاں محذوف مانیں گے ورنہ احادیث میں تعارض ہوگا۔کیونکہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہونا تو صحیح ہے لیکن اس کا زائد ہونا صحیح نہیں۔لہٰذا حضور علیہ السلام کے بعطائے الٰہی غیب جاننے کے عقیدہ سے قولِ خداوندی کی تردید لازم نہ آئی بلکہ تصدیق ہوگئی اور یہ شبہ بھی عجیب قسم کا ہے کہ واقعہ تو

قیامت کے دن ہوگا لیکن حضور علیہ السلام اس کو پہلے بیان فرمار ہے ہیں۔علم نہ تھا تو بیان کیسے فرمایا۔مثبت علم کی دلیل کو نفی میں پیش کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

ساقی کوثر حوض پر رونق افروز ہوں گے۔مرتدین کی جماعت ادھر سے گزرے گی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے اعمال کا پورا پورا علم ہوگا کیونکہ اعمال آپ کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ ا (ترمذی)

مگر اس دریائے جود وسخا موجزن اور شانِ رحمت کا ظہور اتم ہے اس لیے ان کی بد

ا: ایک روایت میں ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں سو جو نیک عمل ہوتے ہیں ان پر اللہ کی حمد کرتا ہوں اور جو برے اعمال ہوتے ہیں تو میں تمہارے استغفار کرتا ہوں۔ الکامل فی ....الرجال صفحہ ۴۹۵ جلد ۳۔

ایک روایت میں صرف جمعرات کا ذکر ہے۔ الوفا باحوال المصطفی صفحہ ۸۱۰۔حیات طیبہ میں امت کے اعمال پیش کئے گئے اور وصال اقدس کے بعد بھی پیش کئے جاتے ہیں۔

چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں: مسند احمد صفحہ ۴، ۵۲، ۱۸۰ جلد اول، مسند ابو عوانہ صفحہ ۸۵، ۶، ۱۷۷، ۴۰۶ جلد اول، مسلم شریف صفحہ ۲۰۷ جلد اول طبع کراچی، سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۲۹۱ جلد دوم، الطبقات الکبریٰ صفحہ ۱۹۴ جلد دوم، الجامع الصغیر صفحہ ۵۸۲ جلد اول، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۵ جلد ۵، مجمع الزوائد صفحہ ۲۴ جلد ۹ وصفحہ ۲۷ جلد اول، فیض القدر صفحہ ۴۰۱ جلد سوم، کنز العمال صفحہ ۴۰۷ جلد ۱۱، المطالب العالیہ صفحہ ۲۲، ۲۳ جلد ۴، ال معجم الکبیر للطبرانی صفحہ ۵، ۲۷۷ جلد ۱۰، حلیۃ الاؤلیاء صفحہ ۳۰۲ جلد ۴، ابو داؤد صفحہ ۱۰۰، ۶۶، ۲۱۴ جلد اول، ترمذی شریف صفحہ ۲۱۴، سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۴۴۰ جلد دوم، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۶۱ جلد ۳۔

ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

اعمالیوں کی طرف خیال مبارک جاتا ہی نہیں اور اپنے لطف عمیم اور کرم جسیم کے غلبہ حال میں بے اختیار فرما دیتے ہیں اصیحابی اصیحابی لیکن جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ پیارے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا؟ پس فوراً توجہ مبارک ان کی بداعمالیوں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں: "سحقاً، سحقاً" انہیں دور لے جاؤ، دور لے جاؤ۔ طالب حق کے لیے اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لیے یہ بیان کافی ہے۔

صفحہ ۸۵ کا جواب:۔ اس صفحہ پر مصنف براہین کی پیش کردہ روایت کے الفاظ: لو اعلم کے معنی لو اظھر ہیں علم کی نفی نہیں اظہار کی نفی ہے اور علم کے معنی اظہار قرآن مجید کی متعدد آیات میں بھی آئے ہیں۔

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ (سورہ محمد) وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ (سورہ حدید) لِیَعْلَمَ اللّٰهُ (سورہ مائدہ)

یہاں علم بمعنی اظہار ہے۔

واقعہ افک

صفحہ ۸۶ کا جواب:۔ اس گستاخ مصنف کو ذرہ بھر خوف خدا نہیں جو خیالات فاسدہ اس کے گندے ذہن میں آتے ہیں ان سے اپنے نامہ اعمال کی طرح کاغذ کو بھی سیاہ کرتا چلا جاتا ہے لکھتا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے (صدیقہ کی پاک دامنی کا علم) نہ بتلایا تو کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا۔ حالانکہ! جس روز سے صدیقہ حضور علیہ السلام کے عقدِ نکاح میں آئیں اسی روز سے اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی اور پاک دامنی کا علم عطا فرما دیا تھا۔ تفاسیر معتبرہ: کبیر، جمل وغیرہ میں ابن عباس سے حکماً مرفوع حدیث مروی ہے۔

(مابغت امرأۃ نبی قط) لے کسی نبی کی بیوی نے کبھی بے حیائی کا کام نہیں کیا۔ اس حدیث میں سرکار ﷺ نے ایک ایسے امر کا بیان فرمایا جو لوازماتِ نبوت سے ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ انبیاء علیھم السلام کی بیویاں منافقہ ہوئیں مگر بدکار وہ بھی نہ تھیں۔ جب آپ نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ خود حضور علیہ السلام نے ازواجِ انبیاء کی پاک دامنی وعفت کا لازمہ نبوت ہونا بیان فرمایا ہے تو اب اس امر پر غور فرمایئے کہ حضور علیہ السلام حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں کس طرح شک فرما سکتے تھے۔ اگر صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی حضور ﷺ کے نزدیک یقینی نہ ہو تو پھر اپنی نبوت بھی معاذ اللہ سرکار کے نزدیک یقینی نہ رہے گی جب آپ کو اپنی نبوت پر ایمان ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ نبی کی بیوی پاک ہوتی ہے تو ان دونوں کو ملانے سے نتیجہ واضح ہو جاتا ہے کہ سرکار کو صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں ذرہ برابر بھی شک نہ تھا۔ کیونکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں شک خود حضور ﷺ کی اپنی رسالت کو شک میں مستلزم ہے اور حضور ﷺ اپنی رسالت میں شک کرنے سے بالکل پاک ہیں۔ لہٰذا صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی میں شک کرنے سے بھی حضور ﷺ قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

دوسرا جواب:۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ تو (واللہ ما علمت علیٰ اھلی الاخیرا) (بخاری صفحہ ۵۹۵ جلد ۲، ومسلم صفحہ ۳۶۵ جلد ۲) خدا کی قسم میں نے اپنے اہل مقدس میں بجز خیر کے اور کچھ نہیں جانا فرمائیں اور سورۃ نور کی آیات کے نزول سے قبل اللہ کے عطا کردہ علم سے اور نورِ نبوت سے سب کچھ جان کر صدیقہ کی پاکیزگی بیان

لے: الوسیط صفحہ ۳۲۲ جلد ۴، مسلم شریف صفحہ ۳۶۸ جلد دوم ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

فرمائیں مگر اس گستاخ مصنف کو حضور علیہ السلام کی قسم پر بھی یقین نہیں آیا۔

اس واقعہ کی مزید تحقیق کے لیے تفسیر کبیر کے صفحات ۱۷۲،۱۷۳،۱۷۸،۱۸۱ سورہ نور کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کیا گیا ہے۔

دیوبندیوں کے پیر کا فیصلہ:۔ شمائم امدادیہ میں گنگوہی، تھانوی اور نانوتوی کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں منکرین علم غیبِ رسول کا اس واقعہ افک سے دلیل پکڑنا سرار غلط ہے انبیاء واولیاء جس طرف بھی نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے۔ ۱

مصنف براہین کی بکواس:۔ بکتا ہے: اگر حضور علیہ السلام غیب جاننے والے ہوتے تو اپنی محبوبہ، مرغوبہ، مطلوبہ کو سنگلاخ میدان میں اکیلا نہ چھوڑ جاتے؟

جواب:۔ جس نبی کی شان شاہد (حاضر، ناظر) شہید، اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (اور یقین رکھو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے درمیان موجود ہیں) اور رحمۃ للعالمین (سارے جہانوں کا راحم اور روحِ کائنات) ہو تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اکیلا چھوڑ دیا ہے بکواس نہیں تو اور کیا ہے؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے

• باقی مصنف نے علم صحابہ وعلم صدیقہ پر جو حملہ کیا ہے وہ اس کی ہمارے مسلک سے بے علمی کی دلیل ہے۔

۱:۔ شمائم امدادیہ صفحہ ۶۱ طبع ملتان۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

مصنف براہین کا ہذیان

لکھتا ہے اگر صحابی کے عقیدے میں حضور بعطائی الٰہی غیب جانتے ہوتے تو یہ سوال نہ کرتے کہ آپ اپنی امت کو کس طرح پہچانیں گے؟

جواب:۔ یہ سوال تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی بین دلیل ہے اور صحابہ کا عقیدہ ان الفاظ سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کس طرح پہچانیں گے؟ یعنی پہچانیں گے ضرور ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا؟ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی تو مردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ کیا وہ رب کو اس بات پر قادر نہ مانتے تھے؟ قادر مانتے تھے صرف کیفیت پوچھتے تھے اسی طرح صحابی بھی حضور علیہ السلام کو غیب دان عطائی مانتے تھے صرف پہچاننے کی کیفیت پوچھتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں آثارِ وضو سے پہچان لوں گا۔ امت کو وضو کی ترغیب دلانے کے لیے ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پہچان کا صرف یہی ایک ذریعہ ہوگا۔ باقی ذرائع کی نفی ہرگز نہیں۔ جس طرح اعمال نامے کا داہنے ہاتھ میں ہونا اور آپ کا تمام امتیوں کے اعمال کا ناظر ہونا نبوت کے نور سے سب کے درجہ ایمان کو ملاحظہ فرمانا وغیرہ ان ذرائع کا بیان کتب معتبرہ اہل سنت میں موجود ہے۔ صفحہ ۸۸،۸۷ کی دو عبارتوں اور صفحہ ۸۹، ۹۰ کا جواب مغیبات خمسہ کی بحث میں آ گیا ہے صفحہ ۸۸ کی حدیث انہ یعلم الغیب سے مراد غیب ذاتی حقیقی بالاستقلال مراد ہے عطائی کی نفی ہرگز نہیں۔ صفحہ ۹۱ کی عبارات میں غیب سے مراد ذاتی ہے یہ ہمارے مسلک کے خلاف نہیں۔

علم روح:۔ صفحہ ۹۱ و صفحہ ۹۸ پر مصنف براہین نے نامکمل حوالے درج کر کے یہ ثابت کیا ہے محبوبانِ خدا کو روح کی حقیقت کا علم نہیں۔

جواباً گذارش ہے! کہ جس ذات اقدس کو معرفتِ ذاتِ خدا حاصل ہے اس سے روح کی حقیقت کس طرح مخفی رہ سکتی ہے مندرجہ ذیل کتب معتبرہ اہل سنت میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ حضور علیہ السلام روح کی حقیقت کے عالم و عارف ہیں۔

۱۔ فاذا کانت معرفة اللّٰه تعالیٰ ممکنة بل حاصلة فای مانع یمنع من معرفة الروح۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۹۲ جلد ۷ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور)

۲۔ ان النبی ﷺ علم معنی الروح ولم یخبر به لان ترک الاخبار به و کان علما النبوة۔ (تفسیر خازن سورة الاسرا آیت ۸۵)

۳۔ جل منصب حبیب اللّٰه ان یکون جاهلاً بالروح مع انه عالم باللّٰه۔

(تفسیر روح البیان)

۴۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: کوئی مومن عارف کہ حضور علیہ السلام سے روح کے علم کی نفی کیسے کر سکتا ہے وہ جو سید المرسلین اور امام العارفین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے۔

(مدارج النبوۃ صفحہ ۴۰، ۴۱ جلد دوم طبع سکھر)

۵۔ احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں: یہ گمان بھی نہ کرنا کہ حضور علیہ السلام کو حقیقت روح معلوم نہ تھی [۱] کیونکہ جو اپنی ذات کو نہ پہچانے وہ خدا کو کس طرح پہچان

---

[۱]: امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (المتوفی ۶۰۶ھ) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عام فلاسفہ اور متکلمین بھی روح کو جانتے ہیں۔ پس اگر حضور اکرم ﷺ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

سکتا ہے۔ یہ بھی بعید نہیں کہ روح کا علم بعض اولیاء وعلماء کو بھی ہو۔ صفحہ ۹۲ پر لفظ غیب سے مراد غیب ذاتی ہے صفحہ ۹۳ کی دو عبارات کا جواب مغیبات خمسہ کی بحث میں آچکا ہے تیسری عبارت میں غیب سے ذاتی غیب مراد ہے، صفحہ ۹۴ میں بالذات جاننے کی نفی ہے صفحہ ۹۵ پر خود جاننے کی نفی ہے۔ صفحہ ۹۶ کی عبارات میں اٹکل وقیاس سے جاننے اور کشف والہام اور وحی کے علاوہ اطلاع دینے کی نفی ہے اور غیب سے مراد ذاتی غیب ہے۔ صفحہ ۹۷ کی عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تدریجی علم کا بیان ہے جب آپ کو علم قیامت حاصل ہو گیا تو سابقہ حالت کو بطور حجت پیش کرنا جہالت ہے۔

بقیہ حاشیہ:۔ یہ فرمائیں کہ میں روح کو نہیں جانتا تو یہ آپ کی شان کے خلاف ہے اور لوگوں کو آپ سے دور کرنے کا باعث ہے بلکہ روح کے مسئلہ سے لاعلمی تو ایک عام انسان کے لیے بھی باعث تحقیر ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ جو تمام علماء سے بڑھ کر عالم اور فضلاء سے بڑھ کر فاضل ہیں انہیں مسئلہ روح کا علم نہ ہو۔ اللہ نے آپ کے متعلق فرمایا: رحمٰن نے قرآن کا علم دیا (الرحمن ۱،۲) اور آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو بتلا دیا اور یہ آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ (النساء: ۱۱۳) اور فرمایا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کے علم میں زیادتی فرمائے (طٰہٰ ۱۱۴) اور قرآن کی صفت میں فرمایا: خشک وتر چیز کا ذکر قرآن کریم میں ہے (الانبیاء ۵۹) اور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ ہمیں تمام چیزوں کی حقیقت بتلا۔ تو جس محبوب کریم کی یہ شان ہو ان کے متعلق یہ کیسے تصور ہو سکتا ہے کہ انہیں روح کا علم نہ ہو۔ جبکہ مسائل مشہورہ میں سے ہے بلکہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہے کہ یہود نے آپ سے روح کے متعلق سوال کیا اور آپ نے ان کو بہترین طریقہ سے جواب دیا۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۹۲ جلد ۷ مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

دروغ گورا حافظہ نباشد:۔

صفحہ ۹۷ پر مولوی دوست محمد شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۲ کی وہ عبارت لکھنے پر مجبور ہو گیا جس میں لکھا ہے: الا باعلام منہ۔ یعنی اللہ کے بتانے سے بطور الہام بطریق معجزہ یا کرامت محبوبانِ خدا غیب جانتے ہیں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

صفحہ ۹۸ کا جواب:۔ ابن کثیر کی عبارت میں غیب ذاتی کا بیان ہے۔ مسایرہ صفحہ ۱۰۸ جلد ا کی عبارت مرجوح ہے۔ راجح قول وہی ہے جو علم روح کی بحث میں ہم درج کر آئے ہیں۔

ملا علی قاری کی عبارت مصنف نے غلط اور ادھوری درج کی ہے۔ صفحہ ۱۵۵ پر یہ عبارت بالکل موجود نہیں البتہ صفحہ ۱۸۵ پر جو عبارت ہے اس کے ان الفاظ کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے: لاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ والھام بطریق المعجزۃ والکرامۃ۔ (یعنی خدا تعالیٰ کے بتلانے سے (باعلام الٰہی) محبوبانِ خدا بطریق معجزہ وکرامت غیب جانتے ہیں اور صفحہ ۹۹ کی عبارت میں الاما علمھم اللہ تعالیٰ من غیب تعلیم فرمانے کا بیان ہے۔

مصنف براہین کا مغالطہ:۔ صفحہ ۱۰۰ پر لکھتا ہے ردالمحتار میں بھی یہی مضمون ہے کہ: ''اللہ ورسول کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر ہے''

کوٹ اڈو کے اس جاہل دیوبندی کو اپنی حیاء، شرافت، دیانت اور امانت پر ماتم کرنا چاہیے۔ ردالمحتار اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اصل عبارت یہ ہے: انہ

لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب ۔اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر نہیں کیونکہ اشیاء روحِ نبی پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک رسول (علم الٰہی کے مقابلہ میں) بعض غیب جانتے ہیں۔ایسا ہی تاتارخانیہ، حجۃ، ملتقط اور مجموعہ خانی صفحہ ۶ جلد۲ میں ہے:۔معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں یعرفون کی بجائے یعلمون الغیب ہے اورایسا ہی خزانۃ الروایات اور مضمرات میں ہے۔عالم گیری وغیرہ کاقول سخت ضعیف ہے۔ (نہایہ، فتح القدیر)

درمختار نے کفر کاقول قِیۡلَ سے بیان کیا ہے جومرجوح اورسخت ضعیف ہے۔امام سیوطی نے تنویر الحلک صفحہ۳۴ میں کفر کی وجہ حدیث متواترہ کا انکار فرمائی۔علم غیب اور حاضرناظر کا اعتقاد نہیں۔ایسا ہی طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے اور جن فقہاء نے وجہ علم غیب لکھی ہے ان کے نزدیک ذاتی علم مثل خدا مراد ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: حاشیہ مالابدمنہ صفحہ۵۱، باعلام خداوندی غیب دان ماننے والوں کوکوئی عالم کافر نہیں کہتا۔

مولوی اشرفعلی تھانوی نے تتمہ امداد الفتاویٰ میں لکھا کہ فقہائے احناف نے جواقوال کفریہ درج کیئے ہیں ان سے کسی کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔اب مولوی جی کے پاس علامہ شامی کی عبارت کا کیاجواب ہے؟

صفحہ۱۰۰ کا جواب:۔نسیم الریاض کی عبارت آپ کامقولہ تواضع ہے۔تواضع کے کلمات حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔

حاشیہ سندھی علی النسائی کی عبارت میں الاما علمنی ربی میں عطائی علم کا ثبوت ہے اور تفسیر مظہری کی عبارت میں الا بتوفیقہ تعالیٰ میں علم غیب عطائی کا بیان ہے اس سے میاں جی کی تمام عمارت دھڑام سے گر گئی۔

صفحہ ۱۰۱ کا جواب:۔ صاحب روح المعانی کی عبارت ہمارے مخالف نہیں مولوی عبدالحیٔ کی عبارت ہمارے لیے حجت نہیں اسی طرح صفحہ ۱۰۳ پر قاری طیب مہتمم دیوبند کی عبارت بھی ہمارے لیے حجت نہیں۔

صفحہ ۱۰۴ کا جواب:۔ اس صفحہ پر مولوی جی نے ''مذکورہ دلائل پر ایک نظر'' کی سرخی جما کر جو الفاظ لکھے ہیں ہم وہی الفاظ تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ درج کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، نبوی ارشادات اور چودہ سو سال کے محققین علماء اس بات پر متفق ہیں کہ علم غیب ذاتی خاصہ خداوندی ہے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بذریعہ وحی اور ولیوں کو بذریعہ کشف والہام غیب بتا دیتا ہے اور کبھی ان کی توجہ دوسری طرف پھیر دیتا ہے اور اس میں کوئی حکمت ہوتی ہے نبوت کے معنی اطلاع علی الغیب ہیں اور نبی غیب جاننے والے کو کہتے ہیں جس وقت ان کی توجہ کسی واقعہ کی طرف نہیں ہوتی اس وقت بھی انہیں واقعہ کا علم ہوتا ہے۔ تبریز ترجمہ ابریز از قلم عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کی چند عبارات درج کی جاتی ہیں جس سے آپ کو ان وقائع کا تسلی بخش جواب مل جائے گا جس سے یہ گستاخ مولوی بے علمی ثابت کرتے ہیں۔

عبارتِ اول:۔ تبریز ترجمہ ابریز صفحہ ۹۹ جلد ا:۔ رہا یہ امر کہ متعدد واقعات اور ان کے عواقب سے آپ کی ناواقفیت احادیث میں آئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ذاتِ

انسانی کے لیے معلومات کے استحضار میں توجہ اور التفات کی ضرورت ہے کہ ایک شئے معلوم ضرور ہوتی ہے مگر چونکہ ادھر توجہ نہیں ہے اور التفات مشغول ہے اس سے اہم دوسرے معاملہ میں لہٰذا اس معلوم کا استحضار نہ ہوگا۔

عبارتِ دوم :۔ تبریز ترجمہ ابریز صفحہ ۲۰۲ جلد ا:۔ آپ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض وقت حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں اتنا استغراق ہوتا تھا کہ ذاتِ مطہرہ مع اپنے تمامی متعلقات اور اجزا و عروق کے اس عالم سے بے تعلق ہو جاتی تھی اور نورِ ذاتِ محمدی نور حق سبحانہ میں محو ہو جاتا ہے کہ ماسوائے انقطاع کلی ہوتا تھا۔

عبارتِ سوم :۔ تبریز ترجمہ ابریز صفحہ ۱۰۱ جلد ا:۔ روح محمدی تمام ارواح کی بادشاہ ہے لہٰذا وہ تمام عوالم کی موجودات پر بلا تدریج و ترتیب ایک دفعہ مطلع ہو چکی ہے ذات کا تسلط تمام معلومات پر ہے مگر توجہ کا محتاج ہے۔

مصنف براہین کی جہالت :۔ براہین صفحہ ۱۰۴ پر لکھتا ہے: غلط فہمی کی بنا پر اطلاع علی الغیب کو علم کہہ دیا حالانکہ اگر اطلاع علی الغیب کو علم غیب کہا جاتا تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات سے علم غیب کی نفی نہ فرماتے۔ صفحہ ۱۰۶ پر لکھا: معاندین انشاء اللہ غیر اللہ کے لیے علم غیب کا لفظ ثابت نہیں کر سکیں گے صفحہ ۱۰۵ پر لکھا: تعلیم یا انباء الغیب ہمارے مسلک کے خلاف نہیں، صفحہ ۴۷ پر لکھا: علم غیب اسے کہتے ہیں جو بلا واسطہ ہو اور بغیر کسی ذریعے کے آئے اور جو واسطہ اور ذریعہ ساتھ مثلاً اطلاع خداوندی یا اطلاع جبریل یا کشف و الہام کے ذریعے سے دل پر وارد ہو (کیا وارد ہو علم غیب یا کچھ اور؟ نیر) وہ تو اطلاع غیب، اظہار غیب اور انباء غیب کہلائے گا مگر علم غیب

نہیں کہلائے گا (ایک سطر بعد لکھا) علم غیب کا اطلاق ذاتی پر کیا جاتا ہے عطائی کو نہ آج تک کتب شریعت میں علم غیب کہا گیا ہے اور نہ اسے علم غیب کہنا جائز ہے۔ (بلفظہٖ)

جواب:- آج تک دیو بند کے مولوی اپنا صحیح مسلک بھی متعین نہیں کر سکے سب سے پہلے حضرت گنگوہی نے یہ دعویٰ کیا۔ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔ (مسئلہ غیب صفحہ۲ بحوالہ ردالشہاب الثاقب) جب یہ دعویٰ دلائل کے میدان میں پورا نہ اتر سکا اور حضرت گنگوہی کی ذرّیت اپنے امام کے دعوی کو دلائل قطعیہ سے ثابت نہ کر سکی تو اس جاہل جیسے دیو بندی ملاؤں نے یہ شور مچا دیا بیشک حضور ﷺ کو غیب پر اطلاع تو ہے مگر علم نہیں، اظہار غیب، انباء غیب، اطلاع غیب تو ہے مگر علم غیب نہیں۔ مگر جب اس پر بھی کوئی شرعی دلیل قائم نہ ہو سکی تو دیو بندی مولوی یہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

۱۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے۔

(توضیع البیان صفحہ۴ مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی دیو بندی بحوالہ مناظرہ بریلی)

۲۔ بعض علوم غیبیہ واقع میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہیں۔ (توضیح البیان صفحہ ۷ مصنفہ در بھنگی دیو بندی)

۳۔ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بالواسطہ ہو وہ مخلوق کے لیے ہو سکتا ہے۔ (کیا ہو سکتا ہے علم غیب یا کچھ اور؟)

(بسط البنان صفحہ۱۲ مصنفہ مولوی اشرفعلی تھانوی)

۴۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالاتِ نبوت میں داخل ہیں اس کا انکار کون کر سکتا ہے۔ (کوٹ ادّو کا جاہل قریشی کرتا ہے)

(تغییر العنوان صفحہ۱۹ مصنفہ اشرفعلی تھانوی)

۵۔لوگ کہتے ہیں علم غیب انبیاء واولیاء کونہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم (علم غیب بواسطہ) حق ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۶۱ ملفوظ مہاجر مکی)

۶۔حضرت مولانا تھانوی صاحب سے پوچھا گیا کشف اور علم غیب میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب حضرت تھانوی صاحب نے یہ دیا کہ (علم غیب اضافی) غیب کے دوسرے معنی کے اعتبار سے کشف اور علم غیب میں تباین نہیں ہے۔

(تتمہ جلد رابع، فتاویٰ امدادیہ صفحہ ۲۴۴)

اب یہ فیصلہ کرنا ذی فہم دیوبندیوں کا کام ہے اس مسئلہ میں یہ گستاخ اور جاہل مصنف حق پر ہے یا اس کے اکابر؟

ثبوت علم غیب عطائی

اب ہم دلائل قویہ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ وحی کے ذریعہ بتلایا ہوا علم بھی علم غیب ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ا:۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اللہ نے آپ کو وہ علم غیب عطا فرمایا جو بھی تو نہ جانتا تھا۔

صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ کے ہفوات کا جواب:۔امام سیوطی جلالین صفحہ ۸۰ میں امام احمد صاوی نے حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۲۴۵ جلد ا میں، امام بغوی نے معالم التنزیل صفحہ ۴۹۶ جلد ا میں، امام محقق ابراہیم بن علی بغدادی نے خازن صفحہ ۴۹۶ جلد ا میں علامہ اسماعیل حقی حنفی نے روح البیان صفحہ ۳۸۲ جلد ۲ میں مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا معنی علم

غیب بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا اس آیت میں علم غیب کا ذکر ہے اور جو بات اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے وہ علم غیب عطائی ہے اور جو علم غیب عطائی ہے وہ اللہ کے سکھانے پڑھانے کا محتاج ہے۔

اعتراض:۔ اس آیت کا شان نزول دیکھئے؟ (براہین صفحہ ۱۰۸)

جواب:۔ آیات الٰہیہ کا عموم مورد اسباب پر بند نہیں ہوتا۔ اصول حنفیہ دیکھئے۔

اعتراض:۔ دعویٰ تو علم محدود کا تھا اور دلیل غیر محدود کی دے دی۔ (براہین صفحہ ۱۰۸)

جواب:۔ مفسرین نے جو علم ماکان و مایکون اور علم غیب اس کا معنیٰ مراد لیا ہے تو علم ماکان و مایکون محدود ہے اور علم الٰہی کے مقابلے میں بعض ہے۔ دلیل دعویٰ کے مطابق ہے مخالف نہیں۔

اعتراض:۔ اس آیت کے نزول سے جب سب کچھ معلوم ہو گیا تو باقی قرآنی آیات کیوں آئیں؟ (براہین صفحہ ۱۰۹)

جواب:۔ آپ کو عقل کا ماتم کرنا چاہیے سورہ فاتحہ دو دفعہ نازل کیوں ہوئی؟ تحصیل حاصل بے سود ہے۔ (العیاذ باللہ) جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا۔ [1]

---

[1]: قرآن مجید میں نماز کی فرضیت سے متعلق اقیموا الصلوٰۃ کئی مرتبہ نازل ہوئی فرضیت کا علم تو ایک آیت کے نازل ہونے سے ہو گیا تھا متعدد بار نزول کئی۔ وجوہ کی بنا پر ہوا۔ ماننا پڑے گا قرآن مجید کا نزول صرف احکام شرعیہ کی تعلیم کیلئے نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی اور بھی بہت حکمتیں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔
ابو جلیل فیضی غفرلہ

۲۔ماکان ومایکون کا معنی ماحدث ومایحدث ہے،قرآن کریم بالکلیہ من حیث ھو ھو موضوع بحث سے خارج ہے۔کیونکہ حوادثِ کائنات جو محل نزاع ہیں ہم ان سے بحث کرر ہے ہیں اور قرآن بلفظہٖ قدیم ہوا۔عندالمتقدمین اور معراج کی رات بھی علم کائنات وحوادثات ہی تھا جس کی تصدیق وحی متلو سے ہوگئی۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر ثالث)

اعتراض:۔قیل کے ساتھ خازن کی عبارت نا قابل قبول۔ (صفحہ ۲۰۹)

جواب:۔ ہماری دلیل کا انحصار صرف خازن پر نہیں۔ صاوی،جلالین اور روح البیان میں قیل سے بیان نہیں کیا گیا۔

اعتراض:۔قائل کی خبر تک نہیں کہ کس کا قول ہے؟ (براہین صفحہ ۱۰۹)

جواب:۔ یہ اعتراض ناقل مفسر پر پڑے گا جب مفسر قابل اعتماد ہے تو اس کی نقل بھی یقیناً معتبر اور صحیح ہوگی۔

اعتراض:۔ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ سے تمام صحابہ اور جمیع مومنین کو غیب دان ماننا پڑے گا۔ (براہین ۱۰۹)

جواب:۔ (الف) نقض اجمالی وارد کرنے کے لیے مادہ نقض میں بعینہٖ اسی دلیل کا موجود ہونا لازمی شرط ہے۔ کما تقرر فی علم المناظرہ ہماری دلیل تین اجزاء کا مجموعہ ہے۔۱۔فاعل معلم صاحب فیض عام ہے۔۲۔مخاطب متعلم صاحب استعداد تام ہے۳۔اور مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا معنی علم غیب مفسرین نے کیا ہے کیا یہ اجزاء آپ کی دلیل میں ہیں؟ ہرگز نہیں۔

(ب) اگر جمع کا لفظ جمع کے مقابل ہو جائے تو تقسیم افراد کی افراد پر ہوتی ہے۔ ؎۱
یہ مسئلہ علم اصول اور صدر شرح وقایہ میں مبرہن ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے یُعَلِّمُکُمْ
میں خطاب جمع کو ہے اور آگے مقابل میں مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ جمع کا صیغہ ہے لہٰذا ایک
علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا نہ کہ تمام مخاطبین کے لیے علم ما کان و ما یکون
ہو جائے گا۔ غور کیجئے۔

دوسری قرآنی دلیل:۔ (سورہ جن پارہ ۲۹)

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

ذاتی غیب دان اپنے خاص غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔

تفسیر مدارک، حاشیہ خازن ۳۱۹ جلد ۴:۔

خدا اپنے علم کے مقابلے میں بعض علم غیب کے لیے رسولوں کو چن لیتا ہے۔
اس جگہ علم اور غیب کا لفظ دونوں اکٹھے آئے ہیں۔

اعتراض:۔ آیت میں اظہار غیب کا ذکر ہے علم غیب کا نہیں؟ (براہین صفحہ ۱۱۲)

جواب:۔ قریشی صاحب اپنی فہرست علمائے ملت صفحہ ۱۵ پر دیکھو امام ابوالبرکات

؎۱: ضمیر کم جمع اور مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ بھی جمع ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو تقسیم احاد کی طرف احاد کی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امت کے تمام افراد کو حضور علیہ السلام نے وہ سب کچھ بتلا دیا جو وہ سب نہیں جانتے تھے تو جمیع امت غیب دان کیسے ہوئی؟ حضور علیہ السلام تنہا ان باتوں کو جانتے ہیں اور امت مل کر جانتی ہے امت کا علم آگے نہیں بڑھا محبوب کریم علیہ السلام کا علم ہر آن ترقی پذیر ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا مشاہد و عدل ہے۔ ابوالجلیل فیضی غفرلہٗ

ساتویں صدی کے محقق نے اظہار غیب کا معنی علم غیب لکھا ہے۔

اعتراض:۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جمیع غیب کی اطلاع دے دیتے ہیں؟

جواب:۔ آیت کریمہ میں اگر لفظ غیبیہ میں لفظ غیب جو اسم جنس اور مضاف ہے اور اس کی اضافت ضمیر کی طرف عہد خارجی کی ہو تو غیب سے مراد غیب وقوع قیامت ہوگا جیسا کہ شرح مقاصد ۱۵۱،جلد ۲ میں ہے۔

اس کی بعض پسندیدہ رسولوں کو اطلاع ہے اور اگر اضافت عہد خارجی نہ ہو تو پھر لازماً استغراق مراد ہوگا اور قاضی بیضاوی کے کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے کیونکہ فرماتے ہیں غیبہ المخصوص به علمه تو بنابریں معنی یہ ہوں گے اللہ تعالیٰ تمام مغیبات کا علم کسی کو نہیں دیتا مگر اس کو جس کو رسولوں میں سے پسند فرما لے۔ اس کو تمام مغیبات کا علم دے دیتا ہے۔

اعتراض:۔ جب رسول غیب جانتے ہیں تو اس کے آگے پیچھے پہرے دار کیوں مقرر ہیں؟ (براہین ۱۱۴)

جواب:۔ اس لیے کہ آپ جیسے منکرین کمالات نبوت پر لعنت بھیجتے رہیں۔

تیسری قرآنی دلیل

(پارہ ۳۰ سورہ تکویر) میں ارشاد خداوندی ہے: وَمَاهُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ

اور وہ رسول علم غیب پر بخیل نہیں۔

بعض قاریوں نے ضنین کو ظنین پڑھا ہے۔ یعنی رسول کا علم ظنی نہیں یقینی ہے۔ [۱]

---

[۱]:۔ مولوی بشیر احمد عثمانی لکھتے ہیں یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب۔ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

مصنف براہین کی پیش کردہ فہرست علمائے ملت پر صفحہ ۱۴، ۱۵ کے مانے ہوئے مفسر امام محی السنۃ بغوی نے معالم التنزیل میں اور علاء الدین بغدادی نے تفسیر خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴ میں فرمایا ہے کہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس علم غیب آتا ہے آپ اس کے بتانے میں کنجوسی نہیں کرتے۔

اعتراض:۔ عالم الغیب تو وہ ہوتا ہے جس کو بغیر بتلانے کے معلوم ہو جائے؟

(براہین ۱۱۶)

جواب:۔ اسی بتلائے ہوئے علم کو آپ کے مانے ہوئے مفسرین نے علم غیب کہا ہے اب اپنی عقل کا ماتم کرو۔

اعتراض: مفسرین کو اختلاف ہے کہ ھُوَ سے مراد قرآن ہے یا رسول (براہین صفحہ ۱۱۶)

اگر اس سے مراد قرآن ہو تو آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچا؟ جب حضور علیہ السلام قرآن کے کما حقہٗ عالم ہیں اور قرآن غیب پر بخیل نہیں اور کس کے لیے بخیل نہیں؟ اللہ کے حبیب ﷺ کے لیے لہٰذا اس طرح بھی حضور ﷺ غیب دان ثابت ہوئے۔

ترجیح اور وجہ ترجیح

ا۔ تفسیر کبیر صفحہ ۷۴ جلد ۳۱:۔ میں ھو سے مراد صرف محمد ﷺ ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کی خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہو یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۷۷۰ حاشیہ ۷ طبع لاہور۔

ابو الجلیل فیضی غفرلہ

۲۔تفسیر کبیر صفحہ ۳۵۳ جلد ۱۰:۔ میں ھُوَ سے مراد صرف رسول ﷺ ہیں۔

۳۔امام سیوطی نے جلالین:۔ میں لکھا ھُوَ سے مراد صرف حضرت حضور ﷺ ہیں۔

۴۔صاوی علی الجلالین صفحہ ۲۹۵ جلد ۴: ھُوَ سے مراد صرف حضور ﷺ کی ذات ہے

۵۔جمل علی الجلالین صفحہ ۴۹۷ جلد ۴: ھُوَ سے مراد صرف حضور ﷺ کی ذات ہے۔

۶۔سیدنا ابن عباس نے تفسیر ابن عباس صفحہ ۴۷۲ طبع مصر: میں ھُوَ سے مراد صرف حضور ﷺ کی ذات لی اور غیب کا معنی وحی کیا یعنی وحی کے ذریعے بتایا ہوا علم بھی علم غیب ہے۔

۷۔قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۴۳ جلد ۲: میں ھُوَ سے مراد صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات لی۔

۸۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۱ جلد ۲: میں بھی ھُوَ سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے۔

۹،۱۰۔خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴، اور مدارک: میں بھی صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مراد لی گئی ہے۔

۱۱۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ مطبوعہ دیوبند ہمارے پیش نظر ہے اس میں کسی جماعت کا قول قرآن نہیں بیان کیا گیا۔ البتہ صفحہ ۱۰۹ پر یہ الفاظ ہیں: نہیں ہے تمہارا پیغمبر غیب کی بات پر متہم کہ بن دیکھے کہہ دے۔

اعتراض:۔جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو غیب بتلانے میں بخل نہ فرمایا تو ساری امت غیب دان ہوئی۔ (براہین صفحہ ۱۱۷)

جواب:۔ اگر معترض نے معلم اور متعلم کے فرق کو ملحوظ رکھا ہوا ہوتا تو ایسا جاہلانہ اور

عامیانہ اعتراض نہ کرتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے حصول کا ذریعہ حواس خمسہ سے ماوراء وحی الٰہی ہے اور امت کو جو پڑھ کر سنایا گیا وہ امت نے کانوں سے سن لیا غیب نہ رہا۔

چوتھی قرآنی دلیل

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اس آیت کریمہ میں اطلاع علی الغیب کا معنی مفسرین کرام نے علم غیب بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: معالم التنزیل صفحہ ۳۷۲ جلد ا، تفسیر کبیر صفحہ ۴۴۲ جز ۹ جلد ۳ اس آیت میں الغیب اسم جنس معرف باللام ہے اور لام استغراق کا ہے کیونکہ معہود کوئی نہیں۔ کما تقرر فی علم الاصول والمعانی والنحو۔ دیکھئے رضی شرح کافی وسائر شروح کافیہ وعبدالغفور صفحہ ۲۹۸۔ حیث قال اسم الجنس المعروف سواء کان باللام او الاضافة اذا استعمل ولم قرینة تخصیصه ببعض مایقع علیه فهو الظاهر فی الاستغراق دفعا للتراجیح بلامرجح۔ معلوم ہوا الغیب سے مراد تمام غیوب ہوں گے اور لفظ لکن استدراک کے لیے ہوتا ہے اور دو متنافی اور متضاد کلاموں کے درمیان ہوتا ہے مندرجہ بالا نحوی اور علمی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے آیت کا معنی یہ ہوگا تمام مغیبات یعنی ماکان ومایکون کا علم نبیوں میں سے اس پیغمبر کو عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔ یہ معنی صرف تحقیق علمی کا اقتضا ہی نہیں بلکہ کتب تفاسیر واحادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: خازن صفحہ ۳۸۲ جلد ا، نیشاپوری صفحہ ۱۴۸ جلد ا، تفسیر حسینی وغیرہ اور بخاری

مسلم، مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث۔

پانچویں قرآنی دلیل:۔ آیت الکرسی میں اِلَّا بِمَا شَآءَ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام نے عطائی علم کو علم غیب لکھا۔ ملاحظہ ہو. تفسیر کبیر صفحہ۱۲ جز۷، خازن صفحہ۲۲۷ جلد۱، تفسیر معالم التنزیل صفحہ۲۲۷ جلد۱۔

چھٹی قرآنی دلیل:۔ مفسرین کرام نے علم حضرت خضر علیہ السلام وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا کی تفسیر علم غیب فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: تفسیر بیضاوی صفحہ۱۹ جلد۲ طبع بیروت، جمل صفحہ۳۵ جلد سوم، تفسیر ابن جریر صفحہ۱۸۱ جلد۱۵، روح البیان صفحہ۲۷۰ جلد۵، اور علم غیب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان فرمایا جو حکماً مرفوع ہے۔ ؎۱

؎۱ حضرت امام علی بن احمد نیشاپوری (المتوفی ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں اعطیناہ علما من علم الغیب۔ ہم نے اس کو علم غیب سے علم عطا فرمایا۔ تغیر الوسیط صفحہ۱۵۸ جلد۳ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ۔ علامہ ابن عطیہ اندلسی المتوفی ۵۴۶ھ لکھتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام کو باطن کا علم دیا گیا تھا۔ المحرر الوجیز صفحہ۴۲۵ جلد۱۰۔ علامہ قرطبی مالکی (المتوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ہم نے ان کو علم الغیب کی تعلیم دی تھی۔ الجامع الاحکام القرآن صفحہ۳۹۱ جلد۱۰ طبع بیروت۔ علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی حنفی (المتوفی ۹۸۲ھ) لکھتے ہیں: یعنی وہ علم سکھایا جس کی کہنہ کو جانا نہیں جاسکتا نہ ان کی مقدار کا۔ اندازہ ہوسکتا ہے اور وہ علم الغیوب ہے۔ تفسیر ابو السعود صفحہ۲۰۳ جلد۴ طبع بیروت ۱۴۱۶ھ۔ علامہ سید محمد آلوسی حنفی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں: وہ علم الغیوب الاسرار العلوم الخفیہ ہیں۔ روح المعانی صفحہ۴۷۵ جلد۱۵ طبع بیروت

ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

ساتویں قرآنی دلیل:۔ علامہ سلیمان بن عمر الشہیر بالجمل نے حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۴۵۳ جلد ۲ میں ارشادِ یوسفی اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ کی تفسیر یخبرهما بعلم الغیب فرمائی یعنی میں انہیں علم غیب کے ساتھ خبر کردوں گا۔

آٹھویں قرآنی دلیل:۔ تفسیر ابن جریر صفحہ ۲۲۱ جلد ۱۰ اور درِ منثور صفحہ ۲۱۰ جلد ۴ میں ہے کہ آیت کریمہ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یعنی ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اس شخص کے متعلق اتری جس نے کہا تھا محمد ﷺ غیب نہیں جانتے۔ یعنی مطلقاً حضور ﷺ کے علم غیب کا منکر کافر ہے۔

نویں قرآنی دلیل:۔ تفسیر ابن جریر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: لم تحط من علم الغیب لما اعلم (تفسیر ابن جریر صفحہ ۳۲۳ جلد ۱۵) جو علم غیب میں سے میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

دسویں قرآنی دلیل:۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۰۵ جلد ۴ میں وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے تحت ہے: علم غیب بالذات خاصہ خداوندی ہے اور انبیاء و اولیاء کا علم غیب وحی الٰہی اور تعلیم ایزدی کے واسطے سے ہے۔

گیارہویں قرآنی دلیل:۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۱۱۹ جلد ۴، مقولہ حضرت نوح علیہ السلام ولا اعلم الغیب کے تحت ہے اور میں غیب نہیں جانتا خود بخود مگر اس کے بتانے سے غیب جانتا ہوں۔ معلوم ہوا بتایا ہوا علم بھی علم غیب ہوتا ہے۔

☆...... تفسیر جمل صفحہ ۲۱۷ جلد ۲ و خازن میں ہے: وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ آپ

نے عطا سے قبل فرمایا جب علم غیب عطا فرمادیا تو آپ نے خبر دی۔

☆......آیت کریمہ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کے تحت تفسیر ابو السعود اور روح البیان میں ہے: جو شخص یہ کہے کہ حضور ﷺ عطائی علم غیب نہیں رکھتے تو اس نے خطا کی۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے: یہاں صرف دعویٰ کی نفی ہے ورنہ خود فرماتے ہیں: مجھے علم غیب ماکان ومایکون ملا۔

☆......آیت کریمہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ کے تحت آیت تفسیر صاوی صفحہ ۲۴۵ جلد ۴ میں ہے کہ حضور ﷺ کو علم جمیع مغیبات دنیا وآخرت کا عطا فرمایا۔

☆......تفسیر قادری وحسینی میں ہے آپ کو علم غیب ماکان ومایکون عطا فرمایا گیا۔

☆...... تفسیر صاوی صفحہ ۱۱۱ جلد ۲ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے جمیع مغیبات کے عالم ہونے پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

☆......تفسیر قادری صفحہ ۲۰۹ جلد ۲ میں ہے: اہل اسلام نے اِنِّیۡۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یہ دلیل ہے کہ علم غیب کی معرفت تعلیم ایزدی کے بغیر ممکن نہیں۔

محدثین کرام کا عقیدہ:۔ مندرجہ ذیل کتب جو جلیل القدر محدثین کی تالیف ہیں ان میں انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمھم اللہ علیہم کے علم پر علم غیب کا اطلاق کیا گیا ہے۔

☆......شرح جامع الصغیر، فتاویٰ امام نووی شارح مسلم، تنویر الحلک از امام سیوطی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از علامہ علی قاری، کتاب الاعلام

ازامام ابن حجر، اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ مصنفہ شاہ عبدالحق دہلوی، فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۶۷، ازامام ابن حجر مکی، کتاب الشفا ازامام قاضی عیاض، معراج النبوۃ ازمحدث دہلوی، مواھب اللدنیہ ازامام قسطلانی شارح بخاری، زرقانی صفحہ ۲۰۰ جلد ۷، عمدۃ القاری شرح بخاری، ارشاد الساوی شرح بخاری مظاہر حق شرح مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۴، ۱۲۶ جلد ۱، شرح حمزہ ازامام ابن حجر۔

ثبوت علم غیب از کتب عقائد:۔ مندرجہ ذیل کتب عقائد میں صراحۃً واشارۃً عطائی علم کو علم غیب کہا گیا ہے۔

☆......امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فقہ اکبر کی شرح ملا علی قاری صفحہ ۱۸۵ الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ ۹۷ جلد ۲، کتاب العقائد ازامام ابوعبداللہ شیرازی، شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۷۵، سل الحسام ازعلامہ شامی، شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۶، شواھد الحق صفحہ ۱۳۲، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، شرح میزان الحق۔

اس سے کوٹ اڈو کے اس جاہل کا دعویٰ رد ہو گیا کہ عقائد کی کتابوں میں کہیں بھی مجازی طور پر علم غیب کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ صفحہ ۱۰۶۔

ثبوت علم غیب از کتب فقہ:۔ براہین صفحہ ۱۰۵ پر یہ گستاخ مصنف لکھتا ہے: فقہاء کرام میں سے کسی نے علم غیب غیر اللہ کے لیے ثابت نہیں کیا۔ اب ہم اس کی جہالت کو طشت ازبام کرنے کے لیے ان کتب فقہ کے نام درج کرتے ہیں جن میں محبوبانِ خدا کے عطائی علم کو علم غیب کہا گیا ہے۔

☆......معدن الحقائق شرح کنز الدقائق، ردالمحتار صفحہ ۳۸۰ جلد۲ وصفحہ ۱۰۴ جلد۳، خزانة الروایات، مضمرات، تاتار خانیه، حجه، ملتقط مجموعه خانی، طحطاوی علی الدر المختار، جامع الفصولین، جمع التهایه کشف الغمه للشعرانی۔

ثبوت علم غیب از کتب تصوف و اخلاق:۔ مندجہ ذیل کتب تصوف واخلاق اور سیرت ومناقب میں عطائی علم کو علم غیب کہا گیا ہے۔

☆......ابریز بمعہ تبریز، شمائم امدادیہ از حاجی امداداللہ، مثنوی مولانا روم ۔

اگرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود

شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۷۶، عوارف المعارف صفحہ ۱۴۵ تا ۱۶۷ جلد ۱، لطائف المنن صفحہ ۷۸ جلد ۲، جواهر البحار، تاویلات نجمیه۔

مسلک علمائے حرمین:۔ الدولة المکیه کی تقریظات میں مندرجہ ذیل علمائے عرب نے حضور علیه السلام کے لیے عطائی علم غیب کا صراحة لفظ اطلاق کیا ہے۔

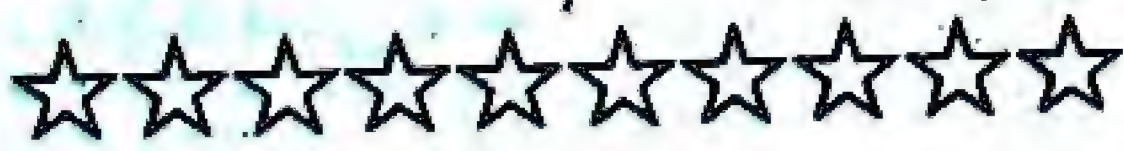
☆......مفتی الشافعیه وشیخ العلماء مکه مکرمه محمد سعید بن محمد بصیل، مفتی مالکیه مکی مفتی مولانا محمد عابد، حرم مکہ کے عالم سید محمد ابن السید واسع الحسینی، مدینه طیبه میں مفتی مالکیه احمد الجزائری بن سیداحمد المدنی، مدینہ منورہ کے مفتی عثمان بن عبدالسلام علامه حمدان الوینسی، علامه محمد عبدالباری، علامه برهان الدین مدنی، علامه عبدالقادر محمد، علامه موسیٰ علی مدنی، مدرس مسجد نبوی مولانا محمد یعقوب ابن رجب، مدرس حرم نبوی علامه یٰسین احمدالخیاری

محمد یحیٰ مکتبی حسینی۔

سرکار گولڑوی کا فتویٰ:۔ اخیر پر تبرکاً سرکار گولڑوی کے فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۴ جلد ۱ سے ایک فتویٰ ہدیہ ناظرین کر کے اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں (آنحضرت ﷺ) کو علم غیب بحسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان و مایکون کا از روئے احادیث نبویہ من جانب اللہ (اللہ کی طرف سے) عطا ہوا ہے۔ علم غیب کلی (لامتناہی) اور بالذات علی السبیل الاستمرار خاصہ خداوندی ہے عزاسمہ اور علم غیب علی قدر الاعلام والاعطاء آنحضرت ﷺ کو عطا ہوا ہے اور آپ کو عالم الغیب عطائی وہبی کہا جا سکتا ہے۔ بلفظہ۔ اب سنجیدہ اور منصف مزاج مسلمان خود فیصلہ کریں کہ اس گستاخ کا عقیدہ صحیح ہے یا سرکار گولڑوی کا؟

غیب کی دو قسمیں:۔ غیب جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو اور غیب کی دو قسمیں ذاتی وعطائی لادلیل علیہ اور علیہ دلیل مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔

☆...... جمل صفحہ ۱۲ جلد ۱، صاوی صفحہ ۷ جلد ۱، کبیر صفحہ ۲۸ جلد ۲۔ اور اس تقسیم کو جمہور کا مذہب بتایا۔ بیضاوی صفحہ ۱۶ جلد ۱، روح البیان صفحہ ۳۳ جلد ۱۔



چوتھا باب

مسئلہ حاضر وناظر

اس جاہل مصنف نے صفحہ ۱۲۷ تا ۱۸۰ حاضر وناظر کی بحث کی ہے۔ لیکن کسی قطعی دلیل سے یہ ثابت نہیں کر سکا کہ قرآن کریم کی فلاں آیت یا کتب احادیث میں سے فلاں حدث کے الفاظ یہ ہیں کہ حاضر وناظر اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حاضر وناظر کے اصلی معنیٰ الحاضر المقیم فی المدن والقریٰ ساکن الحضر خلاف البادی. الجنب والناظر فی المقلة السواد والاصغر الذی فیه انسان العین۔ سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا واجب ہے اور جہاں نظر کا اطلاق ذاتِ باری تعالیٰ پر ہوا ہے وہاں صرف احسان فرمانا مراد ہے۔ ملاحظ ہو:

☆......مفردات راغب اصفهانی صفحہ ۵۱۷، روح المعانی صفحہ ۱۸۰ پارہ ۳ مجمع بحار الانوار صفحہ ۳۶۹ جلد ۳۔

حاضر وناظر کا اطلاق بغیر تاویل کے حقیقی معنی کے اعتبار سے ذات باری تعالیٰ پر ہرگز جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ اسمائے حسنیٰ میں حاضر وناظر کا نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر وناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لیے وارد نہیں ہوا۔ نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ لفظ بولا کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔ صاحب درمختار [1] کے یہ الفاظ یاحاضر یاناظر لیس بکفر اس بات کی روشن دلیل

[1]: ردالمحتار علی الدر المختار صفحہ ۴۰۸ جلد ۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

ہیں کہ اس زمانہ کے بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر قرار دیا تھا آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر نہیں۔ کیوں؟ محض اس لیے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن و رحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا اسی لیے کفر قرار دیا تھا کہ اس کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں۔ لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا۔

ایہام شرک کی بنیاد:۔ صفحہ ۱۲۷ تا ۱۳۴ کا جواب:۔

اس جاہل مصنف نے ایہام شرک کی بنیاد آیات کریمہ کو بنایا ہے جن میں اللہ کا شہود علیکم، قریب، کل شئی علیم، شہید، اقرب، علیم، سمیع، بصیر عالم اور من یری ہونا بیان فرمایا گیا ہے۔

جواب:۔ جن امور کو یہ جاہل مصنف ایہام شرک کی بنیاد قرار دے رہا ہے بعینہ وہی امور قرآن مجید کی روشنی میں حضور سید عالم ﷺ کے لیے ثابت ہیں۔

☆......آیت کریمہ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (پارہ ۱۵) میں حضور علیہ السلام کو سمیع وبصیر کہا گیا ہے:

☆......اور اللہ تعالیٰ کے قول فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پارہ ۱۹) میں حضور ﷺ کا خبیر ہونا ثابت ہے۔

☆......وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ نیز فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (پارہ ۱۳) میں حضور ﷺ کو علیم فرمایا گیا ہے۔

☆...... وَیُرِی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ میں یرِی کا فاعل اللہ ورسول دونوں ہیں۔

☆...... اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ میں اولیٰ کے معنی اقرب حضور ﷺ کے لئے ثابت ہیں۔

☆......شاہد اور شہید متعدد آیات میں حضور ﷺ کو فرمایا گیا ہے۔ اب بتائیے کہ قرآن کریم کی روشنی میں حضور ﷺ کی ذات پر سمیع، بصیر، علیم، خبیر، عالم من یری، اولیٰ بمعنی اقرب، شہید، شاہد کا اطلاق ثابت ہوا کہ نہیں؟ اس کے بعد اس جاہل مصنف کے ایہام شرک کی بنیادیں کہاں رہیں۔ اطلاقات کے مذکورہ قول میں مندرجہ ذیل علمائے ملت واکابرین امت ہمارے ساتھ ہیں۔

☆......علامہ اسماعیل حقی حنفی صاحب روح البیان، علامہ سید محمود آلوسی حنفی صاحب روح المعانی، علامہ ابوالبقاء، علامہ حلبی، علامہ طیبی، امام تقی الدین سبکی، امام زرقانی، امام احمد صاوی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند۔

حاضر وناظر کا مفہوم:۔ حضور علیہ السلام کے لیے جو لفظ حاضر وناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے اس سے مصنف براہین کے اکثر مغالطے اور فریب جو اس نے صفحہ ۱۲۹ سے صفحہ ۱۵۲ تک سادہ لوح مسلمانوں کے دیئے ہیں ان کا پردہ چاک ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کے لیے جو لفظ حاضر وناظر ہم بولتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم

ﷺ کی حقیقت منورہ وذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری وساری ہے جس کی بنا پر حضور علیہ السلام اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر وبیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور ﷺ کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور علیہ السلام بھی انہیں اپنی نظر رحمت اور نگاہ عنایت سے مسرور ومحظوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکار ﷺ کے حاضر ہونے کا مفہوم ہے اور اپنی نظر مبارک سے دیکھنا حضور ﷺ کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

سید عالم ﷺ کی قوت قدسیہ اور نورِ نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق ومغرب شمال وجنوب، تحت وفوق تمام جہات وامکنہ بعیدہ متعددہ لاتعداد ولاتحصی میں سرکار ﷺ اپنے وجود مقدس بعینہٖ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما کر اپنے مقربین کو جمال کی زیارت اور نگاہِ کرم کی رحمت وبرکت سے سرفراز فرمائیں۔

مظہر اوصافِ حق:۔ جن صفات کا ذکر اس گستاخ مصنف نے کیا ہے حضور علیہ السلام ان صفاتِ باری تعالیٰ کے کامل مظہر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆ ......صراط مستقیم مصنفہ اسماعیل دہلوی وہابی، اخبار الاخیار از شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، انفاسِ رحیمیہ صفحہ ۲۱، مکتوبات شاہ عبدالرحیم والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ، الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر للشعرانی صفحہ ۱۲۵ جلد ا، تفسیر کبیر از امام رازی، روح المعانی صفحہ ۴۰ پارہ ۲۱، صفحہ ۱۴۶ پارہ ۱۵، فیض

البـاری شـرح بـخـاری صفحہ ۴۲۹ جلد ۴، از انور شاہ کشمیری، تفسیر عزیزی، مظہریت صفات باری تعالیٰ اور حاضر و ناظر کو شرک کہنے والے ذرا آنکھیں کھول کر ان جلیل القدر آئمہ دین کی کتب کو دیکھیں اور سوچیں کہ ان کے مصنوعی شرک کی زد میں کیسی کیسی مقدس ہستیاں آتی ہیں۔

تـنـویـر الحلک:۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام مصنف براہین کی فہرست علمائے ملت میں بھی ہے مسئلہ حاضر و ناظر کے ثبوت میں ان کی تصنیف مسمّی بہ "تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی و الملک" مطبوعہ مصر اس وقت ہمارے پیش نظر ہے میں اس گستاخ مصنف سے پوچھتا ہوں کہ جب تم حاضر و ناظر ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہو تو ایک مشرک کا نام علمائے حق کی فہرست میں درج کرنا اور اس کی دیگر تصانیف سے حوالے نقل کرنا منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

تـنـویـر الحلک صفحہ ۲۴۵ میں امام سیوطی فرماتے ہیں: قطب، اوتاد، اولیاء اس وقت تک طریقت میں کامل نہیں ہو سکتے جب تک حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کی حقیقت کو نہ سمجھیں اور آپ کو حاضر و ناظر نہ مانیں نمازوں میں درحقیقت امام حضور علیہ السلام ہی ہوتے ہیں (ایسا ہی فیوض الحرمین مطبوعہ دیوبند مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں ہے) صفحہ ۲۵۴ پر امام سیوطی فرماتے ہیں: صحابیت کے لیے عالم ملکوت کی رؤیت نہیں بلکہ عالم دنیا کی رؤیت شرط ہے۔ یہ براہین صفحہ ۱۶۴ کا جواب ہے۔

وجہ کفر:۔ براہین کے صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۷: اس جاہل نے جو عبارات درج کی ہیں ان میں وجہ کفر ہرگز ہرگز عطائی علم غیب اور باذن پروردگار حاضر و ناظر ماننا نہیں۔ بلکہ وجہ کفر

ذاتی غیب دان مانتا ہے۔ہم ردالمحتار ،معدن الحقائق ،تاتارخانیہ، مضمرات اور مجموعہ خانی وغیرہ کتب معتبرہ کے معتبر حوالوں سے بحث علم غیب میں ثابت کر چکے ہیں کہ اللہ ورسول ﷺ کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر نہیں کیونکہ انبیاء علیم السلام غیب جانتے ہیں۔

امام حلبی کی تصنیف:۔ صاحب سیرۃ شیخ الاسلام امام علامہ علی نور الدین حلبی نے حاضر وناظر کے ثبوت میں ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے۔تعریف اھل الاسلام والایمان بان محمدا ﷺ لایخلو امنہ مکان ولازمان۔

اس کتاب کو امام یوسف نبہانی نے جواہر البحار جلد دوم میں درج فرمایا ہے اس وقت وہ کتاب ہمارے پیش نظر ہے جن آیات سے انہوں نے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کیا ہے وہ یہ ہیں:

☆......وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ حضور ﷺ کے پاس گنہگاروں کو حاضر ہونے کا حکم ہے خدا تکلیف مالا یطاق کسی کو نہیں دیتا۔ان کو اپنے پاس جان کر شفاعت کی درخواست کرو۔

☆......اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا شاہد کے معنی حاضر وناظر ہیں۔(صفحہ ۱۲۲)

☆......وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا حاضر نگہبان۔ (صفحہ ۱۲۲)

دیگر کافی دلائل درج کئے ہیں مصنف براہین کا ان دلائل کو رد کرنا ایسے جلیل القدر آئمہ کی تکذیب ہے جو اس کی ازلی بدبختی کا ثبوت ہے۔

حضرت قندھاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کا عقیدہ:۔ یہ گستاخ مصنف اپنے

آپ کو نقشبندی کہلوا کر اپنی نسبت پیران موسیٰ زئی شریف حضرت قندھاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کرتا ہے حضرت خواجہ دوست محمد قندھاروی کے پیر شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مدنی نے وہابیوں کے رسالہ مسائل اربعین کا رد مسمی بہ تحقیق الحق المبین تحریر فرمایا ہے جس کا ایک نسخہ بحالت بوسیدہ فقیر کو حضرت سیدی مرشدی پیر محمد عبداللہ الباروی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے ملا جس کا اردو ترجمہ کرنے کا حکم حضور غریب نواز باروکریم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کہ اب مکمل ہو چکا ہے اور حضرت خواجہ محمد عثمان کے دست اقدس کا لکھا ہوا قلمی نسخہ صاحبزادہ محمد جان نقشبندی نے مجھے دکھایا تھا جس پر خواجہ محمد عثمان کی مہر بھی ثبت تھی اور ایک نسخہ مطبوعہ دہلی حضرت صاحب سواگ رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے اس کے صفحہ ۳۰ پر یا رسول اللہ ﷺ پکارنے کا ثبوت دیتے ہوئے حاضر وناظر کی بحث بایں الفاظ فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالت نماز میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور آگے شیخ محقق کی اشعۃ اللمعات کی اس عبارت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

شیخ محقق کا عقیدہ:۔ ''التحیات میں ایھا النبی'' کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمد ﷺ یہ تمام موجودات کے ذرّات اور افراد ممکنات میں جاری وساری ہے یہی الفاظ تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۸۱ جلد ا، مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۴۴، از نواب صدیق حسن غیر مقلد، سعایہ صفحہ ۲۲۷، ۲۲۸ جلد ۲، از علامہ

عبدالحیٔ لکھنوی میں موجود ہے۔

حبیب ﷺ دربارِ الٰہی میں ہر وقت حاضر ہے:۔ دربار خداوندی جو ہر جگہ ہے اس میں حبیبِ خدا ﷺ ہر وقت حاضر اور جلوہ گر ہے اس لیے نمازیوں کو حکم ہے کہ جب وہ دربارِ خداوندی میں بحالت نماز حاضر ہوں تو اس میں حضورؐ ﷺ کو حاضر اور موجود جان کر السلام علیک ایھا النبی کہیں یہ مسئلہ مندرجہ ذیل کتب معتبرہ اہل سنت میں ہے:

☆......فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۵۰ جلد ۲، عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد ۶، زرقانی علی المواھب صفحہ ۲۳۰ جلد ۲، زرقانی علیٰ مؤطا امام مالک صفحہ ۱۷۰ جلد ۱، سعایہ صفحہ ۲۲۷ جلد ۲، فتح الملھم شرح صحیح مسلم صفحہ ۴۳ جلد ۲، از شبیر احمد عثمانی دیوبندی؛ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک صفحہ ۲۶۵ جلد ۱، از مولوی محمد زکریا سہارنپوری دیوبندی۔ کیا یہ سب حضرات مشرک اور کافر تھے؟ اس سے اس کور باطن مصنف کی صفحہ ۷۷ کی تمام کوششوں پر پانی پھر گیا۔

رحمتِ دوعالم ﷺ:۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک حضور علیہ السلام اصل کائنات اور تمام عالم پر فیضِ خداوندی کا واسطہ نہ ہوں اس وقت تک آپ کے رحمت للعالمین ہونے کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے بنابریں جب حضور علیہ السلام عالم کی اصل قرار پائے تو تمام عالم کے جمیع افراد حضور ﷺ کی فرع ہوئے پس جس طرح درخت کی ہر شاخ پر پتے بلکہ اس کے ہر جزو

میں اصل ہی کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح تمام جہانوں یعنی ماسوا اللہ میں حضور علیہ السلام ہی کی نورانیت اور روحانیت مقدسہ جلوہ گاہ ہوگی اور عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت سرکار علیہ السلام کی جلوہ گری قرار پائے گا۔ آیت کریمہ کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین نے اس مضمون کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

☆...... روح المعانی صفحہ ۹۶ پارہ ۱۷، عرائس البیان صفحہ ۵۲ جلد ۲، روح البیان صفحہ ۵۲۸ جلد ۵۔ اس سے مصنف براہین کی صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷ کی کوششوں پر پانی پھر گیا

شاہد وشہید:۔ مصنف براہین صفحہ ۱۶۷ پر لکھتا ہے بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شاہد ہے لیکن اس آیت میں شاہد کا معنی حاضر وناظر کسی نے نہیں کیا۔

جواب:۔ جواھر البحار صفحہ ۱۲۲ جلد ۲ میں امام یوسف نبہانی امام حلبی کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔ فقال تعالیٰ یاایھاالنبی انا ارسلنک شاھدا والشاھد لابد ان یکون حاضر للمشھود علیه وناظر اللمشھود الیه فعلم انه ملا کل عالم وحاضر فی کل مکان۔

یعنی خدا تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا اور شاہد کے لیے مشہود علیہ (جو کہ ساری کائنات ہے) کے لیے حاضر اور مشہود الیہ کا ناظر ہونا لازمی ہے پس آپ جملہ مکانوں میں موجود اور ہر مکان میں حاضر ہیں۔

اگر کسی مفسر نے اس معنی کا انکار کیا ہے تو مصنف پیش کرے ورنہ خدا کا خوف کر کے حضور علیہ السلام کو حاضر وناظر جان لے۔

شاہد کے معنی حاضر وناظر:۔ مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ پر ہے:

الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر اوبالبصيرة۔ نبی علیہ السلام بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر وناظر ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ یہ کس چیز پر حاضر ہیں؟

تفسیر ابو السعود صفحہ ۷۰۹ جلد ۶ میں ہے: اے نبی ﷺ بیشک ہم نے آپ کو حاضر وناظر (شاہد) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اوران کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آپ ان سے تحمل شہادت سے فرماتے ہیں یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر جوان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا کی ہوئی ہوگی ان تمام باتوں میں بھی جوان کے لیے نقصان دہ ہوں گے۔ مدارک صفحہ ۲۳۵ جلد ۳، بیضاوی صفحہ ۱۹۷ جلد ۲، جلالین صفحہ ۳۵۳ مجتبائی جمل صفحہ ۴۴۲ جلد ۳ روح المعانی صفحہ ۴۲ پارہ ۲۲، تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۳ جلد ۲۵ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام ان سب پر حاضر وناظر ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ مسلم شریف صفحہ ۱۹۹ جلد ا کتاب المساجد اور مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب فضائل سید المرسلین ﷺ صفحہ ۲۰۷ جلد ۲ میں ہے: سرکار ﷺ نے فرمایا میں ساری کائنات اور ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تفسیری عبارات مذکورہ اور حدیث شریف کو ملانے سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضور علیہ السلام ساری کائنات اور ساری مخلوق کے حاضر وناظر ہیں۔

اجماعِ امت:۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ پر اپنے مکتوبات شریف میں ارقام فرماتے ہیں: باوجود اس قدر اختلافات اور بکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر شائبہ مجاز اور بلاتو ہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اعمالِ امت پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا مولوی دوست محمد اور اس کی ٹولی امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج ہے اور یہ جدید فرقہ ہے۔

قبر میں جلوہ گری:۔ کتب احادیث میں "ماتقول فی ھذاالرجل" کے الفاظ صاف موجود ہیں۔ ھذا اشارہ قریب کے لیے آتا ہے۔ معلوم ہوا حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے ہر جگہ موجود ہیں اس لیے آپ وہاں شکل مبارک دکھاتے ہیں اس سے یہ مراد قطعاً نہیں کہ صورت مبارکہ دکھانے سے قبل وہاں نورانیت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نہیں ہوتے۔ مصنف براہین نے جو اعتراض صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶ پر کیے ہیں ان کا تعلق آپ کی بشریت مبارکہ سے ہے۔ یہاں زیر بحث حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کا ہر جگہ ہونا قبر میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا مولوی اشرفعلی تھانوی نے روح العج والثج اور الافاضات الیومیہ میں بیان کیا اور قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب آفتابِ نبوت میں لکھا۔

منبر پر وعظ کہنا:۔ صحیح بخاری میں ہے حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو منبر پر نعت پڑھتے تھے اگر یہ گستاخ مولوی اس وقت موجود ہوتا تو حضرت حسان

رضی اللہ عنہ پرصفحہ ۱۶۵ والا درج شدہ فتوی لگاتا۔ اسی طرح حضور ﷺ کے روبرو صحابہ کرام نے بلند آواز سے یارسول اللہ کے نعرے لگائے۔

(صحیح مسلم صفحہ ۴۱۹ جلد ۲)

طلع البدر علینا پڑھا، اذانیں دیں، یہ رفع الصوت عند النبی تو تھا مگر فوق صوت النبی نہیں تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ) اسی طرح ہم اہل سنت حضور ﷺ کو حاضر وناظر جان کر نعتیں قوالیاں، وعظ، نعرے، تقاریر وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں یہ فوق النبی نہیں خدا اس بدھو جماعت کو سمجھ دے۔

قیام کے وقت:۔ ہمارے کسی عالم نے نہیں کہا کہ حضور ﷺ حقیقت کے اعتبار سے اب حاضر وناظر ہو گئے ہیں پہلے نہیں تھے۔ حاجی امداد اللہ نے قدم رنجہ فرمانے کے جو الفاظ لکھے ہیں۔ [1] اس میں آپ ﷺ کی خداداد قوت کا بیان ہے جس سے آپ اپنے عاشقوں کو جہاں چاہیں صورت مبارکہ دکھادیں۔ باقی جاہل مصنف نے نہایت لچر پوچ اور عامیانہ باتیں کی ہیں جن کی طرف ادنی سمجھ کا انسان بھی توجہ دینا گوارا نہیں کرے گا۔

---

[1] شمائم امدادیہ صفحہ ۵۰ طبع مدنی کتب خانہ ملتان۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

پانچواں باب

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس عنوان کی نفی کے لیے مولوی دوست محمد نے جو دلائل نقل کئے ہیں ان کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ کائنات کا حقیقی مالک اور علی کل شئی قدیر اللہ تعالیٰ ہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں کہ اختیارات، ہدایات، نفع وضرر کا موجد صرف اللہ ہے بے ارادہَ الٰہی کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔

ہمارا عقیدہ:۔ اس بارے میں یہ ہے کہ حضور علیہ السلام بعطائے الٰہی و باذن پروردگار خدائی کے مختار، نافع، مشکل کشا، دافع البلاء، حاجت روا، ہادی اور خدا کے خزانوں کے قاسم ہیں خدا ان کی رضا کا طالب اور وہ خدا کی مرضی کے پابند۔

☆...... ہم اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ میں خدا کو ہدایت کا خالق اور مقدر فرمانے والا مان کر اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو باذن خدا ہدایت کا قاسم مانتے ہیں۔

☆...... اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ان کو اللہ ورسول نے غنی کر دیا۔

☆...... وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور اس کے رسول کی عطا پر اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول عطا فرمائے گا۔

☆...... اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے محبوب آپ نے نعمت بخشی۔

☆ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں بناتا ہوں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کے اذن سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کے اذن سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں پوشیدہ رکھتے ہو اور تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے لیے بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ اس سے محبوبانِ خدا کا باذن خدا مشکل کشا، دافع البلاء اور حلال و حرام کا مختار ہونا ثابت ہوا۔

☆ ...... فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا قسم ہے ان ذوات مقدسہ کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ یہ بدبخت مولوی تو حضور علیہ السلام کے خداداد تصرف کا منکر ہے مگر خدا تعالیٰ نے فرشتوں و دیگر محبوبان خدا کو کاروبار کی تدبیر کرنے والا فرمایا۔

☆ ...... حضرت جبریل علیہ السلام نے بی بی مریم سے فرمایا: لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا میں تجھے پاک بیٹا عطا کروں۔

☆ ...... فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ تیرے رب کی قسم یہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک تجھے حاکم نہ مانیں۔

☆ ...... وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ تمہیں رسول جو عنایت فرمائیں لے لو۔

☆ ...... وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ اور اے محبوب مانگنے والے کو مت جھڑکئے۔

☆ ...... وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى اس کا معنی صاحب شفا و دیگر علماء کرام نے یوں لکھا ہے ہم نے آپ کے ذریعہ و وسیلہ سے مفلسوں کو غنی بنا دیا۔

☆ ...... اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو ہر چیز کی کثرت عطا فرمائی۔

امام احمد صاوی کا مولوی دوست محمد پر فتوی

مصنف براہین نے حضور ﷺ کے اختیارات کی نفی میں صفحہ ۱۹۴ پر لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ درج کی ہے۔امام احمد صاوی حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۱۵۸ جلد اول میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس میں امر خلق وایجاد کی نفی ہے ورنہ ان کا اپنا قول ہے:

ترجمہ۔اللہ تعالی نے اپنے خزانوں کی کنجیاں محبوب کے ہاتھ میں دے دی ہیں پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ باقی لوگوں کی طرح عام بشر ہیں کسی شئے کے مالک ومختار نہیں اور آپ سے ظاہری وباطنی کوئی نفع نہیں تو ایسے عقیدہ والا شخص (مولوی دوست محمد) کافر ہے۔

دنیاوآخرت کا زیان کار اور اس آیت سے اس (کافر) کا دلیل پکڑنا کھلی گمراہی ہے۔

☆...... صحیح [1] مسلم اور مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے جس میں حضور ﷺ اپنے صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں سَلْ (مانگ جو مرضی آئے) اس کے تحت شیخ محقق اشعة اللمعات صفحہ ۳۹۶ جلد ۱ میں فرماتے ہیں: حضور ﷺ کا سَلْ (مانگ جو مرضی آئے) فرمانا اور کسی چیز کی تخصیص نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور ﷺ کے دستِ کرامت میں ہیں۔ جو چاہیں اپنے رب کے اذن سے عطا فرماتے ہیں دنیاوآخرت آپ کی سخاوت سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علم کا قطرہ ہے۔اگر دنیاوآخرت چاہتے ہو تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں آکر طلب کرو۔

☆......اشعة اللمعات صفحہ ۴۳۲ جلد ۴ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

---

[1] مسلم شریف صفحہ ۱۹۳ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۴۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

بالقوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصرف اور قدرت اور سلطنت حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت سے زیادہ ہے ملک وملکوت جن وانس اور تمام جہان اللہ کے مقدر فرما دینے سے آپ کی قدرت اور آپ کے تصرف میں ہیں۔

☆...... اشعة اللمعات صفحہ ۶۴۴ جلد ا میں ہے: حضور علیہ السلام مملکتِ خدا کے امور کے متولی اور اس کی درگاہ عزت کے گماشتہ ہیں کون ومکان کے تمام امور واحکام حضور علیہ السلام کو سونپے گئے ہیں۔

☆...... اشعة اللمعات صفحہ ۶۷ جلد ۳، حدیث پاک کے الفاظ لکم منی کے تحت ہے۔ ہمہ از خدا است وخدا ہمہ جا پیغمبر خود را تصرف دادہ است۔ سب کچھ خدا سے ہے اور خدا نے ہر جگہ اپنے محبوب کو تصرف عطا فرمایا ہے۔

مذہب مختار:۔ اشعة اللمعات صفحہ ۱۲۳ جلد ۴ میں ہے: مذہب مختار میں جمیع احکام حضور علیہ السلام کو سونپے گئے ہیں جو چاہیں کریں اور جو چاہیں نہ کریں اور جس کو چاہیں کسی حکم سے خاص کردیں۔

☆...... اشعة اللمعات صفحہ ۳۱۵ جلد ۴: حضور علیہ السلام خدا کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں اللہ کے اذن سے جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرتھا

ومن علومک علم اللوح والقلم

☆...... امام شعرانی نے کتاب المیزان صفحہ ۴۸، ۵۵، ۷۵، ۱۲۴ جلد ا میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں حلال کردیں یا واجب کردیں یا حرام کردیں۔

عقیدہ اہل سنت:۔ مدارج النبوۃ صفحہ ۱۹،۲۰ جلد ۱ میں ہے: منبع البرکات سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو کچھ خزانہ قدرت میں ہے اور کمالات جو مرتبہ امکان میں متصور ہیں سب آپ کو حاصل ہیں۔

☆ ......مظاہر حق صفحہ ۳۱۹ جلد ۱ بالقوۃ تصرف اور قدرت اور سلطنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیادہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے تھی۔

☆ ......جواھر البحار صفحہ ۱۸ جلد ۱: امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں اللہ کی تمام نعمتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔

امام رازی کا عقیدہ:۔ تفسیر کبیر صفحہ ۶۷ جلد ۱۳ میں ہے: انبیاء کرام تمام مخلوق کے باطن اور جانوں اور ظاہر پر بادشاہی کرتے ہیں۔

۲۴۔ تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۷ جلد ۱۸ طبع لاہور، لان النبی یکون حاکما علی الخلق۔ اس لیے کہ نبی علیہ السلام خلق پر حاکم ہوتا ہے۔ سینکڑوں دلائل اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں ہم دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن کی عبارت پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

دیوبندی عالم کا عقیدہ:۔ اولہ کاملہ صفحہ ۱۲ میں ہے: آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل ومہر آپ کے ذمہ واجب الادا نہ تھا۔ اب منصف مزاج مسلمان خود فیصلہ کرلیں گے کہ کافر ومشرک کون ہے؟ قرآنی آیات واحادیث کا صحیح مطلب اس گستاخ مولوی نے سمجھا ہے یا اس کے شیخ الہند نے؟ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

چھٹا باب

استمداد وندا

اہل سنت وجماعت کے نزدیک محبوبانِ خدا کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر امداد ظاہری ان سے طلب کرنا جائز ہے۔ یہ استعانت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حاشیہ ترجمہ محمود الحسن وتفسیر عزیزی زیرآیت اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ جو آیات مولوی دوست محمد نے نقل کی ہیں ان میں من دون اللہ یعنی اللہ کو چھوڑ کر اس کے مقابل دوسروں کو الٰہ ومعبود سمجھ کر پکارنے کی نفی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بوقت مشکل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا۔ (قصیدہ امام اعظم) اور آپ کا وسیلہ بارگاہ ایزدی میں پیش کیا۔ (مدارج النبوت، مستدرک)

دیگر انبیاء علیہم السلام نے اگر خدا کو پکارا تو اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کی نفی لازم نہیں آتی۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو انبیاء کرام علیہم السلام نے بوقت مشکل پکارا تو ان کی مشکل کشائی ہوگئی۔

خارجیت کی علامت:۔ صحیح بخاری [۱] میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو اللہ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے۔ جو کفار اور ان کے معبودان باطلہ بتوں کے

---

[۱]: بخاری شریف صفحہ ۱۰۲۴ جلد ۲، طبع ملتان۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

حق میں نازل شدہ آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ مصنف براہین نے ندایا رسول اللہ کی ممانعت میں جس قدر آیات درج کی ہیں وہ سب کفار اوران کے معبودان باطلہ کے حق میں اتری ہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا یہ گستاخ مصنف خارجی ہے۔

براہین صفحہ ۲۴۳ پر آیت کریمہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ﴿﴾ کے متعلق مولوی دوست محمد قریشی دیو بندی نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت بتوں کے حق میں نہیں آئی۔ حالانکہ کتب تفاسیر کا مطالعہ کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ آیت بھی کفار معبودان باطلہ کے حق میں اتری۔

ملاحظہ فرمایئے: مدارک صفحہ ۱۰۶ جلد ۴، جامع البیان صفحہ ۷ جزو ۲۶، جلالین صفحہ ۳۱۴ بیضاوی صفحہ ۳۸۵ جلد ۲، خازن صفحہ ۱۳۰ جلد ۵، کبیر صفحہ ۴۹۶ جلد ۷۔

براہین کے صفحہ ۲۳۵، پھر اس خارجی مصنف نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بت مراد نہیں ہیں۔ حالانکہ یہاں بھی بت مراد ہیں چونکہ کفار بعض بتوں کے مجسمے انسانی صورت پر بناتے ہیں اس لیے انہیں عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ کہا گیا ملاحظہ فرمایئے: تفسیر موضع القرآن، بیضاوی، مدارک مدارک، نسفی، معالم التنزیل صفحہ ۲۶۸، تفسیر ابن جریر صفحہ ۹۵ جلد ۹ خازن صفحہ ۲۶۸ جلد ۲ اور براہین صفحہ ۲۳۵، ۲۳۶ پر درج شدہ آیت وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ثابت کرنا مقصود نہیں بلکہ رب العزت کا ان کے اتخاذ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو ظاہر کر کے تثلیث پر اعتقاد رکھنے والوں کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم

علیهما السلام مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی، ولی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہو سکتے تو ثابت ہوا: حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام تو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ (معبود) سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے یعنی فعل کفار مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہے نہ کہ ان کی ذواتِ مقدسہ مرزائیوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مرزائے قادیانی کو نبی بنالیا اور وہابیوں، خارجیوں نے انبیاء واولیاء کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سمجھا۔ یہ مرزائیوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں حرام خور راہبوں اور پوپوں کا ذکر ہے۔ اولیاء اور علمائے حقانی کا ذکر نہیں۔

حضرت قندھاروی کے پیر کا عقیدہ:۔

حضرت خواجہ شاہ احمد سعید مجددی دہلوی مدنی نے تحقیق الحق المبین ردمسائل اربعین صفحہ ۲۵ تا ۳۲ استمداد اور طلب امداد از اہل قبور غائبانہ ندا یارسول اللہ پکارنے کے جواز کے دلائل نقل فرما کر اہل سنت پر بالعموم اور نقشبندیوں پر بالخصوص احسان عظیم فرمایا ہے۔ اگر یہ مصنف اصل نقشبندی ہے تو حضرت خواجہ احمد سعید (معاذ اللہ) مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اس صورت میں اس خارجی تک فیض کیسے پہنچا؟ اور یہ کس منہ سے پیر بن کر اور بیعت کر کے لوگوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالتا ہے اور اگر حضرت قندھاروی کے پیر اصل نقشبندی ہیں اور واقعی اصل نقشبندی ہیں تو اس صورت میں یہ مصنف اصل کذاب ہے۔

خواجہ عثمان کا ارشاد:۔ مجموعہ فوائد عثمانی میں (جس پر نظر ثانی مولوی حسین علی استاذ غلام خان نے کی ہے) منکرین استمداد از ارواح اولیاء کو خواجہ عثمان نے لامذہبان فرمایا۔

معلوم ہوا ہے یہ مولوی اپنے پیر کے دادا پیر کے فتویٰ کی رو سے لامذہب ہے۔

شواہد الحق:۔ فی الاستغاثة بسید الخلق ۳۶۰ صفحات کی مبسوط کتاب امام یوسف نبہانی نے ابن تیمیہ کے ردّ میں خاص اسی مسئلہ استمداد واستعانت اور نداء یارسول اللہ کے ثبوت میں تحریر فرمائی۔ یہ کتاب فقیر نے ۱۶ مئی ۱۹۶۵ء بروز اتوار بعد از نماز عصر مکہ مکرمہ سے صفا شریف کے ساتھ والی دکان سے خریدی تھی (۱۹۸۲ء میں یہ دکانیں یہاں سے منتقل ہوگئی تھیں) اس میں امام موصوف نے کافی دلائل نقل فرمائے ہیں اگر وہ نقل کئے جائیں تو براہین سے آٹھ گنا بڑی کتاب بن جائے جلیل القدر آئمہ کے فتوٰں، ارشادات اور ان کی تصانیف عالیہ کے حوالوں سے منکرین کو خارجی گمراہ بدعتی اور خاسر وغیرہ ثابت کیا گیا ہے یہ کتاب مطبع مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر کی مطبوعہ ہے اور عربی زبان میں ہے۔ [1]

صدر دیوبند کا فیصلہ:۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۶۴، ۶۵ میں مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے فیصلہ کیا ہے کہ وہابیہ خبیثہ نجدیہ نداء یارسول اللہ سے روکتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یارسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور صفحہ ۴۷ پر منکرین نداء یارسول اللہ کے اقوال کو کفری قرار دیا اور صفحہ ۴۲ پر لکھا کہ اس فرقہ (وہابیہ، نجدیہ، منکرین ندا یارسول اللہ) کو اہل حرمین یہود و نصاریٰ، مجوس و ہنود سے بھی زیادہ برا سمجھتے ہیں اور ان کی یہ عداوت (منکرین یارسول اللہ) وہابیہ کے ساتھ حق اور صحیح ہے اور صفحہ ۵۹ پر لکھا کہ منکرین ندا یارسول اللہ کے نزدیک پیری مریدی فضول، لغو، بدعت اور ضلالت ہے۔ اب مولوی

---

[1] شواہد الحق کا ترجمہ عمدة الاذکیاء علامہ محمد اشرف علی سیالوی دامت برکاتھم العالیہ فاتح جھنگ نے کیا ہے فرید بک سٹال لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

دوست محمد یا تو نداء یا رسول اللہ کا قائل ہو جائے یا پیری مریدی چھوڑ دے۔

دیوبندیوں کے پیر کا مذہب:۔ اس بارے میں ان کا مسلک واضح ہے اپنے پیر کو پکارتے ہیں:

اے شاہ نور محمد وقت ہے امداد کا [1]

بانی دارالعلوم دیوبند کا فیصلہ:۔ قصائد قاسمی صفحہ ۸ طبع ملتان میں بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی میں حضور علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارتا ہے:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔۔۔ نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اگر کسی صاحب کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو اکابرین ملت کی مندرجہ ذیل تصانیف کا مطالعہ کرے۔

☆......شفاء السقام از امام سبکی علیہ الرحمہ، کتاب الاذکار از امام نووی علیہ الرحمہ احیاء العلوم از امام غزالی علیہ الرحمہ، روض الریاحین، خلاصۃ المفاخر و نشر المحاسن تصانیف جلیلہ از امام اجل عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ، حصن حصین، مدخل ابن الحاج، مواہب اللدنیہ از امام قسطلانی، مسح محمدیہ از امام قسطلانی، افضل القریٰ، جوہر منظم، عقود الجمال از امام ابن حجر مکی، کتاب المیزان از امام شعرانی، حرز ثمین از علامہ علی قاری، لمعات، اشعۃ اللمعات وجذب القلوب ومجمع البرکات ومدارج النبوۃ از شاہ عبدالحق محدث دہلوی فتاویٰ خیریہ از امام رملی مراقی الفلاح از علامہ حسن شرنبلالی، مطالع المسرات از امام فاسی، زرقانی علی المواہب از امام محمد زرقانی، نسیم الریاض شرح شفا از امام شہاب الدین خفاجی۔

---

[1] امداد المشتاق صفحہ ۱۱۶ طبع لاہور۔ ۔۔۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہٗ

ساتواں باب

سجدہ وطواف

اہل سنت و جماعت سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ بالکل حرام اورناجائز ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اس کی حرمت کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب الزبدۃ الزکیہ تصنیف فرمائی جس کا مصنف براہین نے بھی اعتراف کیا ہے۔ نقشبندیوں کے پیر پیران حضرت شاہ احمد سعید مجددی نے تحقیق الحق المبین صفحہ ۳۲ پر طوافِ قبر مطالب المومنین اور نفحات الانس از علامہ جامی نقشبندی کے حوالے سے جائز لکھا ہے اور بوسہ قبور مطالب المومنین اور طوالع الانوار کے حوالے سے جائز لکھا ہے۔ اب مصنف براہین کو چاہیے کہ اپنے سلسلہ کے اکابرین کو کافر ومشرک کہے۔ نیز مولوی اشرفعلی تھانوی کی آخری تصنیف بوادر النوادر کے بعض حوالوں سے سجدہ تعظیمی جائز معلوم ہوتا ہے۔ مسند امام احمد [۱]، عمدۃ القاری شرح بخاری، فتح الباری شرح بخاری، شواھد الحق اور دیوبندیوں کے ڈاکٹر خالد محمود پی ایچ ڈی کی کتاب مقامِ حیات میں ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول حضور علیہ السلام کے مزار اقدس پر منہ رکھے ہوئے تھے مروان شیطان (وہابی، خارجی) نے آپ کو روکا۔ مندرجہ ذیل کتب میں محبت میں مغلوب لوگوں کے لیے بوسہ قبور کی اجازت دی گئی ہے یہ حکم ہر عام شخص کے لیے نہیں۔

[۱] مسند احمد صفحہ ۴۲۲، جلد ۵، عمدۃ القاری صفحہ ۶۰۷ جلد ۴، المستدرک للحاکم صفحہ ۵۶۰ جلد ۴۔ ابوالجلیل فیضی غفرلہ

☆......توشیع علی جامع الصحیح ، فتح الباری، عمدۃ القاری شرح بخاری ، نہایہ تحفۃ الناظرین ،مطالب المومنین ،زرقانی علی المواھب غرائب، فتاویٰ عالم گیری وغیرہ اوراسی جاہل مصنف نے اس کو سجدہ سمجھ لیا ہے۔

ہمارے نزدیک اس بوسہ کی بھی ہر شخص کو اجازت نہیں جو غلبہ محبت میں مغلوب الحال ہے وہ غیر ماخوذ ہے۔



آٹھواں باب

نذرونیاز

اس بارے میں مولوی دوست محمد نے جو عبارات درج کی ہیں ان کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ نذر شرعی جو حقیقۃً عبادت ہے اور کسی جانور کو بقصد تقرب علی وجہ العبادۃ کسی کے نامزد کرنا ناجائز اور شرک ہے اس کا کوئی منکر نہیں لیکن یہاں بحث اس بات میں ہے کہ اگر اولیاء کی نذر محض نذر لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ ونذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لیے بقصدِ ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذر شرعی اللہ کے لیے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہ؟ ہمارے نزدیک یہ فعل شرعاً جائز بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

☆...... فتاویٰ ابواللیث میں ہے:۔ ترجمہ:۔ غیراللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیراللہ کی طرف تقرب (علی وجہ العبادۃ) (شامی) کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی یہ نذر حرام

ہے اور باطل ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرّہ بھی متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال وطیب ہے۔

۲۔ حدیقہ ندیہ میں امام نابلسی فرماتے ہیں:

ترجمہ:۔ اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجازی ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کے لیے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔

۳۔ طبقات کبریٰ صفحہ ۶۸ جلد ۲ میں امام شعرانی امام شاذلی سے ناقل ہیں:

ترجمہ:۔ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا آپ فرماتے تھے جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو اور تو اس کے پورا ہونے کا ارادہ کرے تو سیدہ نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو بیشک تیری حاجت پوری ہوگی۔

۴۔ تفسیرات احمدیہ از ملا احمد جیون مصنف نور الانوار میں ہے: وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے معلوم ہوا کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کے لیے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں یہ منت ماننا رائج ہے وہ گائے حلال وطیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اگرچہ وہ اسی کے لیے نذر مانتے ہیں۔

۵۔ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رسالہ نذر میں لکھتے ہیں: جو نذر کے اس جگہ استعمال ہوتی ہے وہ اپنی شرعی معنی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے اس لیے کہ جو کچھ بزرگوں

کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اسے نذرونیاز کہتے ہیں۔

۶۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین صفحہ ۴۵ میں فرماتے ہیں حضرت والد ماجد قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے رات کا وقت تھا اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا حضرت نے توقف فرمایا یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا ساتھی اُکتا گئے اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرنی کا طبق لیے ہوئے آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی وہ اسی وقت آیا میں نے نذر پوری کی۔

مصنف براہین کی پیش کردہ عبارات کا مفہوم:۔صرف اس قدر ہے کہ نذر شرعی (جو عبادت) ہے ہرگز کسی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں نہ میت کو اشیائے منذورہ کا مالک سمجھنا درست ہے نہ غیر اللہ کو اللہ کے سوا متصرف فی الامور جاننا جائز ہے اس اعتقاد فاسد کے ساتھ نذر اولیاء کو آج تک کسی نے جائز نہیں کہا۔

محلِ نزاع:۔تو یہ امر ہے کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ اولیائے کرام کے لیے لفظ نذر بمعنی عرفی بولنا یا دل میں اس کی نیت کرنا اسی نیت سے ان کے مزارات پر کوئی چیز لانا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک جائز ہے جیسا کہ ردالمحتار صفحہ ۱۲۳ جلد ۱ میں ہے:

ترجمہ:۔تیل اور شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لیے وہ چراغ ان کے مزارات کے نزدیک روشن کیے جائیں ان کی تعظیم ومحبت کے لیے یہ بھی جائز ہے اس سے منع کرنا مناسب نہیں، اور منکرین اسے حرام کہتے ہیں الحمد للہ اس کے جواز کے ثبوت میں

ہم متعدد عبارات نقل کر چکے ہیں اور منکرین اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے۔

وَمَا اُهِلَّ کی آڑ میں:۔ اس آیت کی آڑ لے کر نذر اولیاء بمعنی مذکورہ کو حرام کہنا بھی بدترین جہالت ہے شرعاً ذبیحہ کی حلّت وحرمت میں ابتدائے ذبح کے وقت صرف ذابح کی نیت، قول اور مال کا اعتبار ہے مالک کا نہیں۔ ردالمحتار صفحہ ۲۱۷ جلد ۵ میں ہے: ترجمہ:۔ جاننا چاہیے کہ مدار قصد پر ہے خاص ابتدائے ذبح کے وقت جامع الفتاویٰ اور عالم گیری صفحہ ۴۷ جلد ۴ میں ہے کہ: مجوسی نے آتش کدہ کے لیے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لیے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مسلمانوں نے ذبح کر دیا اگرچہ مسلمان کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال وطیب ہے کھایا جائے گا۔

مقام غور ہے:۔ کہ مشرکین وکفار کے بتوں اور بت خانوں کے لیے نامزد کئے ہوئے جانور مسلمان کے ذبح کرنے سے حلال ہو جائیں مگر نذر اولیاء کا جانور مومن کے ذبح کرنے سے حلال نہ ہو۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

تفسیر عزیزی کی عبارت:۔ جس پر مخالفین کو بڑا ناز ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے فتاویٰ کو دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ شاہ صاحب محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت ہرگز ہرگز نہیں قرار دیتے بلکہ ان کے نزدیک وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے مرادی معنی یہی ہیں کہ جس جانور پر عندالذبح اهلال لغیر اللہ کیا جائے۔

اجماع مسلمین:۔ مصنف براہین کی فہرست علمائے ملت صفحہ ۱۴ کے تیسری صدی کے

جید امام عالم حجۃ الاسلام ابو احمد بن محمد جصاص الرازی (المتوفی ۳۷۰ھ) اپنی مشہور تفسیر احکام القرآن صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶ جلد اول میں وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت فرماتے ہیں:۔ ترجمہ:۔ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں یعنی سب مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے صرف وہی ذبیحہ مراد ہے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اب مصنف براہین بتائے کہ وہ مسلمانوں کی جماعت سے باہر ہے؟ بحیرہ سائبہ جانور جو مصنف براہین کے ایجاد کردہ معنی کی رو سے وَمَآ اُهِلَّ میں داخل تھے کیونکہ مشرکین ان کی نذر اپنے بتوں کے لیے مانتے تھے اور ان کو بتوں کے لیے نامزد کرتے تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو متعدد آیات وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ میں حلال قرار دیا ہے۔

اب بتایئے ایسی صورت میں اولیائے کرام کے لیے نذر مانے ہوئے جانور کیوں کر وَمَآ اُهِلَّ میں داخل ہو کر حرام ہو سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حضرات اولیائے کرام کی فاتحہ، ایصال ثواب، نذر و نیاز کے جانور قطعاً حلال ہیں اور انہیں حرام کہنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر افتراء عظیم اور بہتان عظیم ہے۔ (خدا محفوظ رکھے)



نواں باب

خلقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسئلہ نور و بشر

صفحہ ۲۸۳ تا اختتام کتاب مصنف مذکور نے اپنی سابقہ عادت سے بڑھ چڑھ کر جھوٹ بولا ہے صفحہ ۲۸۳ پر افتراء کرتا ہے (بریلوی کہتے ہیں) حضور علیہ السلام آئے تو ہیں لیکن پیدا نہیں ہوئے۔ ارے جاہل یہ کس نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا نہیں ہوئے ہماری جملہ کتب اس بات کی شاہد ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی بے مثل مخلوق مانتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ہمارے قوی دلائل ہیں۔

۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے معنی تفسیر روح البیان، روح المعانی، عرائس البیان۔

۲۔ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کے معنی حضور علیہ السلام پہلی مخلوق ہیں۔

۳۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ حضور ﷺ کی ذات نور اور اول مخلوق ہے۔ روح البیان، حسینی، قادری، روح المعانی، صاوی، امداد السلوک وغیرہ۔

۴۔ حدیث جابر جو مصنف عبدالرزاق، دلائل النبوۃ، مواھب اللدنیہ، زرقانی اربعین نبھانی، نشر الطیب مصنفہ تھانوی میں موجود ہے اور دیگر دلائل قویہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ کی پہلی مخلوق ہیں۔

اس بات کو رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں صدر دیوبند نے الشہاب الثاقب میں بیان کیا چونکہ آپ پیدا اس دنیا سے پہلے ہو چکے تھے اس لیے رب تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَکُمْ اب یہ تمہارے پاس آئے ہیں پیدا تو سب سے پہلے تھے اوّلیت سرکار کا مسئلہ ایسا واضح اور روشن ہے کہ اس کا انکار الحاد اور بے دینی کے سوا کچھ نہیں ہم انبیاء علیھم السلام کی عبدیت کے بھی قائل ہیں اور عبدیت نور کے منافی نہیں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھی عبد فرمایا حالانکہ وہ نور ہیں۔

ا۔ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ ۲، وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَةَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا وغیرہ۔

باعثِ نزاع:۔ منکرین کمالاتِ رسالت اور جمہور اہل سنت کے مابین باعثِ نزاع وخلاف ہرگز ہرگز یہ بات نہیں کہ ہم اہل سنت انبیاء کرام علیھم السلام بالخصوص نوری ذات والے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارکہ جیسے ان کی شان کے لائق ہے کے منکر ہیں ہم نے آج تک کسی کتاب میں انبیاء کرام علیھم السلام کی بشریت (کمایلیق بشانھم) کا انکار نہیں کیا بلکہ جھگڑے کی اصل وجہ یہ ہے کہ خارجی مولوی، حضور علیہ السلام کو حقیقت ذات اور خلقت کے اعتبار سے اپنے مثل عام بشر مانتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں بشریت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ نورالحسن بخاری، تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ سے ظاہر ہے جمہور اہل سنت اس عام مثلی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ ہم آپ کی ذات پاک سے اس بشریت کی نفی کرتے ہیں جو آپ کی ذات اور حقیقت قرار دی جائے ہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس ذات خلقت اور حقیقت کے اعتبار سے خدا کی پہلی مخلوق اور خدا کا پیدا کیا ہوا نور مانتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ کو سید ولد آدم ظہور میں آخر بے مثل نوری بشر بھی مانتے ہیں بیشک آپ کو خدا نے بشریت کے حجاب میں بھیجا۔ بانی دارالعلوم دیوبند نے قصائد

قاسمی صفحہ ۶ طبع دیو بند انڈیا میں کہا:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

آپ تمام بشری کثافتوں اور غلاظتوں سے منزہ اور مبرّا بے سایہ نوری بشر ہیں اور یہ مولوی اس کے منکر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا مقصد مصنف براہین نے اس قسم کی آیات واحادیث جو درج کی ہیں ان میں آپ کو تواضع کی تعلیم دی گئی ہے اور آپ نے تواضعاً ایسا فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆......معالم التنزیل بغوی صفحہ ۱۹۳ جلد ۴، خازن صفحہ ۸۰، ۱۹۳ جلد ۴، تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۶ جلد ۲۱۔

جب یہ کلمات تواضع ہوئے تو یہ گستاخ مصنف کلماتِ تواضع سے استدلال کر کے شقاوت قلبی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت کا اظہار کرتا ہے۔

افضلیت بشر:۔ ملک افضل ہیں یا بشر؟ یہ ایک ظنی مسئلہ ہے جاہل مولوی اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ بشر نور سے افضل ہے اسے اپنی سوچ کا ماتم کرنا چاہیے نور صرف ملائکہ نہیں وہ نور کی ایک قسم ہیں سورج، چاند، تارے نور ہیں مگر فرشتے نہیں۔ قرآن نور ہے مگر فرشتہ نہیں۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خدا نور ہے مگر فرشتہ نہیں۔ حضور ﷺ ذات کے نور ہیں مگر فرشتہ نہیں یہ اس کی بنیادی غلطی ہے کہ وہ نور صرف ملائکہ کو سمجھ کر افضلیت ملک علی البشر کی بے معنی بحث چھیڑ بیٹھا حالانکہ امام تفتازانی شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۶ میں فرماتے ہیں: یہ مسئلہ ظنی ہے اور اس میں ظنی دلائل پر قناعت کی گئی ہے۔ نیز اس صفحہ ۱۰۲ میں ہے: اور جو شخص مر گیا اور اس کے دل میں یہ خیال بھی نہ گزرا

کہ فرشتے افضل ہیں یا مفضول تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس نہ فرمائے گا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ میں توقف فرمایا ہے کیونکہ دلائل کا تعارض ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں: یہ مسئلہ اس قسم سے ہے جس کے بارے میں نہ قرآن مجید میں نص ہے اور نہ حدیث میں کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس بارے میں کوئی بات کی ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۴ میں ہے: یہ مسئلہ ظنی ہے قطعی نہیں۔

اس بارے میں مسلمانوں کے حسب ذیل اقوال و مذاہب پائے جاتے ہیں۔

پہلا مذہب: ۔ جملہ ملائکہ جملہ بشر سے افضل ہیں۔ یہ معتزلہ، فلاسفہ اور بعض اشاعرہ کا مذہب ہے۔ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۲۶، شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۴)

اسی قول کو ابوبکر باقلانی نے اختیار کیا ہے جو متکلمین اہل سنت سے ہیں اور ابوعبداللہ الحلبی نے اسی قول کو اختیار کیا ہے جو فقہائے اہل سنت سے ہیں۔

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۱۵ جلد ۲)

دوسرا مذہب: ۔ نیک و بد جملہ بنی آدم جملہ ملائکہ سے افضل ہیں۔ علامہ علی قاری نے شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۵ میں اس مذہب کو فاسد قرار دیا ہے۔ مولوی دوست محمد کا یہ مذہب امام رازی و بعض دیگر اکابر علماء کی تصریحات میں فاسد ہے۔

تیسرا مذہب: ۔ تمام انبیاء و اولیاء مومنین صالحین تمام ملائکہ سے افضل ہیں اس مذہب کی تائید میں جو عبارات اور روایات سلف اور اکابر مفسرین سے منقول ہیں متحمل تاویل ہیں اس لیے یہ مسلک بھی محل نظر ہے۔

چوتھا مذہب:۔ ا۔ رسل بنی آدم افضل ہیں رسل ملائکہ سے۔ ۲۔ رسل ملائکہ افضل ہیں اولیاء بنی آدم سے۔ ۳۔ صلحائے مومناں افضل ہیں عوام ملائکہ سے۔ ۴۔ اولیائے بنی آدم افضل ہیں اولیائے ملائکہ سے۔ ۵۔ عوام ملائکہ افضل ہیں فاسق مومنوں سے۔

مولوی دوست محمد کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت انسان کو شان بھی ذاتِ مصطفیٰ ونورِ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ملی بیشک اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یدِ قدرت سے بنا کر اس کی پشت اقدس میں وہ نور اول رکھ کر اس کی جبین مبارک کو چمکایا۔

مسجود ملائکہ ہونے کی اصل وجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور تھا۔

(فتاویٰ رملیہ، جواھر البحار صفحہ ۱۳۱ جلد ۴، مطالع النور، تفسیر کبیر)

اگر شیطان کی نظر بھی نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑ جاتی تو سجدے سے انکار نہ کرتا اس نے محض ایک بشر کو دیکھا نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔

(تفسیر کبیر، جواھر البحار صفحہ ۳۴۷ جلد ۲)

نورِ ہدایت:۔ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نورِ ہدایت بلکہ تمام نوروں کا نور مانتے ہیں صرف نور ہدایت نہیں مانتے۔ مولوی دوست محمد کے پیش کردہ حوالوں میں نور ہدایت کے لفظ تو ضرور ہیں لیکن صرف نورِ ہدایت ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ نورِ ہدایت اور صرف نورِ ہدایت میں فرق ہے۔ اگر جرأت ہے تو صرف نورِ ہدایت ثابت کریں، اتمام حجت کے لیے عرض کردوں امام احمد صاوی نے زیر تحت قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۲۷۵ جلد اول میں حضور

علیہ السلام کو نہ صرف نورِ حسّی بلکہ ہر نور حسّی و معنوی کی اصل مانا ہے اور صاحب روح المعانی نے اسی آیت کے تحت حضور علیہ السلام کو سب نور کا نور (نور الانوار) لکھا اگر مولوی دوست محمد اور اس کی جماعت میں جرأت ہے تو کسی تفسیر سے حصر کا قول دکھائیں جب یہ بات ثابت کرنے سے یہ لوگ عاجز ہیں تو انہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ وہ حق کے مقابلہ میں کس قدر ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے ہیں۔

مسلمانو! خبردار:۔ آج کل کندیاں کے مولوی خان محمد اور چکوال کے غلام حبیب اور عبدالمالک صاحب کے مریدن و خلفاء نقشبندیت کی آڑ میں دیوبندیت پھیلا رہے ہیں۔ نہایت ڈھٹائی سے اپنا سلسلہ پیران موسیٰ زئی شریف سے ملاتے نہیں شرماتے۔

۱۔ پیران موسیٰ زئی کے پیر شاہ احمد سعید مجددیؒ نے ابطال تطغوی میں بانی فرقہ وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کو انکارِ شفاعت بالوجاہت و المحبت کی وجہ سے کافر لکھا ہے لیکن یہ دھوکہ باز اپنا تعلق اسماعیل دہلوی سے بناتے ہیں۔

۲۔ خواجہ قندھاروی کے پیر شاہ احمد سعید مجددی نے مولوی اسحاق وہابی کی کتاب مسائل اربعین کا ردّ بلیغ بنام تحقیق الحق المبین لکھا ہے اور تمام مسائل میں علمائے اہل سنت مسلک بریلوی کی تائید کی ہے خدا جانے ان پیروں کو دیوبندی مسلک سے کیا ملتا ہے جو کہ اکابرین نقشبند کے مسلک کے صریح خلاف ہے۔ ذرا کندیاں والے پیر سے کوئی جواب دلوادے تو عین نوازش ہوگی۔

۳۔ خواجہ دوست محمد قندھاروی نے تجلیات دوستیہ صفحہ ۱۴۷ میں فرقہ وہابیہ کو ملحدہ

فرمایااور یہ پیرملحدوں سے تعلق بنائے ہوئے ہیں ایک مکتوب میں لکھتے ہیں: بھائی جان! فقیر نے سنا ہے کہ مولوی غیاث الدین مسائل فرقہ وہابیہ کے معتقد ہیں اور لوگوں کو بھی مسائل بیان کرتے ہیں لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ انہیں سمجھائیں کہ آپ فرقہ وہابیہ سے پرہیز کریں بلکہ دل ہی سے اعتقاد گروہ اسمٰعیلیہ (مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے گروہ) سے بیزار ہو جائیں۔ کاش! کہ کندیاں والے مولوی صاحب بھی اس ملفوظ پر عمل کرتے۔

۴۔ مجموعہ فوائد عثمانی صفحہ ۹۸ نظر ثانی شدہ از حسین علی بھچروی میں ہے: خواجہ محمد عثمان نے فرمایا: ''اولیاء ہمہ مے دانند ولیکن مامور باظہار نیستند'' اولیاء جملہ (غیوب) جانتے ہیں لیکن بعض کے اظہار پر مامور نہیں ہوتے۔ مجموعہ صفحہ ۵۴ پر اولیاء کے ارواح سے مدد مانگنے کے منکرین کو لامذہب فرمایا۔ صفحہ ۳۱، ۳۹، ۶۹ پر عرس کا جواز اور صفحہ ۴۳، ۷۶، ۷۷، ۸۷ پر تمام حاجات پیران کبار کے وسیلے سے مانگنے کا حکم فرمایا۔ صفحہ ۸۳ پر استمداد از محبوب سبحانی فرمایا۔ صفحہ ۱۰۴ پر نذر و نیاز کا جواز ہے۔ صفحہ ۵۲ پر آپ کے مرید کا نام عبدالرسول لکھا ہے۔ اب آپ سوچیں موجودہ دیوبندی بریلوی مسالک کے اعتبار سے آپ کا مسلک بریلوی تھا یا دیوبندی؟

کندیاں والے پیر کی غلط فہمی:۔ مولوی عبداللہ بھاکری کی کتاب ''علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب'' کی تصدیق کرتے ہوئے مولوی خان محمد نے شاہ ابوسعید کے چھوٹے صاحبزادے شاہ عبدالغنی کی بے حد تعریف کی اور صاحب سجادہ شاہ احمد سعید کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ ہمارا سلسلہ شاہ احمد سعید سے جا کر ملتا ہے شاہ عبدالغنی سے

نہیں۔ شاہ عبدالغنی علمائے دیو بند کے استاذ ضرور ہیں ان کے مسلک کے ہر گز نہیں۔
انجاح الحاجه حاشیه ابن ماجه ان کی تصنیف اس وقت فقیر کے زیر نظر ہے صفحہ ۱۱۴ پر حضور ﷺ کے والدین کو مومن فرمایا۔ صفحہ ۴، ۵، ۶ پر بدعت کی تقسیم کا قول اور کل بدعة ضلاله میں کل عام مخصوص منه البعض فرمایا یعنی ہر وہ بدعت گمراہی ہے جو ادلہ اربعہ کے مخالف ہو ورنہ بدعت حسنہ ہے۔ صفحہ ۲۴۹ میں فرمایا اشیاء میں اصل اباحت ہے جو شخص کسی چیز کو حرام کہتا ہے وہ دلیل لائے جواز کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں۔
صفحہ ۱۰۰ پر توسل بعد وفات اور یا رسول اللہ پکارنے کے دلائل نقل فرما کر لکھا کہ ہمارے زمانے کے کافی لوگ اس مسئلہ کے انکار کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔
اب کنڈیاں والے صاحب کہاں جائیں گے؟ صفحہ ۱۱۷ پر لکھا فقراء کے لیے طعام اہل بیت کی طرف سے جائز ہے۔ صفحہ ۲۹۲ پر سواد اعظم کے معنی وہابیہ کے خلاف لکھے۔ صفحہ ۱۱۳ پر میت کے شعور کے بارے لکھا۔
الحمدللہ جملہ بزرگان دین اسی مسلک کے تھے جسے آج کل مسلک بریلوی کہا جاتا ہے یہ اگرچہ نیا نام ہے مگر عقیدہ وہی ہے جو قرون ثلاثہ سے بطریق اتصال آرہا ہے ان کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی اسی مسلک کے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی مسلک حقہ پر قائم و دائم رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نصرت القادر

فی

مسئلۃ الحاضر والناظر



مولوی سرفراز گکھڑوی (دیوبندی) کی کتاب

"تبرید النواظر" کا جواب

سوال ۹۔ لفظ حاضر اور ناظر کے لغوی معانی کیا ہیں؟

جواب ۹۔ منجد ۱ صفحہ ۱۳۴، مجمع بحار الانوار ۲ صفحہ ۲۷۵ جلد اول اور مختار الصحاح ۳ صفحہ ۱۵۹، المفردات ۴ طبع مصر صفحہ ۳۷۲، ۳۷۳ وغیرہ میں لفظ ''حاضر'' کے مندرجہ ذیل معانی لکھے ہیں۔ ۱۔ شہروں اور بستیوں میں رہنے والا۔ ۲۔ بڑا قبیلہ ۳۔ سامنے ہونے والا۔ ۴۔ جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو۔ ۵۔ حاضر غائب کی ضد ہے جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو

لفظ ''ناظر'' کا معنی مندرجہ ذیل کتب میں یہ لکھا ہے۔

۱۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی جس میں آنکھ کا تل ہوتا ہے۔

ناظر کا ماخذ نظر ہے جس کے معانی ہیں ۲۔ کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا۔ ۳۔ کسی چیز کا اندازہ کرنا۔ ۴۔ آنکھ کے ساتھ کسی چیز میں غور و تامل کرنا۔ ۵۔ اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصیرت کو پھیرنا۔ ۶۔ تامل و تلاش۔ ۷۔ وہ معرفت اور رؤیت مراد ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مختار الصحاح صفحہ ۶۹۱، المفردات صفحہ ۵۱۷، منجد صفحہ ۸۹، صراح ۵ صفحہ ۲۱۴، اس لغوی تحقیق سے واضح ہوا کہ حاضر اور ناظر کے اصلی اور حقیقی معانی اللہ تعالی کے شایان شان نہیں بلکہ ان معانی سے اللہ کا پاک ہونا یقینی امر ہے۔ تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر

۱:۔ ازلوئیس معلوف الیسوعی (المتوفی ۱۸۶۷ھ) ۲: علامہ محمد طاہر پٹنی (المتوفی ۹۸۶ھ) ۳: علامہ محمد بن ابو بکر بن عبد الغفار رازی (المتوفی ۶۶۰ھ)

۴: علامہ حسین بن محمد راغب (المتوفی ۵۰۲ھ) ۵: ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد القرشی (المتوفی تقریباً ۶۹۰ھ)

ابو جلیل فیضی غفرلہ

تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر نہیں ہوسکتا۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر وناظر کوئی نام نہیں اور قرآن وحدیث میں کسی جگہ حاضر وناظر کا لفظ ذات حق تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا۔ کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا آئمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔

سوال:۔ اسمائے حسنیٰ میں لفظ خدا بھی نہیں ہے پھر خدا کیوں کہتے ہو؟ (گکھڑوی)

جواب:۔ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ خدا فارسی کا لفظ ہے اور حاضر وناظر عربی الفاظ ہیں عربی اور اسمائے حسنیٰ میں داخل نہ ہوں؟ معلوم ہوا کہ بغیر تاویل کے حاضر وناظر کے لغوی معنی سے اللہ پاک ہے۔

سوال:۔ قرآن مجید میں وَلَا یَنظُرُ اِلَیْھِمْ (آل عمران:۷۷) اور حدیث پاک میں ان اللہ لا ینظر الی صورکم آیا ہے خدا کے لئے نظر ثابت ہے۔ (گکھڑوی)

جواب:۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۸۰ پارہ سوم میں لَا یَنظُرُ اِلَیْھِمْ کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفار پر مہربانی اور رحم نہیں فرمائے گا جس کے حق میں لفظ نظر کا استعمال جائز نہیں (جیسا کہ اللہ تعالیٰ) اس کے لئے اگر یہ لفظ کبھی استعمال ہوا ہے تو وہ اپنے اصلی معنی سے مجرد ہے اور صرف احسان کے معنی میں ہے لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار میں حدیث پاک ان اللہ لا ینظر الی صورکم [۱] میں نظر کا

---

[۱]: صحیح مسلم صفحہ ۳۱۷ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۳۰۶ جلد دوم، مسند احمد صفحہ ۲۸۵،۲۳۹ جلد دوم، جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۱۱۴ جلد اول۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

معنی دیکھنا نہیں بلکہ یہاں پسندیدگی رحمت اور مہربانی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیتا ہے اور ان کا محاسبہ فرماتا ہے۔

امام راغب اصفہانی مفردات صفحہ ۵۱۷ میں فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کی طرف نظر فرمانے کے معنی دیکھنا نہیں صرف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا اور انہیں اپنی نعمتیں پہنچاتا ہے **ولا ینظر الیھم** کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن کافروں پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام واحسان نہ ہوگا۔ متاخرین میں سے بعض لوگوں نے خدا کو حاضر وناظر کہنا شروع کیا تو علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اسے کفر قرار دیا۔ بالآخر جمہور علماء نے یہ فیصلہ دیا کہ اس میں تاویل ہو سکتی ہے اس لئے خدا کو حاضر وناظر کہنا کفر نہیں اور تاویل یہ کی کہ حضور کو مجازاً علم کے معنی میں لیا جائے اور نظر کے مجازی معنی رؤیت مراد لئے جائیں اس تاویل کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہا جائے گا تو یہ اطلاق علیم وبصیر اور عالم کے معنی میں ہوگا ملاحظہ فرمایئے۔ **ردالمحتار** صفحہ ۳۴۷ جلد سوم۔

سوال ۹: یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا کفر قرار دے دیا تھا؟ (عام دیوبندی)

جواب ۹: صاحب درمختار کا **یا حاضر یا ناظر لیس بکفر** کہنا ہی اس امر کی روشن دلیل ہے کہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا تھا ورنہ صاحب درمختار کا یہ قول بالکل لغو اور بے معنی قرار پائے گا کیونکہ جب تک کوئی امر قابل انکار اور لائق تردید موجود نہ ہو اس وقت تک انکار اور تردید ممکن ہی نہیں! دیکھئے آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ اللہ

تعالیٰ کو رحمٰن ورحیم کہنا کفر نہیں کیوں؟ محض اس لئے کہ کبھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ورحیم کہنا کفر قرار ہی نہیں دیا معلوم ہوا کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا اسی لئے کفر قرار دیا تھا کہ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علماء نے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر وناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

سوال ۹: تمہارے بہت بڑے بزرگ سلطان باہو فرماتے ہیں۔

نال یقین کمال مکمل ایہ گل ثابت ہوئی
دُوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی

(مولوی عبدالستار تونسوی کی تقریر)

جواب ۹: یہ بیت قطعاً سلطان باہو کا نہیں مترجم (مولوی شاہ دین) کی حرکت ہے۔ اصل بیت اس طرح ہے۔

یقین دانم دریں عالم کہ لامعبود الا ہو
ولا موجود فی الکونین لا مقصود الا ہو۔

رسالہ روحی صفحہ ۲۲ میں سلطان العارفین برہان الواصلین سخی باہو فرماتے ہیں۔

بداں کہ عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر محو ھاہویت مطلق

(جان لے کہ عارف کامل قادری ھاہویت مطلق میں غرق ہو کر ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے) سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کو بھی مانو!

سوال:۔ تم لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر مانتے ہو اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟

جواب:۔ حضور کو حضور کہہ کر آپ کے حاضر وناظر ہونے کا انکار کرنا عجیب بات ہے۔ حضور ہیں اور حاضر نہیں؟ جب حضور ہیں تو حاضر بھی ہیں یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی کوڑھ مغز یہ کہے کہ میرا باپ میرا والد نہیں!

جواب:۔ حضور غزالی زمان تسکین الخواطر میں فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو لفظ حاضر وناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں ہوتی ہے اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت منورہ ذرات عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے جس کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں گویا حضور علیہ السلام کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا سرکار کے ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۱۱۵ جلد سوم)

بعض حضرات نے فرط عقیدت کی بنا پر تصرفات استمداد اور علم غیب تینوں مسئلوں کو

حاضر وناظر کے مفہوم میں شامل کر دیا۔ شلاً ہمارے ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام جہان کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام جہان کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اسی جسم کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہے یا کسی جگہ موجود ہے۔ (جاء الحق صفحہ ۱۳۱ جلد اول)

یہ مسائل اپنی جگہ حق ہیں ان کا ثبوت قرآن وحدیث واقوال علماء سے ہے مگر حاضر وناظر کا معنیٰ حضور کے لئے وہی ہے جو غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی (المتوفی ۱۴۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

سوال: حاضر وناظر ہونا تو خاص صفت خداوندی ہے اور خدا کی صفت غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے؟

جواب: ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی غیر کے لئے اسی طرح ثابت کرنا شرک ہے جس طرح خدا کے لئے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں حاضر وناظر کے اطلاق کو شرک کہنے والے لوگوں نے یا تو حاضر وناظر کے معنیٰ نہیں سمجھے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھ لیا ہے کہ ایسے الفاظ (حاضر وناظر) کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرتے ہیں جن کے لغوی معنیٰ صرف بندوں کے لائق ہیں اللہ تعالیٰ کے حق میں ان کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ معترض جن دلائل سے خدا کو حاضر وناظر ثابت کرتا ہے مثلاً خدا کا سمیع، بصیر، علیم، خبیر یا با الفاظ دیگر عالم ومن یری (جاننے والا اور دیکھنے والا) بعینہٖ وہی دلائل قرآن وحدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

ثابت ہیں کہ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ سمیع، بصیر، علیم، خبیر عالم اور مــن یــری سب کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قرآن مجید میں موجود ہے۔

۱۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمیع و بصیر ہیں۔

(روح المعانی ۱ تاویلات نجمیہ ۲)

۲۔ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا خبیر حضور ہیں۔ (صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۳۶ جلد سوم)

۳۔ بصیر، علیم کے معنی میں حضور ہیں۔ (زرقانی شریف صفحہ ۱۲۴ جلد سوم)

۴۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ حضور ہیں۔ (مدارج النبوت صفحہ ۳ جلد اول)

۵۔ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ یری کا فاعل اللہ و رسول دونوں ہیں۔

چاروں اسمائے مبارکہ سمیع و بصیر، علیم و خبیر جن کو ایہام شرک کی بنیاد قرار دے رہے ہو حضور کے اسمائے مبارکہ میں شامل ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(مدارج النبوت صفحہ ۳۱۵، ۳۱۶ جلد دوم، مواہب اللدنیہ طبع مصر صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ جلد اول، زرقانی شریف طبع مصر ۱۲۴ تا ۱۳۸ جلد سوم)

جواب ۴:۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی تبرید النواظر صفحہ ۶۵ میں لکھتا ہے۔ نزاع لفظ حاضر ناظر میں نہیں اس کے مفہوم و معانی میں ہے اسی طرح حفیظ، علیم، رب اور مالک وغیرہ (مؤمن، رؤف، حی، علی، کریم، غنی، رحیم، حافظ) کے الفاظ غیر پر اطلاق کیے گئے ہیں لیکن اگر ان الفاظ کو وہ معنی اور مفہوم دیا جائے جو خدا تعالیٰ کے مناسب شان

۱: عنایۃ القاضی صفحہ ۱۲، ۱۳ جلد ششم از علامہ شہاب الدین خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹ھ)

۲: تاویلات نجمیہ علامہ نجم الدین ابوبکر بن عبداللہ رازی (المتوفی ۶۵۴ھ) کی تالیف ہے اور یہ صوفیانہ اصطلاحات پر قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

ہے تو یقیناً باطل ہے۔

سوال:۔ تم لوگ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر مانتے ہو لہذا تم مشرک ہو۔ (عام دیوبندی)

جواب:۔ ہم واللہ باللہ خدا کی مثل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہیں مانتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے جملہ صفات خداوندی مستقل اور بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت عطائی اور غیر مستقل نہیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام صفات غیر مستقل اور عطائی ہیں۔لہذا ہم پر شرک کا الزام غلط ہے۔

عطائے صفات سے مراد ہمارے نزدیک صرف وہی صفات مراد ہیں جن کا ظہور بندوں میں دین متین اور عقل سلیم کی روشنی میں ممکن ہے ورنہ وجوب وجود اور غنائے ذاتی کا ظہور بندوں کے حق میں قطعاً محال ہے۔

سوال:۔ مشرکین عرب بھی اپنے معبودان باطلہ (بتوں) کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے اور تم بھی عطائی صفات کے قائل ہو تمہارے اور ان کے درمیان کیا فرق ہے؟

جواب:۔ ہمارے اور ان کے درمیان متعدد فرق ہیں اولاً:۔ وہ بتوں کے لئے عطائی صفات کے قائل تھے جنہیں خدا نے کچھ نہیں دیا تھا اور ہم محبوبان الٰہی کے لئے عطائی صفات مانتے ہیں جن کو خدا نے صفات عطا فرمائی ہیں اور عطائے خداوندی برائے محبوبان حق سے ثابت ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ، هَٰذَا عَطَآؤُنَا فَٱمْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

كُلًّا نُّمِدُّ هَٰٓؤُلَآءِ وَهَٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا

بتوں کو عطا کا عقیدہ رب تعالیٰ پر بہتان اور کفر ہے اور محبوبان الٰہی کو عطا کا عقیدہ قرآن سے ثابت اور عین ایمان ہے۔

ثانیاً:۔ وہ مشرکین ان صفات (الوہیت، غنائے ذاتی وجوب وجود) کے بھی قائل تھے جن کی عطا ناممکن اور محال اور ہم مسلمان ان صفات (حاضر وناظر، علم غیب، اختیار استمداد) کی عطا کے قائل ہیں جن کی عطا ممکن بلکہ واقع ہے۔ لہٰذا وہ مشرک اور ہم بحمدہ مؤمن کامل شرک سے پاک ہیں۔

ثالثاً:۔ حکیم الامتِ دیوبند اشرفعلی تھانوی اپنی آخری تصنیف بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰۷ میں لکھتے ہیں:۔

مشرکین عرب کا اپنے الہٰہ باطلہ کے ساتھ قدرت مستقلہ کا عقیدہ تھا مشرکین تصرف غیر مقید بالاذن کے قائل تھے۔ صفحہ ۷۰۸ میں لکھا مشرکین ایسے تصرفات واختیارات کے قائل تھے جو مقید بالاذن نہ ہوں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبودان باطلہ نافذ احکامات واختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج نہیں اور ہم مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام محبوبان الٰہی کیلئے عطائے الٰہی کے بعد قدرت غیر مستقلہ کے قائل ہیں اور تصرف واختیارات کرنے میں خدا کی مشیت کے محتاج ہیں ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ خدا کے اذن کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ محبوبان الٰہی جو کچھ کرتے ہیں اذنِ الٰہی سے کرتے ہیں جو ہمارے اس پاک عقیدہ کو شرک کہتا ہے وہ عقل کا علاج کرائے۔

سوال ۹:۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر الہ اور خالق مانتا ہوں اور

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلکہ دیگر بزرگوں کو بھی عطائی طور پر الہ اور خالق تسلیم کرتا ہوں تو کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا؟ اگر رہے گا تو کس دلیل سے؟

(تبرید از گکھڑوی صفحہ ۶۳)

جواب: وہ مسلمان نہیں رہے گا اس لئے کہ اس نے ان صفات کی عطا کو مانا جن کی عطا ناممکن محال اور ممتنع بالذات ہے۔ مسلمانوں اور مشرکین کے مابین بنیادی فرق یہی ہے کہ وہ ان صفات (الوہیت استقلال بالذات، وجوب وجود اور ذاتی خلق وایجاد) کے قائل تھے اور مسلمان ان عطائی صفات کے قائل ہیں جن کی عطا کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

سوال: مشرکین عرب تلبیہ حج میں کہا کرتے تھے **لا شریک لک لبیک الا شریکا تملکه وماملک** اس سے ثابت ہوتا ہے وہ اپنے بتوں کے حق میں تصرف بالاستقلال کے قائل نہ تھے کیونکہ استقلال ذاتی اور مملوکیت میں منافات ہے یعنی وہ بتوں کو خدا کی مِلک جانتے تھے۔ پھر کس طرح تسلیم کیا جائے کہ وہ ان بتوں میں صفات مستقل مانتے تھے۔ (جواہر القرآن غلام اللہ خاں راولپنڈی)

جواب: نص قطعی قرآنی میں مشرکین عرب کا قول صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى کہ ہم ان بتوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ ان کی عبادت کرنے سے اور ان کو معبود ماننے سے ہمیں قرب الٰہی حاصل ہو۔

مشرکین عرب استحقاق عبادت میں غیر اللہ کو شریک مان کر الا شریکا بولا کرتے تھے

جب ان بدبختوں کے نزدیک ایک مملوک لائق عبادت ہوسکتا ہے تو متصرف بالاستقلال کیوں نہیں ہوسکتا؟ اگر اعتقاد مملوکیت کے ساتھ مشرکین کے ناپاک دلوں میں معبودیت کا عقیدہ جمع ہوسکتا ہے تو مملوکیت کے عقیدہ کے ساتھ تصرف بالاستقلال کا اعتقاد بھی پایا جاسکتا ہے اپنے تھانوی کی بات تو مانو "بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۷۰۷ میں لکھتے ہیں مشرکین عرب اپنے الہہ کے لئے قدرت مستقلہ کے قائل تھے"۔

سوال:۔ مولوی سرفراز گکھڑوی نے تبرید النواظر میں لکھا "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر حاضر وناظر کا اطلاق درست ہے مگر بریلوی حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی طرح حاضر وناظر مان کر مشرک ہوگئے!

جواب:۔ ہم بحمد اللہ تعالیٰ خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر وناظر نہیں مانتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے جملہ صفاتِ خداوندی مستقل بالذات ہیں خدا کی کوئی صفت کسی کی عطا اور غیر مستقل نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جملہ صفات غیر مستقل اور خدا کی عطا ہیں لہٰذا ہم خدا کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے لہٰذا ہم بحمد اللہ شرک سے پاک ہیں۔

سوال:۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں میں ایسی صفات پیدا کردیتا ہے جن کو کمالاتِ خداوندی کی تجلی اور صفاتِ ایزدی کا ظہور کہا جاسکے؟

جواب:۔ مخلوقات کو مظہر انوار الٰہی اور جلوہ گاہ کمالاتِ ایزدی ماننا ضروریاتِ دین سے ہے اس کا انکار کفر والحاد سے کم نہیں صحیح بخاری صفحہ ۹۶۳ جلد دوم میں حدیث قدسی یعنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان کے ذریعے خدا فرماتا ہے کہ جس نے

میرے ولی سے عداوت کی میں نے اس کو اعلان جنگ فرما دیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔

سوال ۹۔ اس حدیث کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ جب بندہ کثرت عبادت سے حق تعالیٰ کا مقبول ہو جاتا ہے تو اس کے سب اعضاء کا حق تعالیٰ خود محافظ ہو جاتا ہے۔

(تبرید النواظر صفحہ ۱۵۸ از گکھڑوی)

جواب ۹۔ آپ ہماری بات نہیں مانتے اپنے اکابرین دیو بند کی بات تو مانیں محدثِ دیو بند انور شاہ کشمیری فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۴۲۹ جلد چہارم میں اسی حدیث قدسی کے تحت لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ حدیث کے یہ (گکھڑوی والے) معنی بیان کرنا حق الفاظ سے تجاوز اور کج روی ہے اس لئے کہ بصیغہ متکلم اللہ تعالیٰ کا کُنْتُ سَمْعَهٗ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد مقرب بالنوافل میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہو گیا ہے اور فنا فی اللہ سے صوفیا کی مراد بھی یہی ہے کہ بندہ اپنے خواہشات نفس سے اس طرح خالی

ہو جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز تصرف کرنے والی باقی نہ رہے اس حدیث میں وحدت الوجود کی چمک ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ پر واضح ہوگا کہ آیت کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کے معانی یہی ہیں جن کا مصداق یہ عبد مقرب ہے عبادت کے معانی پامالی کے ہیں یعنی عبد مقرب اپنی انانیت اور صفاتِ بشریہ کو اپنے رب کی بارگاہ میں پامالی یعنی ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ ان کو فنا کر دیتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بندے میں اس کے اپنی صفات عبدیت کی بجائے صفاتِ حق متجلی ہوتی ہیں اور انوار صفاتِ الٰہیہ سے وہ بندہ منور و مستنیر ہو جاتا ہے۔

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۴۲۹ جلد چہارم میں دیوبند کے محدث انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں جب درخت سے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ کی آواز آسکتی ہے تو متقرب بالنوافل کا کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سمع وبصر نہ ہوسکے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں کی سمع وبصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہوسکتا ہے۔ جب کہ وہ ابن آدم جو صورت رحمٰن پر پیدا کیا گیا شرف وکمال میں شجرہ موسیٰ علیہ السلام سے کسی طرح کم نہیں۔

نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال کو گاؤ خر کے خیال سے بدتر کہنے والا (معاذ اللہ) تمہارا مولوی اسماعیل جسے تم شہید مانتے ہو اپنی نام نہاد صراط مستقیم مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۲ میں اس مسئلہ کو اس طرح سمجھاتا ہے کہ جس طرح لوہے کے ٹکڑے کو آگ میں ڈال دیتے ہیں اور آگ کے شعلے ہر طرف سے اسے احاطہ کر لیتے ہیں بلکہ آگ کے اجزائے لطیفہ اس لوہے کے ٹکڑے کے نفس جوہر میں دخل کر جاتے ہیں اور اس کی شکل و رنگ کو اپنے جیسا بنا لیتے ہیں اور گرمی اور جلانا جو آگ کی

خاصیتوں میں سے ہے اس لوہے کے ٹکڑے کو بخش دیتے ہیں تو اس وقت ضرور وہ لوہے کا ٹکڑا آگ کے انگاروں میں شمار ہو جاتا ہے لیکن نہ اس وجہ سے کہ وہ لوہا اپنی حقیقت کو چھوڑ کر خالص آگ کی حقیقت سے بدل گیا ہے۔ چونکہ یہ امر توصریح البطلان ہے بلکہ یہ لوہے کا ٹکڑا فی الحقیقت لوہا ہی ہے مگر شعلہ ہائے ناریہ کے لشکروں کے ہجوم کی وجہ سے اس کا لوہا پن اپنے آثار واحکام سمیت بھاگ گیا ہے اور جو آثار واحکام آگ پر مترتب ہیں وہی آثار واحکام اب بھی آگ پر مرتب ہیں جس نے اس لوہے کے ٹکڑے کو احاطہ کیا ہوا ہے لیکن چونکہ آگ نے اس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی سواری بنا کر اپنی سلطنت قرار دے رکھا ہے اس لئے وہ آثار واحکام ٹکڑے کی طرف نسبت کئے جاسکتے ہیں چنانچہ آیت کریمہ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ اسی کیفیت کا بیان ہے اور آیت کریمہ فَاَرَادَ رَبُّكَ اسی طرف اشارہ ہے الغرض اگر اس میں اس آہن پارہ کو بولنے کی طاقت ہوتی تو سو زبان کے ساتھ اپنی اور آگ کی عینیت اور یک جان ہونے کا شور وغل مچاتا اور ضرور خواہ مخواہ ایک ساعت کے لئے اپنی حقیقت سے غافل ہو کر یہ کلمہ بول اٹھتا کہ میں جلانے والی آگ کا انگارہ ہوں اور میں وہ چیز ہوں کہ باورچیوں اور لوہاروں اور سناروں بلکہ تمام پیشہ وروں کاریگروں کے کاروبار میرے ساتھ وابستہ اور متعلق ہیں اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں احدیت کے دریاؤں کی گہری تہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو انا الحق اور لیس فی جنبی سوی اللہ کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها

اور ایک روایت کی رو سے ولسانہ الذی یتکلم بہ اسی حال کی حکایت ہے۔
خبر دار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی مقدس کی آگ سے انی انا اللہ رب العالمین صادر ہوئی تو پھر اشرف موجودات سے جو حضرت ذات سبحانہ و تعالی کا نمونہ ہے اگر انا الحق کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ (منکرو، ضد چھوڑ کر اپنے گھر کی خبر لو)

سوال:۔ ہمارے علامہ سرفراز گکھڑوی نے بخاری کی اس حدیث کا جو معنی لکھا ہے وہ تفسیر عزیزی صفحہ ۱۲۷ پارہ ۲۹ کے حوالہ سے ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز بہت بڑے محدث گزرے ہیں تم انکار کیسے کر سکتے ہو۔

جواب:۔ واقعی وہ بہت بڑے محدث تھے انہوں نے حدیث مذکور کا ایک معنی لکھا ہے دوسرے معنی کا انکار نہیں کیا اب ہم بفضل خدا تفسیر عزیزی کے حوالہ جات سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ خداوندی کا مظہر اوصاف حق ہونا حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۳۹ مطبوعہ دیوبند میں فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے تحت لکھا مدبرات امراً سے مراد کاملوں اور مکملوں کے دل مراد ہیں کہ بعد پہنچنے کے درگاہ الہی میں صفات الہی سے موصوف ہو کے خلق کو دعوت خالق کی طرف کرنے کے واسطے پھر اس طرف رجوع کرتے ہیں۔ بلفظہ

اب عبارت مذکورہ کے الفاظ "صفات الہی سے موصوف ہو کے" پر غور کرو اور بتاؤ کہ حاضر و ناظر جسے صفت الہی مانتے ہو اس کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر

اوراس صفت حاضر وناظر سے موصوف ہوئے یانہ؟

☆...... تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ دیوبند میں ہے ماسوائے حق سے تجرد کر اور نظر کرنے سے غیر کی طرف اپنے کو بچا تا کہ تیری ذات پر کمالات حقانیہ سب کے سب روشن ہوویں کہ استعداد تام قبول کرنے کو کمالات الٰہی کے سوائے ذات محمدی کے کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ بلفظہٖ اب بتایئے کہ حضور ﷺ پر کمالات حقانیہ اور کمالات الٰہی (حاضر وناظر، علم غیب) حاصل ہوئے یانہ؟ یہاں سب کمالات سے مراد وہ سب کمالات ہیں جن کی عطا شرعاً وعقلاً ممکن ہے۔

☆...... تفسیر عزیزی صفحہ ۶۷ پارہ ۳۰ مطبوعہ دیوبند میں ہے:۔ لیکن محبوں کے فقط گناہ سے بچنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان سے تخلق باخلاق الٰہی چاہتے ہیں۔ بلفظہٖ

اب بتایئے حضرت محدث دہلوی نے صرف گناہ سے بچنے والے معنی بیان فرمائے ہیں یا تخلق باخلاق الٰہی مظہر اوصاف الٰہی ہونا بھی تسلیم کیا ہے؟

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۱۲ مطبوعہ دہلی میں مقام فنا کا ذکر کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔ ”ایسا اس کی یاد میں مشغول ہو اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جاوے کہ ذکر اور ذکر کرنے والا اور ذکر کیا گیا ایک ہو جاوے اور دوئی درمیان سے اٹھے“ شاہ صاحب نے گکھڑوی کا صفایا کر دیا۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۹۹ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔ پس ضروری ہوا کہ کوئی مخلوقات اس کی کہ ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الٰہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اس کے متصف ہو۔

☆...... تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۷۰ میں ہے:۔ اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ مخادعت خدا

کی عبارت مخادعت رسول اس کے سے ہے اس واسطے کہ رسول کسی شخص کا اس امر میں بیچ حکم اسی شخص کے ہوتا ہے جو معاملہ کہ اس کے ساتھ کریں اس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہنا رسول کا بعینہ کہنا اس شخص کا ہے جیسا کہ بیچ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جس شخص نے اطاعت رسول کی کی پس تحقیق اس نے اطاعت اللہ کی کی اور بیچ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ یعنی وہ لوگ کہ بیعت تیرے ساتھ کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اور بیچ آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا۔ اس معنی کا صاف ارشاد کیا ہے۔ پس فریب دینا ان منافقوں کا رسول خدا کو ساتھ ظاہر کرنے ایمان کے گویا فریب دینا خدا کا ہے علی الخصوص ہر گاہ کہ اس رسول کے واسطے باوجود رسالت کے مرتبہ محبوبیت کا بھی ثابت ہے اور محبوب خدا کو فریب دینا بمنزلہ اس بات کے ہے کہ خدا کو فریب دیا جیسے کہ صحیح بخاری کے اندر حدیث قدسی میں وارد ہے کہ بندہ مومن طرف میری نزدیک ہوتا ہے بسبب ادا کرنے نوافل کے یہاں تک کہ اس کو اپنا محبوب کرتا ہوں کان اور آنکھ اس کی ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور زبان اس کی ہوتا ہوں کہ ساتھ میرے باتیں کرتا ہے اور ہاتھ اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے کام کرتا ہے، پاؤں اس کا ہو جاتا ہوں کہ ساتھ میرے چلتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز کے داداجان کا ارشاد

مکتوبات شاہ عبدالرحیم، انفاس رحیمیہ صفحہ ۱۸ میں شاہ ولی اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) کے

والد اور شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) کے دادا شاہ عبدالرحیم (المتوفی ۱۱۳۱ھ) فرماتے ہیں اور رحمت کاملہ نازل ہو اس ذات پر جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں اور اس کے حسن و جمال کی جلوہ گاہ ہیں جن کا نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں بہترین تحفے اس کے حبیب پر جو اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں اور اس کے خزائن بخشش کی کنجی ہیں"

☆......امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۶۸۷، ۶۸۸ جلد پنجم میں لکھتے ہیں:۔"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کی زبان اقدس پر فرمایا میرا بندہ میری طرف کسی چیز کے ذریعہ وہ نزدیکی حاصل نہیں کرتا جو ادائے فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور نوافل کے ذریعہ وہ ہمیشہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پھر جب وہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو میں اس کے کان اور آنکھ اور زبان اور دل اور ہاتھ اور پاؤں ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے بولتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان بندگان مقربین بارگاہ ایزدی کی آنکھوں، کانوں بلکہ تمام اعضا میں غیر اللہ کے لئے کوئی حصہ باقی نہ رہا اس لئے اگر یہاں اللہ تعالیٰ کے غیر کے لئے کوئی حصہ باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ فرماتا کہ میں اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہوں اور اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے درِ خیبر جسمانی قوت سے نہیں اکھاڑا بلکہ ربانی قوت سے اکھاڑا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ اس وقت حضرت علی کی نظر عالم اجساد سے منقطع ہو چکی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی کو عالم کبریا کے نور سے چمکا دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہو کر ارواح ملکیہ کے جواہر سے مشابہ ہو گئی تھی اور اس میں عالم

قدس وعظمت کے انوار چمکنے لگے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں وہ قدرت حاصل ہوگئی جو ان کے غیر کو حاصل نہ تھی اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہیشگی اختیار کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کُنتُ لَہٗ سَمعاً وَّبَصَراً فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور ونزدیک آواز کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور ونزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان دور ونزدیک کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے"

☆...... تفسیر روح المعانی پارہ ۲۱ صفحہ ۱۰۲ میں ہے عارفین نے ذکر کیا ہے کہ قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ اللہ سے سنتے ہیں اور وہ سمع انسانی کے ساتھ نہیں بلکہ سمع ربانی کے ساتھ سنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی کنت سمعہ الذی یسمع بہ میں وارد ہے۔

☆...... الیواقیت و الجواھر صفحہ ۱۲۵ جلد اول میں ہے:۔ "اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ جب وہ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو وہ اس کی سمع وبصر ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع وبصر کا مظہر بن جاتا ہے اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے ان میں اپنی وہ کل صفات جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں شرعاً وعقلاً ممکن ہے جمع کر دیتا ہے اور کبھی بعض صفات عطا فرماتا ہے اور درجہ بدرجہ تھوڑی تھوڑی صفات عطا فرماتا رہتا ہے"

سوال ۹۔ زبانی دعویٰ قبول نہیں حضور علیہ السلام کے حاضر وناظر ہونے کا کوئی ثبوت بھی ہے؟

جواب:۔

حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کی پہلی قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو اے محبوب مگر رحمت عالمین (ماسوائے اللہ) کے لئے۔

☆......روح المعانی پارہ ۱۷ صفحہ ۱۹۶ اسی آیت کے تحت ہے (ترجمہ) عالمین (ماسواللہ) کے لئے حضور علیہ السلام کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ حضور علیہ السلام کل ممکنات پر ان کی قابلیت واستعداد کے موافق فیض الہی کا واسطہ عظمی ہیں۔ اس لئے کہ حضور کا نور پہلی مخلوق ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جابر سب اشیاء سے پہلے خدا تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالی مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور حضرات صوفیاء کرام کا کلام اس بیان میں ہمارے کلام سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔

☆......تفسیر عرائس البیان صفحہ ۵۲ جلد دوم "اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اے محبوب مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے" اے صاحب فہم وخرد! اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالق کائنات نے اپنی کل مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضور کا نور مبارک ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کے ایک جزو سے عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا لہذا عدم سے مشاہدہ قدم کی طرف ان کا بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے کیونکہ سب کا صدور وظہور انہی کے نور سے ہے لہذا ان کا ہونا مخلوق کا ہونا ہے اور ان کا موجود ہونا وجود خلق کا موجب ہے اور ان کا وجود مبارک جمیع خلائق پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اس لئے کہ سب کے وجود کا سبب وہی ہیں لہذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اسی آیت رحمت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ قضاء قدرت میں تمام مخلوقات صورت مخلوقہ کی طرح بے جان اور بغیر روح حقیقی کے پڑی ہوئی حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی جب حضور عالم میں تشریف لائے تو تمام عالم وجودِ محمدی سے زندہ گیا اس لئے کہ تمام مخلوقات کی روح حضور ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

یہی مضمون تفسیر روح البیان پارہ ۱۷ جلد پنجم میں بھی درج ہے۔

ثابت ہوا کہ تمام افرادممکنات کے ساتھ حضور علیہ السلام کا رابطہ اور تعلق ہے جس کے بغیر وصول فیض ممکن نہیں جب سب کا رابطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دور نہیں نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالم کا کوئی فرد یا جز و اس روح مقدسہ سے خالی ہو جائے لہذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر روح کائنات ہیں اور عالم کے ہر ذرہ میں روحانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے چمک رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم وادراک اور نظر و بصر سے معرّیٰ ہو کر نہیں ہو سکتی کیونکہ روحانیت و نورانیت ہی اصل ادراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے لہذا آیت قرآنی سے ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام مخلوقات وممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔

رحمت بمعنی رَاحِمًا للعلمین:۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۹۵ پارہ ۱۷ اسی آیت کے تحت ہے کہ حضور رَاحِمًا للعلمین ہیں حضور راحم اور اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ حضور کی

رحمت کا محتاج ہے۔ راحما رحم فرمانے والے کے لئے زندہ، بااختیار، قریب ہونا لازمی ہے اس آیت سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شئے کے قریب اور حاضر وناظر ہیں۔ (ازافاضات غزالی زماں کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں میں نے مشاہدہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدسہ پوری کائنات میں موجیں مار رہی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ (ملخصاً)

☆......جواھر البحار صفحہ ۵۹ جلد سوم آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی دلیل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی دوسری قرآنی دلیل

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شاہد ہونا قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ، یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ، وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ شاہد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں (تمام تفاسیر معتبرہ)۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۵ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ شاہد کے معانی حاضر وناظر، مشاہدہ فرمانے والا، گواہ کیونکہ روز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھی ہوئی عینی گواہی پر فیصلہ ہوگا جس پر کفار بھی خاموش ہو جائیں گے اور وہاں مان جائیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی عینی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین کے عینی گواہ ہیں شاہد کا ایک معنی محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فرض ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے اور محبوب ہمیشہ محبّ کے ذہن میں حاضر ہوتا ہے۔

سوال: شاہد کا معنی حاضر وناظر تمہارے احمد رضا خاں بریلوی کی ایجاد ہے۔

(سرفراز گکھڑوی)

جواب: یہ مولانا احمد رضا خاں کی ایجاد نہیں کھولو مفردات امام راغب اصفہانی صفحہ ۲۶۹ میں لکھا ہے حضور علیہ السلام بصریا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر وناظر ہیں۔

دیکھو زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۳۴ جلد سوم (الشاہد) العالم او المطلع الحاضر من الشهود الحضور كما قال الله تعالىٰ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا مواہب لدنیہ مترجم صفحہ ۱۸۸ جلد دوم امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں اور آپ کا اسم شریف شاہد ہے اس کا معنی عالم ہے یا اس کا معنی مطلع حاضر ہے۔

☆......جواھر البحار صفحہ ۲۵ جلد سوم حضور علی الدوام شاہد بمعنی حاضر وناظر ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والے ہیں ایسا ہی صفحہ ۳۶۰ جلد سوم میں بھی ہے۔

☆......جواھر البحار صفحہ ۲۶۳ جلد سوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت کی ہر شئے کے بصیر معائنہ فرمانے والے ہیں۔

سوال: اس سے ہر جگہ حاضر وناظر کیسے ثابت ہوئے؟

جواب: کچھ حوالے گذر چکے مزید حوالے ملاحظہ ہوں۔

☆......تفسیر ابو السعود صفحہ ۹۰ جلد ششم:۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے آپ کو شاہد (حاضر وناظر) بنا کر ان سب پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے آپ ان

کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں اور ان کے اعمال مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ان تمام چیزوں پر آپ ان کے گواہ بنتے ہیں جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے۔

☆......**بیضاوی شریف** صفحہ ۱۹۷ جلد دوم:۔ شاھد ان چیزوں کے جن کی طرف آپ مبعوث فرمائے گئے۔

☆...... **تفسیر مدارک** صفحہ ۲۳۵ جلد دوم:۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ آپ جن کی طرف مبعوث فرمائے گئے ان کے مشاہدہ فرمانے والے حاضر و ناظر ہیں۔

☆......**تفسیر جلالین** صفحہ ۲۵۳:۔ آپ حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔ **شاھداً علی من ارسلت الیھم**

☆...... تفسیر جمل صفحہ ۴۴۲ جلد چہارم:۔ **شاھدا علی من ارسلت الیھم**

☆......**روح المعانی** صفحہ ۴۲ پارہ ۲۲ **انا ارسلنک شاھداً علیٰ من بعثت الیھم** اور اس قسم کی عبارت تفسیر کبیر جز ۲۵ جلد ۹ صفحہ ۱۷۳ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور پر بھی موجود ہے۔

☆......**زرقانی علی المواھب** صفحہ ۱۳۴ جلد سوم:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر اس کے ہیں جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ان تفاسیر معتبرہ کے حوالہ جات سے ثابت ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں **صحیح مسلم** صفحہ ۱۹۹ جلد اول میں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا **ارسلت الی الخلق کافۃ** میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ان عبارات کو حدیث مذکورہ سے ملانے سے ثابت ہوا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری خدائی تمام مخلوق کے علی الدوام حاضر و ناظر ہیں اس لئے شیخ محقق حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۵۵ میں اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:۔

"امت میں کثیر اختلافات کے باوجود حضور علیہ السلام کے زندہ اور حاضر و ناظر کے مسئلہ پر امت میں کوئی اختلاف نہیں ۔معلوم ہوا مولویوں نے آج کل یہ مسئلہ اختلافی بنا دیا ورنہ شیخ محقق کے دور تک یہ مسئلہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اجماعی و اتفاقی تھا۔امام فخر الدین رازی نے کلمہ من عقلا و غیر عقلا کے لئے عام رکھا ہے اسی طرح مَنْ ارسلت الیھم میں کلمہ مَن عُقلا و غیر عقلا سب کو شامل ہے اور ارسلت الی الخلق کافۃ میں جتنے افراد ہیں من ارسلت ان سب کو حاوی ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس پر آپ حاضر و ناظر بھی ضرور ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کل مخلوق کی طرف ہے لہذا آپ حاضر و ناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔ (از افادات غزالی زماں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی تیسری قرآنی دلیل

سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِیْرًا فرمایا سراج کا ایک معنی چراغ ہے جیسا ماحول ہو گا چراغ بھی ویسا ہی ہو گا کوئی کسی چھوٹے کمرے کا چراغ ہو گا کوئی بڑے ہال کا چراغ ہو گا کوئی پورے گھر کا چراغ ہو گا کوئی پورے شہر کا چراغ ہو گا اور کوئی پورے ملک کا چراغ ہو گا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عالمین کے چراغ ہیں لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا میرے آقا سراج منیر ہیں تو سمجھ لو میرے آقا فرش پر ہوں تو ان کی روشنی عرش پر جاتی ہے اگر وہ مدینے کا چراغ عرش پر

ہے تو اس کی روشنی فرش تک جاری ہے اگر وہ چراغ مکان میں ہے تو اس کی روشنی لامکاں تک جاری ہے اور اگر وہ لامکاں میں ہے تو ہر مکان تک اس کی روشنی جاری ہے تو جہاں اس کی روشنی ہے وہاں وہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود و حاضر و ناظر ہیں اور جب موجود ہیں تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کے بغیر کائنات زندہ رہ سکے۔

سِرَاجًا مُّنِيرًا کا دوسرا معنی چمکتا دمکتا آفتاب ہے۔ (کنز الایمان)

دنیا کا سورج ایک وقت میں آدھی دنیا کو روشن کرتا ہے مگر اس آفتاب نبوت سے عالمین علی الدوام (ہمیشہ) منور ہیں اور منور رہیں گے مدینہ میں رہ کر پوری کائنات کو روشن کر رہا ہے۔

مہتمم دار العلوم دیوبند قاری محمد طیب اپنی معرکۃ الآراء تصنیف آفتاب نبوت صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے "بعض طبقات آفتاب نبوت کی تعلیم و تربیت سے ہر جہتی حیثیت سے منور ہو کر نور مجسم اور مظہر آفتاب بن گئے جیسے صحابہ کرام، بعض نے ظاہر و باطن دونوں کو یکسائی کے ساتھ منور کیا اور مظہر نور آفتاب بن گئے جیسے آئمہ اور راسخین فی العلم، بعض کے باطن نے زیادہ اثر لیا مگر ظاہر زیادہ نہ چمک سکا اور وہ مظہر ضیاء آفتاب بن گئے جیسے ارباب علم و معرفت، بعض کے باطن نے کم اثر لیا مگر ظاہر زیادہ روشن ہو کر نمایاں ہوا اور آفتاب کی ظاہری چمک دمک کا مظہر بن گئے جیسے عوام مؤمنین اور بعض نے باطن کو یکسر بند کر کے محض ظاہر کو صورت چمک سے آراستہ دکھلانے کی کوشش کی اور وہ منافقین ہیں، بعض ظاہر و باطن دونوں کے لحاظ سے محروم اور تاریک رہے اور انہیں مظہریت کی کوئی نسبت بھی حاصل نہ ہوئی جیسے کفار و مشرکین"۔ صفحہ ۲۰۴ پر لکھا "ہم اور تم مؤمن کہلاتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ اس آفتاب نبوت کی (آفتاب ایمان) دھوپ ہم پر پڑی ہوئی ہے تو ہم اور تم مؤمن کہلانے لگے" (معلوم ہوا ایمان بغیر حضور

ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے نہیں ملتا) کوئی اپنے عالم کی بات نہ مانے تو میں کیا کروں صفحہ ۲۳۹ پر لکھا ''غرض بشری ازل سے بشری ابد تک اوّلیت کے ساتھ اور خاتمیت کے ساتھ یہی نور چمکتا رہا اور چمکتا رہے گا نہ اس کے لئے انتہا ہے نہ اختتام اور اسی کے فیضان سے کائنات چمکتی رہی اور مختلف روپوں میں چمکتی رہے گی''۔ صفحہ ۱۳۷ پر مہتمم دیوبند یہ بات (پس یہ آفتاب نبوت گویا اولین و آخرین کی نگاہوں کے سامنے ہر وقت موجود اور جانا پہچانا) لکھ کر ایک سطر بعد دورنگی اور منافقانہ علت کا شکار ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی چوتھی قرآنی دلیل

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اس آیت میں تین خاص باتیں ہیں۔

۱۔ گنہگار حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کریں۔

۲۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے لئے شفاعت فرمائیں۔

۳۔ اس کے بعد اللہ کو توّاب اور رحیم پاؤ گے۔

یہ حکم ابدی دائمی ہے۔

ملاحظہ ہوں۔ کتب دیوبند آبِ حیات مصنفہ بانی دیوبند، تسکین الصدور صفحہ ۳۵۴ مصنفہ سرفراز گکھڑوی، رحمت کائنات صفحہ ۲۹۰ از زاہد الحسینی دیوبندی، تفسیر معارف القرآن صفحہ ۴۵۹ جلد دوم طبع کراچی از مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

دیوبندی کتب کے حوالہ جات سے بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا حکم آج بھی اسی طرح ہے تو پھر ایک مؤمن کس طرح حاضر ہو؟ قرآن نے یہ عقدہ

اس طرح حل فرمایا نبی ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب (اولیٰ) ہے خدا نے نبی ﷺ کو تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب کر دیا فرمایا اے مؤمنو یہ فکر نہ کرو کہ ہم کیسے حاضر ہوں گے تمہیں تو تردد تب ہو کہ میرا محبوب ﷺ تم سے دور ہو اے مؤمن اپنے آپ کو حضور ﷺ سے بعید تصور نہ کر بلکہ یہ سمجھ کہ وہ میرے قریب اور ہمیشہ حاضر وناظر ہیں اور میں ان کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں جہاں سے بھی استغفار کر لیا وہیں حضور ﷺ نے خدا داد طاقت سے سن لیا اور شفاعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کو تَوَّابًا رَّحِيمًا پالیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کی پانچویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اس آیت کے مفسرین نے متعدد معانی لکھے ہیں۔

۱۔ خاص نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی ان کو زیادہ محبوب اور زیادہ پیارا ہے۔

۲۔ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

سوال:۔ کیا علمائے دیوبند نے بھی تیسرے معانی کسی کتاب میں لکھے ہیں۔

جواب:۔ جی ہاں! ضرور لکھے ہیں۔

ا۔ بانی دار العلوم دیوبند کی تحذیر الناس صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے نبی مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے یہاں اَوْلٰی بمعنی اقرب (زیادہ قریب) ہے۔

ii۔بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی آب حیات صفحہ ۵۸ میں لکھا ہے۔
اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کے یہ معنی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ نزدیک ہے مؤمنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے اعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے نزدیک ہے اصل معنی اَوۡلٰی کے اقرب (زیادہ قریب) ہیں۔

iii۔آب حیات صفحہ ۸۴ میں لکھا۔ اَوۡلٰی کے صلہ میں اس آیت میں لفظ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ واقع ہے اور مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کی ضمیر مؤمنین کی طرف راجع ہے تو اب یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں چند سطور بعد لکھا۔

iv۔مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کی ضمیر مؤمنین کی طرف راجع ہے تو یہ معنی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی نسبت ان کی جانوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں مگر اس قدر قرب کہ قریب کو اپنے مضاف الیہ کے ساتھ اس کی ذات سے بھی زیادہ قرب ہو۔

v۔آب حیات صفحہ ۱۲۷، از نانوتوی۔ بالجملہ آیت کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کی کل تین تفسیریں ہیں ایک اَقۡرَبُ اِلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ (مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب) دوسری احب الی المومنین من انفسھم (مؤمنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ پیارے) تیسری اَوۡلٰی بالتصرف فی المومنین من انفسھم ان تینوں تفسیروں کو غور سے دیکھئے تو دو اخیر کی تفسیریں ایک اول (نبی ﷺ مؤمنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں) ہی کی تفسیر کی طرف راجع ہیں۔

vi۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب نے آفتاب نبوت صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہم خود اپنے سے اتنے قریب نہیں جتنے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے قریب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اتنے قریب نکلے کہ ہم خود بھی اپنے سے اتنے قریب نہیں ۔۔۔۔ پس مؤمن اپنے وجود میں خود اپنے سے اتنا نزدیک نہیں کہ اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ہیں۔ اسی حقیقت کی طرف قرآن حکیم نے اشارہ فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اب جو فتوی بھی لگانا ہو اپنے اکابرین پر لگاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی چھٹی قرآنی دلیل

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی ایک شان وَیُزَکِّیْهِمْ (یعنی مؤمنوں کو پاک فرمانے والے) بیان فرمائی جب پاک کرنے والے رسول ﷺ ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پاک ہونے والے سے پاک کرنے والا دور ہو پلید کپڑا جب پاک ہوگا جب پانی کے قریب ہو جب تک حضور ﷺ مؤمن کے دل میں جلوہ گر نہ ہو جائیں مؤمن پاک ہو ہی نہیں سکتا پاک کرنا تو آپ کا منصب ہے پاک کرنے کے لئے تو آپ تشریف لائے ہیں جو اپنے آپ کو حضور ﷺ سے دور سمجھے وہ پاکی سے محروم رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ساتویں قرآنی دلیل

ارشاد حق ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ یقین سے جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سب میں (تمہاری جانوں سے زیادہ (قریب) موجود ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی آٹھویں قرآنی دلیل

ارشاد خداوندی ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ

جَآءَکُمْ میں قیامت تک کے مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم سب کے پاس حضور علیہ السلام تشریف لائے ہیں مسلمان عالم میں ہر جگہ ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ دوم یہ فرمایا گیا مِنْ اَنْفُسِکُمْ تمہاری جانوں میں سے یعنی ان کا آنا تم میں ایسا ہے جیسے جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی رگ رگ اور رونگٹے رونگٹے میں موجود اور ہر ایک سے خبردار رہتی ہے ایسے ہی حضور علیہ السلام ہر مؤمن کے ہر فعل سے باخبر ہیں۔ تیسرے یہ فرمایا گیا کہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ ان پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے جس سے معلوم ہوا کہ ہماری راحت و تکلیف کی ہر وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر ہے تب ہی تو ہماری تکلیف سے قلب اقدس کو تکلیف ہوتی ہے اگر ہماری خبر نہ ہو تو تکلیف کیسی۔

نویں قرآنی دلیل

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی رحمت اور رحمت جہانوں کو محیط لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہانوں کو محیط۔

دسویں قرآنی دلیل

مسخ کا عذاب کیوں نہیں آتا ہے وجہ یہ بیان فرمائی وَ اَنْتَ فِیْھِمْ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں موجود اور حاضر ہیں۔

گیارہویں قرآنی دلیل

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا دوسری جگہ فرمایا وَجِئْنَابِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا ان دو آیات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید فرمایا جس کے معنی عینی گواہ

اور حاضر کے ہیں۔ ۱؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی پارہ دوم زیر آیت
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

نماز میں السلام علیک ایھا النبی کہنے کا راز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اللہ تعالی کے دربار سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے نماز مؤمن کی معراج یعنی اللہ تعالی کے دربار کی حاضری ہے تو نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربار الہی میں حاضر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں موجود سمجھ کر خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے السلام علیک ایھا النبی کے الفاظ سے ان کی خدمت میں تحفہ سلام پیش کر۔

☆...... المیزان الکبری صفحہ ۱۴۵ جلد اول طبع مصر میں ہے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالی کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے پس نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

☆...... فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۲۵۰ جلد دوم طبع مصر نمازیوں نے حبیب کے حرم میں حبیب کو موجود پایا یعنی دربار خداوندی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں

۱؎: مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں:۔ شہادت، گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔

(الصبح النوری صفحہ ۲۸۶ جلد دوم طبع ملتان) ابوالجلیل فیضی غفرلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی السلام علیک ایھا النبی کہتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایسا ہی عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۱۱۱ جلد ششم، مواھب اللدنیہ صفحہ ۲۳۰ جلد دوم، زرقانی علی المواھب صفحہ ۳۴۰ جلد ہفتم، زرقانی شرح مؤطا امام مالک صفحہ ۱۷۰ جلد اول سعایہ صفحہ ۲۲۷ جلد دوم، فتح الملھم شرح مسلم (شبیر احمد عثمانی دیوبندی) صفحہ ۱۴۳ جلد دوم، اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلد اول (مولوی محمد زکریا سہارن پوری دیوبندی) سب علما بہ یک زبان کہہ رہے ہیں حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت حاضر ہیں جہاں بھی نماز پڑھو وہاں خدا موجود اور اللہ کی عطا کردہ صفت سے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر اور موجود ہیں۔

☆......السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ صفحہ ۲۲۸ جلد دوم از مولوی عبدالحیٔ لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) میں ہے:۔ میرے والد (علامہ عبدالحلیم لکھنوی) نے اپنے رسالہ نور الایمان بزیارت حبیب الرحمٰن میں فرمایا التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وجود میں جاری وساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے لہذا محل خطاب حاصل ہو گیا اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الٰہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا حتی کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی

۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ صفحہ ۴۰۱ جلد اول میں لکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مؤمنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال و واقعات میں خصوصاً حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرات اور افراد کے ممکنات میں جاری و ساری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو۔ بعینہ یہی بات تیسیر القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۲۸۱ اور ۲۷۲، ۲۷۳ جلد اول میں موجود ہے اور مسک الختام شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۲۴ مصنفہ صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد میں ہے۔ اخلاق جلالی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ کا خلاصہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوق ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عقل اول اور قلم اعلی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جوہر بسیط نورانی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے حقائق لطیفہ کے جامع ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ (غیب الغیب) کے عالم ہیں اور تمام موجودات و مخلوقات ان کے جمیع احوال کو بتمام و کمال جانتے ہیں ماضی حال مستقبل میں کوئی شے کسی حال میں حضور سے مخفی نہیں تمام موجودات خارجیہ کا ظہور حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے حتی کہ ترتیب ظہور بھی وہی ہے جو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

مستور ہے۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن وقوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ (افادات از غزالی زماں)

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے حاضر کا صیغہ چھوڑ دیا۔

جواب:۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۵۵۸ جلد اول میں ہے اس کا مطلب یہ ہے جس طرح ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں پڑھتے تھے پردہ فرمانے کے بعد بھی اسی طرح یعنی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے رہے۔ عرف شذی میں شرح منہاج سے امام سبکی کا قول نقل کیا ہے جمہور صحابہ کرام حیات و بعد وصال دونوں حالتوں میں السلام علیک أیھا النبی پڑھتے تھے۔ [1]

---

[1]:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قرآن مجید کی طرح اس تشہد کی تعلیم دی جو آج تک پڑھا جا رہا ہے یعنی السلام علیک ایھا النبی ملاحظہ ہو۔ مسلم صفحہ ۱۷۴ جلد اول طبع کراچی اور یہ بھی کہیں منقول نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ میرے وصال کے بعد اس کو بدل لینا۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین جب حیات مبارکہ میں السلام علیک ایھا النبی پڑھا جاتا تھا تو کیا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رہتے تھے یا کچھ سفر و حضر میں جنگ و صلح میں، مکہ شریف میں، طائف شریف میں، خیبر وغیرہ کے علاقوں میں رہائش پذیر تھے یا نہیں؟ یقیناً تھے اور نماز میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے تھے تو منکرین حاضر و ناظر رسول ﷺ سے سوال ہے کہ اس وقت حاضر و ناظر تھے یا نہیں؟ باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

سوال:۔ یہ سلام واقعہ معراج کی حکایت ہے۔

جواب:۔ ☆...... انور شاہ کشمیری محدث دیوبند عرف شذی صفحہ ۱۳۹ میں حکایت معراج والی روایت کو بے سند لکھتے ہیں تمہیں پیش کرنے کا حق نہیں۔

☆...... جہاں علی سبیل الحکایت ہونا وارد ہے وہاں مجرد حکایت مراد نہیں بلکہ حکایت علی طریق الانشاء مراد ہے۔

☆...... درمختار صفحہ ۴۷۶ جلد اول میں ہے نمازی الفاظ تشہد سے ان کا معنی کا قصد کرے جو اس کی مراد ہیں اور یہ قصد علی وجہ الانشاء ہو گویا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تحفے پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی علیہ السلام پر اور خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے اخبار اور حکایت سلام کی نیت ہرگز نہ کرے اس کو مجتبی میں ذکر کیا اور اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ علینا کی ضمیر تمام حاضرین کے لئے ہے سلام تشہد بہ نیت انشاء کہا جائے اللہ تعالی کے سلام کی نقل وحکایت کا ارادہ قطعاً نہ ہو۔

☆...... ردالمحتار صفحہ ۴۷۶ جلد اول میں اسی کے تحت ہے نمازی تشہد میں واقعہ معراج کی نقل وحکایت کا ارادہ نہ کرے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔ بر تقدیر تسلیم حاضر و ناظر تھے تو تم بقول خود مشرک ہو اس لئے کہ تمہارے مذہب میں حضور اکرم علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا شرک ہے۔ شرک تو ہر صورت میں شرک ہوتا ہے۔ چاہے وہ حیات مبارکہ میں ہو یا بعد از وصال اور بر تقدیر ثانی یعنی حاضر و ناظر نہیں تھے تو پھر السلام علیک کو السلام علی النبی پڑھنا بے فائدہ ہوگا ماننا پڑے گا حضور سرور کائنات علیہ السلام جس طرح حیات طیبہ میں حاضر و ناظر تھے اسی طرح آج بھی حاضر و ناظر (روحانی اور نورانی طور پر) ہیں۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

☆......عالمگیری صفحہ ۳۷ جلداول میں ہے نمازی کے لئے الفاظ تشہد کے معانی موضوعہ کا اپنی طرف سے بطور انشاء مراد لینا اوران کا قصد کرنا ضروری ہے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو تحفے پیش کرر ہاہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اوراپنی ذات واولیاء صالحین پر سلام عرض کرر ہاہے۔

الدر المنتقی فی شرح الملتقی صفحہ ۱۰۰ جلداول میں ہے الفاظ تشہد سے انشاء کا قصد کرنا ضروری ہے۔

☆...... مراقی الفلاح صفحہ ۱۵۵ میں قصد انشاء کو ضروری قرار دے کر آخر میں لکھا نمازی کی یہ نیت انشاء سلام اس قول کے خلاف ضروری ہونی چاہیے جو بعض لوگوں (منکرین کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہہ دیا ہے کہ حکایۃً سلام کہے۔

دیوبندیوں کی کتاب اوجز المسالک صفحہ ۲۶۵ جلداول میں ہے یہ ضروری ہے کہ اس وقت نمازی ان الفاظ سے انشاء سلام کا قصد کرے مجرد حکایت کا ارادہ ہر گز نہ ہو۔

علامہ شامی نے فرمایا کہ نمازی الفاظ تشہد سے ان کے مرادی معنی کا انشاء کے طریقے پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالی کو تحفے پیش کرر ہاہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوراپنی ذات وصالحین پر سلام عرض کرر ہاہے اوراس واقعہ کی نقل وحکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج میں واقع ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہ میں مشائخ کے تین قول ہیں مجرد اتباع، حبیب کا حریم حبیب میں حاضر ہونا انشاء کے طریق پر واقعہ معراج کی حکایت کرنا۔

(افادات از علامہ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ ضروری:۔ جہاں کہیں نمازی نے نماز کی نیت باندھی فوراً دربار الٰہی میں حاضر ہوگیا اور جب وہ حریم ذات میں پہنچا تو حبیب کی حریم میں حبیب کو حاضر پایا یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور علیہ السلام حاضر ملے تو صاف ظاہر ہوگیا حضور کسی سے دور نہیں۔

سوال:۔ پھر نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظر کیوں نہیں آتے۔ (عام دیوبندی)

جواب:۔ یہ ہماری نظر کا قصور جن اہل بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ نور عطا فرمایا ہے وہ دیکھتے ہیں ہمیں لازم ہے کہ اگر خود دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تو دیکھنے والے کی بات مان لیں۔

الحاوی للفتاویٰ صفحہ ۳۱۲ جلد دوم طبع ملتان میں شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد درج ہے کہ اگر پلک جھپکنے کی دیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہوجائیں میں اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ [1]

مجموعہ فوائد عثمانی بنظر ثانی حسین علی بھچروی دیوبندی میں ہے:۔

کہ پیر سواگ کے پیر خواجہ محمد عثمان در و دیوار حجر و شجر بلکہ ساری کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرماتے تھے۔

خواجہ فرید فرماتے ہیں کہ:۔ محبوب ہردم فرید دے کول ہے۔

---

[1]: الطبقات الکبریٰ للشعرانی صفحہ ۱۴ جلد دوم، جامع الکرامات الاولیاء للنبھانی صفحہ ۵۲۰ جلد اول، سعادت الدارین للنبھانی صفحہ ۴۶۸ جلد دوم، تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۳، ۳۴ جز ۲۲۔ ابوالجلیل فیضی غفرلہ

جواھر البحار صفحہ ۲۸۱ جلد دوم میں ہے اولیاء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک لمحہ بھی پوشیدہ نہیں رہتے۔

ضروری حوالہ:۔ جواھر البحار صفحہ ۱۱۱ جلد دوم میں ہے کہ شیخ علی الحلبی صاحب السیرة نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے ثبوت میں مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے۔ تعریف اھل الاسلام والایمان بان محمداً لا یخلوا منه مکان وزمان ۔ یعنی حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مکان خالی نہیں۔

ضروری حوالہ:۔ الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۳۷ تا ۴۶۰ میں امام سیوطی رحمة الله علیه نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کے ثبوت میں مستقل کتاب لکھی جس کا نام ہے۔ تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک۔ ارباب ذوق کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔[1]

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاظر وناظر ہیں تو تم امام بن کر حضور کی موجودگی میں نماز کیوں پڑھاتے ہو؟

جواب:۔ تنویر الحلک صفحہ ۲۴۵ میں ہے۔ مؤمنوں کی نمازوں کے حقیقی امام ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں مدینہ عالیہ میں تو تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہو کیا وہاں امام نہیں ہے اگر مدینہ میں امام بننا جائز ہے تو یہاں بھی جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

[1]۔ آئینہ میں جمال مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام سے ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ابوالجلیل فیضی

نماز پڑھائی اصل امام حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقی ان کے نائب اور خلیفہ ہیں جو امام حضور ﷺ کو اپنا امام نہیں مانتا ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

نگاہ رسول ﷺ:۔ ☆...... ماضی کے زمانہ کے واقعات کے بارے خدا نے فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھا ہے) جس نے ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کیا۔

☆...... اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا (یعنی دیکھا ہے) جو (زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں) اپنے گھروں سے نکلے۔

☆...... اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ کیا آپ نے نہیں دیکھا (یعنی دیکھا ہے) کہ تمہارے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا۔

☆...... اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا۔

سوال:۔ خدا تعالیٰ کفار کے بارے فرماتا ہے اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ کیا (معاذ اللہ) کفار بھی دیکھنے والے تھے؟

جواب:۔ کفار نے اپنے سے پہلے کفار کو ہلاک ہوتے نہ دیکھا تھا مگر فرمایا گیا کہ کیا نہ دیکھا انہوں نے اس آیت میں ان کفار کے اجڑے ہوئے ملک اور تباہ شدہ مکانات کا دیکھنا مراد ہے اور چونکہ کفار مکہ اپنے سفروں میں ان مقامات سے گذرتے تھے اس لئے فرمایا گیا یہ لوگ ان چیزوں کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں پکڑتے حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے ظاہر میں نہ دنیا کی سیاحت فرمائی اور کفار یہ بھی مانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قومِ عاد کے اجڑے ہوئے ملکوں کو نہیں دیکھا اس لئے ماننا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے نور سے زمانہ ماضی کو دیکھتے ہیں۔

جواب:۔ اَلَمْ یَرَوْا میں رویت علمی مراد ہے اور اَلَمْ تَرَ جو حضور کے لئے آیا ہے اس میں رؤیت علمی کے ساتھ رؤیت بصری بھی مراد ہے۔

سوال:۔ اگر ایسا ہے تو قرآن میں یہ کیوں ہے وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ، وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ آپ غربی جانب نہ تھے آپ طور کی جانب نہیں تھے آپ شاہدین میں سے نہ تھے۔

جواب:۔ یہ نفی جسمانی طور پر موجود اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت ذات اور نورانیت و روحانیت کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے ہیں حوالہ ملاحظہ ہو تفسیر صاوی صفحہ ۲۱۹ جلد سوم طبع مصر میں انہی آیات کی تشریح کرتے ہوئے شارح جلالین امام احمد صاوی (المتوفی ۱۲۲۳ھ) لکھتے ہیں۔ هذا بالنظر للعالم الجسمانی لاقامة الحجة علی الخصم واما بالنظر للعالم الروحانی فهو حاضر رسالة كل رسول وما وقع له من لدن آدم الی ان ظهر بجسمه الشريف یعنی یہ فرمانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کی جگہ موجود نہ تھے جسمانی لحاظ سے ہے عالم روحانی کی حیثیت سے حضور علیہ السلام ہر رسول کی رسالت اور آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی ظہور تک کے تمام واقعات پر حاضر اور موجود ہیں۔

سوال:۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس موجود ہیں تو کیا تم صحابی ہونے کا دعوی کرتے ہو؟ (سرفراز گکھڑوی)

جواب:۔ کاش! جاہل معترض نے صحابی کا معنی سمجھا ہوتا۔ اعلان نبوت کے بعد سے تاوصال ۲۳ سال کے عرصہ میں بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت رسول دیکھنا اور ملاقات کرنا اور خاتمہ بالایمان ہونا صحابی ہونے کی لازمی شرط ہے جس نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا بعینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اور بعض بزرگوں نے بحالت بیداری سرکار کا دیدار کیا اور واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا مگر چونکہ یہ ملاقات ۲۳ سالہ دور کے بعد ہے اس لئے وہ صحابی نہیں۔ مخالف کہتے ہیں اسماعیل دہلوی کے ناخواندہ پیر نے بحالت بیداری دلی کی جامع مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر وہ صحابی نہیں بن گیا تو ہم کیسے صحابی ہو گئے؟

سوال:۔ حضور علیہ السلام کو بحالت بیداری دیکھنے کا بھی کوئی ثبوت ہے؟

جواب:۔ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے اس لئے حضور علیہ السلام کو خدا نے یہ اختیار دیا ہے جس کو چاہیں جہاں چاہیں دیدار سے مشرف فرمائیں۔

صحیح بخاری کتاب التعبیر صفحہ ۱۰۳۵ جلد دوم مطبوعہ اصح المطابع میں ہے عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی یہ حدیث صحیح

مسلم کتاب الرؤیا صفحہ ۲۴۲ جلد دوم اور ابو داؤد صفحہ ۳۲۱ جلد دوم باب الرؤیا میں بھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔

☆......مولوی وحید الزمان غیر مقلد ابو داؤد مترجم مطبوعہ سعیدی صفحہ ۶۰۱ جلد سوم میں اسی حدیث کے تحت لکھتا ہے یہ حدیث اپنے معنی ظاہر پر محمول ہے جو آپ کو سوتے میں دیکھے گا وہ جاگتے میں بھی دیکھے گا ظاہر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے ابن ابی جمرہ نے ابن عباس سے نقل کیا انہوں نے خواب میں آپ کو دیکھا پھر جاگ پر سوچ میں رہے کہ اب جاگتے میں کس طرح دیکھوں گا تو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے پاس انہوں نے وہ آئینہ نکال کر دیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کرتے تھے ابن عباس نے جو اس میں دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دی اور اپنی صورت نہ دکھائی دی اور ایک جماعت صالحین سے منقول ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا پھر عالم بیداری میں دیکھا اور آپ سے مسائل دریافت کیے۔ یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جس کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے اس حدیث پر

☆...... حاشیہ شیخ محمد الشنوانی علی المختصر ابن ابی جمرہ طبع مصر صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ (ترجمہ) سادات صوفیا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والا دار دنیا میں بحالت بیداری حضور علیہ السلام کو دیکھتا ہے اس وقت حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں

دیکھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا تو وہ حضور علیہ السلام کو بیداری میں ضرور دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کرام کے لئے واقع ہوا ان میں سے شیخ ابوالعباس مرسی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور علیہ السلام سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ سیمی اور ہمارے شیخ برادی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک جاگتے ہوئے کھلم کھلا دیکھا کرتے تھے۔

☆......تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ میں ہے یہ حدیث من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ جس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھ لے گا۔

۔۔۔۔الفاظ حدیث عموم ہی کا فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعوی کرے وہ متعصب ہے

۔۔۔۔سلف سے خلف تک جو لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے تھے انہوں نے بیداری میں دیکھا اور حضور علیہ السلام سے ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء میں تردد سے کشادگی کی خبر دی اور ان کے لئے ایسے وجوہ کی تصریح فرما دی جن سے وہ متردد امور بالکل کشادہ ہو جائیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بلا کم وکاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔

☆......روح المعانی پارہ۲۲صفحہ۳۴:۔(ترجمہ) بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا دیکھنا آپ کی وفات کے بعد اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لینا امت محمدیہ کے بکثرت کاملین کے لئے واقع ہوا ہے جیسا کہ شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاء میں فرمایا ہے اس کے بعد مفصل واقعہ نقل فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بیداری میں غوث پاک کے منہ میں لعاب دہن ڈالا شیخ خلیفہ بن موسی رحمۃ اللہ علیہ سوتے جاگتے حضور علیہ السلام کو بکثرت دیکھنے والے تھے۔

☆......روح المعانی پارہ۲۲صفحہ۳۳،۳۴ بحوالہ لطائف المنن میں ہے کسی شخص نے حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا یا سیدی آپ اس ہتھیلی کے ساتھ مجھ سے مصافحہ فرمائیں اس لئے آپ بڑے شہروں میں گھومے ہیں اور بڑے مردان خدا سے آپ نے ملاقات کی ہے حضرت نے فرمایا خدا کی قسم مین نے اس ہتھیلی سے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا حضرت امام تاج الدین نے فرمایا کہ حضرت شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر پلک جھپکنے کی مقدار رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مجھ سے حجاب میں ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہ کروں اور اس جیسی نقول کتب قوم میں بہت زیادہ ہیں۔

☆......روح المعانی بحوالہ تنویر الحلک ہے(ترجمہ) ان تمام نقول اور احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضور علیہ السلام اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اطراف زمین اور ملکوت اعلی میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم اپنی اسی ہیئت مبارکہ کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری نظروں سے غائب کر دیے گئے ہیں جس طرح ملائکہ غائب کر دیے گئے ہیں حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال دکھا کر عزت و بزرگی عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو دور کر دیتا ہے اور وہ مقرب بندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ہیئت پر دیکھ لیتا ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہیں اس روایت سے کوئی چیز مانع نہیں اور رؤیت مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی امر داعی نہیں۔

☆......زرقانی صفحہ ۸ جلد اول (ترجمہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جسم اقدس اور روح اقدس کے ساتھ دیکھنا محال نہیں۔

☆...... روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵ طبع مصر میں ہے (ترجمہ) اور جو چیز دیکھنے میں آتی ہے یا وہ روح مبارک ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تجرد اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ کامل ہے بایں طور کہ وہ روح مبارک ظاہری صورت میں اس رؤیت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جسد مبارک کے ساتھ باقی ہے جو مزار شریف میں زندہ ہے۔ یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت دحیہ کلبی وغیرہ کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہی سے جدا نہ ہوتے تھے (جبرائیل علیہ السلام بیک وقت سدرۃ المنتہی پر بھی اور زمین پر بھی) یا مثالی جسم نظر آتا

ہے جس کے ساتھ روح مجردہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شئے مانع نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی جسم لاتعداد و لا تحصی ہو جائیں اور روح مقدس کا تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر رہے اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء و اعضاء سے تعلق رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے اور ادراکات و احساسات میں ان آلات کی قطعاً محتاج نہیں ہوتی جن کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اس کے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو شیخ صفی الدین بن منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابوالعباس طبخی سے نقل کیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابوالعباس طبخی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کے نور) سے بھرا ہوا دیکھا نیز اس بیان سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں پھر یہ کہ اس بیان کے ہوتے ہوئے اس مضمون کی بھی حاجت نہیں رہتی جس کی طرف بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

علماء دیوبند کا اعتراف حقیقت

فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۲۰۴ جلد اول میں انور شاہ کشمیری

محدث دیوبند نے لکھا، میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاگتے ہوئے بیداری کی حالت میں دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ تعالی یہ نعمت عطا فرمائے جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کو ۲۲ مرتبہ دیکھا ہے[۱] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض احادیث کے بارے سوال کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کر لیا۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۳۰۵ جلد اول میں روح المعانی کے حوالہ سے لکھا حضور علیہ السلام باوجود مزار مقدس میں رونق افروز ہونے کے بیک وقت متعدد مقامات پر دیکھے جاتے ہیں۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسروں کے لئے شاہد وشہید کے لفظ آئے ہیں کیا وہ بھی ہر جگہ حاضر وناظر ہیں؟

جواب: حضور علیہ السلام کا حاضر وناظر ہونا علی من ارسلت الیھم کی وجہ سے

۱: علامہ عبدالوہاب شعرانی (المتوفی ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) کے خط کا ایک ورقہ آپ کیا صحاب میں سے ایک صاحب کے پاس دیکھا جو کہ آپ نے اس آدمی کے سوال کے جواب میں لکھا تھا۔ اس میں امام سیوطی نے خود ذکر کیا کہ میں ۷۵ بار عالم بیداری میں بالمشافہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفیض ہو چکا ہوں۔ (ملخصاً) میزان الشریعۃ الکبریٰ صفحہ ۴۴ جلد اول، لواقح الانوار القدسیہ صفحہ ۷ طبع بیروت یہ کشمیری جی کا وہم یا قوت حافظہ کا زور ہے ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا یہ تو امام سیوطی نے بوقت ضرورت اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا علیم وخبیر ذات جانے اس اظہار کے بعد کتنی بار کرم ہوا۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

عام ہے اگر اسی قسم کے دلائل حضور علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کے لئے ثابت کر دیں تو میں مان جاؤں گا کہ شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور دیگر آیات جن میں لفظ شاہد وشہید وارد ہے ان سب کے وہی معنی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وارد شدہ شاہد وشہید کے مرادی معنی ہیں جب تک غیر نبی کے حق میں معترض اسی قسم کے دلائل قائم نہ کرے اس وقت تک اس کا معارضہ قائم نہیں ہو سکتا۔

جواب:۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی اتباع میں کاملین میں علی سبیل التبعیہ اس کمال کا پایا جانا کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہوگی جو ہمارے دعوی کی مزید مؤید قرار پائے گی جب کاملین کا یہ کمال کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل بلکہ عین کمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرار پایا تو ہمارا دعویٰ اور بھی مستحکم ہو گیا کہ حضور علیہ السلام ساری خلقت پر حاضر وناظر ہیں۔

اعتراض:۔ شاهداً علی من ارسلت الیهم اپنی اصل پر نہیں بلکہ عام مخصوص منه البعض ہے۔ (عام دیوبندی)

جواب:۔ کسی لفظ کے اصل پر ہونے کا دعویٰ محتاج دلیل نہیں ہوتا البتہ عدول عن الاصل کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کی دلیل معترض کے ذمہ ہے نہ کہ ہمارے ذمہ جب خصوص کا کوئی قرینہ نہیں تو اصل عموم ہی پر برقرار رہا یہاں مَن ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کے لئے جیسے وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں مَنْ سب کو شامل ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ جس کی طرف آپ مبعوث ہیں ان پر آپ شاہد بھی ضرور ہیں اور حضور صلی

اللّٰہ علیہ وسلم کی بعثت ورسالت کل مخلوق کی طرف ہے لہذا آپ حاضر وناظر بھی کل مخلوق پر ہیں۔

اعتراض:۔ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے کثیر اجساد مثالیہ سے آپ کی بے مثلی نہ رہے گی۔

جواب:۔ اس طرح تو قرآن کا بے مثلی کا دعویٰ بھی (معاذاللّٰہ) باطل ہو جائے گا۔ قرآن مجید کے نسخے کتنے ہی کیوں نہ ہوں عین قرآن منزل من اللہ ہیں ان کو کثیر یا متعدد کہنا محض ظاہر کے اعتبار سے ہے قرآن ایک ہی ہے اور بے مثل کتاب بالکل اسی طرح کثیر اجساد مثالیہ ذاتِ حبیب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے امثال ونظائر ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ہیں اور بے مثل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض:۔ ناپاک جگہوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حاضر وناظر ہیں؟

جواب:۔ i۔ جب خدا تعالیٰ کے جلووں کو یہ ناپاک چیزیں ناپاک نہیں کر سکتیں تو مظہر صفات الٰہیہ حضور علیہ السلام کے جلووں کو کس طرح ناپاک کر سکتی ہیں؟

ii۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ اگر تسبیح خداوندی ہر پاک وناپاک چیز میں پائی جا سکتی ہے تو جلوہ ہائے حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا جانا کیوں قابل اعتراض ہے؟

iii۔ نجاست کا حکم حقیقت پر نہیں لگ سکتا بول وبراز کو کھاد کی صورت میں کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اناج اور سبزیوں کے پودے انہیں اجزاء کے نجاست کو جڑوں کے راستے سے اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور وہ تمام نجس اثرات اور ناپاک اجزاء ان پودوں میں جذب ہونے کے بعد اناج اور سبزیوں کی شکل ظاہر ہوتے ہیں جن کو معترض پاک

سمجھ کر تناول فرماتے ہیں اور کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ یہ وہی نجاست ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم امر بلکہ اس سے بھی بالاتر مخلوق ہیں یہ غلاظتیں عالم خلق کی ہیں۔ وہ عالم امر کی چیز کو متاثر نہیں کر سکتیں۔

اعتراض:۔ قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز کرنا موجب حبط اعمال ہے تم حاضر و ناظر مان کر سپیکر لگاتے ہو سلام پڑھتے ہو وغیرہ اور تم منبر اور کرسی پر کیوں بیٹھتے ہو؟

جواب:۔ روافض کا اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات مانگی صحابہ کرام کی آوازیں بلند ہو گئیں لہذا (معاذ اللہ) ان کے اعمال حبط ہو گئے اس کا جواب حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۴۵۵ میں یہ لکھا۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر آواز بلند کرنے کی ممانعت ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے نعرے لگائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صحابہ نے ایسا بلند نعرہ لگایا کہ مکہ کی وادی ہل گئی جنگ حنین میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں اونچی آواز سے پکارا کہاں ہیں اصحاب سمرہ۔

(روح المعانی صفحہ ۱۲۴ پارہ ۲۶)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونچی آواز سے حضور کی موجودگی میں متعدد بار

اذان کہی۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں منبر پر چڑھ کر بلند آواز سے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چادر عطا فرمائی حضرت ثابت بن قیس کی آواز بلند تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود بلوایا کیا آج کل مسجد نبوی میں اونچی آواز سے اذان نہیں کہی جاتی؟ کیا مدینہ منورہ میں منبر نہیں ہے؟ جہاں مؤذن بلند آواز سے اذان کہتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف کرنے کے لئے منبر پر چڑھنا سنت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان حضرات پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

اعتراض: اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں معراج، ہجرت، سفر جہاد اور مدنی، مکی سورتوں کا کیا مطلب؟

جواب:۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں۔ حالت بشری حالت ملکی، حالت حقی یا حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حالت بشری:۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

حالت ملکی:۔ جیسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لست کھیئتکم بخاری صفحہ ۲۵۷ جلد اول، وفی روایة انی لست کاحد کم ترمذی صفحہ ۹۷ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۳۲۲ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۸۱ جلد دوم، سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۲۸۲ جلد چہارم

حالت حقی:۔ جیسے فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی مقرب

فرشتہ نبی و رسول کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم اہل سنت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف حالت بشری کے اعتبار سے حاضر و ناظر نہیں مانتے بلکہ روحانیت ونورانیت جس کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کہتے ہیں کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانتے ہیں اور حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنی عظیم تر ہے کہ زمین و آسمان، عرش و کرسی، ملک وملکوت سب سے وسیع تر ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں حالت بشری کے ساتھ نہیں بلکہ بایں طور کہ کائنات کا ذرہ ذرہ روحانیت ونورانیت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے۔ سفر معراج، ہجرت، سفر جہاد وغیرہ کا تعلق جسم اقدس کے ساتھ ہے جب معراج جسمانی تو آپ کا آنا جانا بھی حالت بشری سے متعلق ہوا۔ حالت بشری میں کسی جگہ موجود نہ ہونا روحانی اور نورانی طور پر موجود ہونے کے معارض نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ امین ثم امین بجاہ طہ ویسین

القول الصحيح

فی

حیات المسیح

علیہ السلام

تحمید وتصلیہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبه الکریم و علیٰ آله و اصحابه اجمعین

امابعد! حضور سید الانبیاء خاتم النبیین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولائے کائنات علی مشکل کشا کرم اللّٰہ وجہہ الکریم کو فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے دو گروہ نارِ جہنم کے مستحق ہوئے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابن مریم کی بجائے ابن اللہ کہہ کر محبّ غال اور دوسرا قدرت خداوندی کا انکار کر کے (معاذاللّٰہ) حرامی کہہ کر مبغض قال ٹھہرا پہلے نصرانی دوسرے یہودی ہیں اسی طرح اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھے ایک گروہ بہت بڑھا کر خدا اور خلیفہ بلا فصل کہہ کر محبّ غال رافضی نُصیری اور دوسرا گروہ تجھے معاذ اللہ مرتد کافر اور تیری خلافت رابعہ کا منکر ہو کر مبغض قال ہو کر جہنمی ہوگا۔ خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی مثل بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور آپ کی ولادت کو آیت الٰہی اور اپنی قدرت کی دلیل بنایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ

یہودیوں کا غلط دعویٰ:۔ یہودی کہتے ہیں ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا اور ہم نے انہیں قتل کر دیا۔ (معاذاللہ)

نصرانیوں کا عقیدہ: عیسائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر ضرور لٹکائے گئے اور شہید ہوئے انہیں دفن بھی کیا گیا مگر وہ قبر سے زندہ ہو کر خدا کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔

مرزائیوں کا باطل دعویٰ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معاذ اللہ سولی پر لٹکائے گئے مگر انہیں سولی پر موت نہیں آئی زخمی حالت میں سری نگر (کشمیر) کافی عرصہ زندہ رہ کر

فوت ہو گئے۔ وہاں ان کی قبر بھی موجود ہے کسی اور کی قبر یا ایک فرضی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر قرار دیتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے تو فرمایا تھا کہ آسمان سے اتر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے حجرہ میں دفن ہوں گے مگر یہ بے ایمان حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے فرمان ذیشان کی تکذیب کر کے نارِ جہنم خرید چکے ہیں۔

تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ:۔ جمیع اہل اسلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، تمام اولیاء صالحین، محدثین، مفسرین، متکلمین، بزرگان دین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بمعہ جسد عنصری اپنی طرف آسمان پر صحیح سالم اٹھالیا اور دوسرے شخص کو خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا جسے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی چڑھایا لیکن یہودی خود بھی حیران تھے کہ جس شخص کو ہم نے سولی پر لٹکایا ہے اس کا چہرہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے مگر باقی اعضاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نہیں۔ [1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری موت کا ذائقہ چکھے بغیر آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ بارہ سال تک منشی مرزا غلام احمد مغل بن مرزا غلام مرتضیٰ اسی عقیدہ کو صحیح اور اسلامی عقیدہ سمجھتا رہا۔ دیکھو مرزا جی کی کتاب براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۹۔ یہ حقیقت ہے نبی (علیہ السلام) کا عقیدہ منسوخ نہیں ہوتا۔ ہر نبی (علیہ السلام) پیدائشی صحیح العقیدہ ہوتا ہے یہ ناممکن ہے کہ ۱۲ سال تک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانے پھر منکر ہو جائے یہ انکار شیطانی چکر ہے۔

---

[1] تفسیر الوسیط صفحہ ۱۳۷ جلد دوم، زاد المسیر صفحہ ۲۴۵ جلد دوم۔ ابوالجلیل فیضی

اعتراض:۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے خدا کے لیے جہت اور مکان ثابت ہوتا ہے۔

جواب:۔ مرزاجی کی کتاب تحفۃ الندوہ صفحہ ۱۹ میں ہے: خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے۔

جب تمہارے عقیدہ کے مطابق خدا آسمان پر ہے تو پھر اِلَیہ پر اعتراض کیوں؟

اب قرآن سے جواب سنو۔ پارہ ۲۵ سورۃ زخرف میں ہے: هُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وہ ایسی ذات ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ آسمان کو بلند فرمایا اس لیے بلندی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا۔

پارہ ۲۲ سورۃ الفاطر اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ اللہ کی طرف ہی پاک کلمے چڑھتے ہیں اور عمل صالح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔

کلمات طیبات کا رفع بھی آسمان کی طرف ہوتا ہے جو الیہ کا مصداق ہے اور رفع کے معنی چڑھنے کے بھی ثابت ہو گئے۔

اعتراض:۔ منشی غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۴۷ میں لکھتا ہے رفع جسمانی ناممکن اور محال ہے۔

جواب:۔ رفع جسمانی امر ممکن ہے کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون فطرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس خالق و مالک قادر علی کل شئ قدیر کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیا جاتا ہے۔ غرضیکہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور امر واقع ہے اور

اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے پئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔

اب دلائل ملاحظہ ہوں:۔

دلیل نمبرا:۔ نبی مکرم نور مجسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ معراج کی رات آسمانوں پر جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے۔

دلیل نمبر۲:۔ حدیث شریف میں ہے: سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی۔ [۱]
اس کے کئی معانی شارحین نے لکھے ہیں: ایک معنی یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی غلامی کے طفیل اس وقت جنت میں حضور ﷺ کے آگے چلیں گے جس کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ (افادات غزالی زماں)
ثابت ہوا جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال نہیں بلکہ امر واقع ہے۔

دلیل نمبر۳:۔ حضرت جعفر طیار بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ امام طبرانی نے باسناد حسن حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار ارشاد فرمایا کہ اے جعفر کے بیٹے عبداللہ تجھ کو مبارک ہو تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت

---

[۱]: بخاری شریف صفحہ ۱۵۴ جلد اول۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

جبریل ومیکائل علیہما السلام کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوۂ موتہ میں کٹ گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرما دیئے ہیں،اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔

(زرقانی صفحہ ۲۷۵ جلد ۲، فتح الباری صفحہ ۴۶۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ جعفر کہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے وہ میری ماں کا بیٹا ہے۔

دلیل نمبر ۴:۔ حضرت عامر بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کا غزوۂ بئر معونہ میں شہید ہونا اور پھر ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے۔جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اصابہ میں اور حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواھب للدنیہ صفحہ ۷۸ جلد ۲ میں ذکر فرمایا ہے۔جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو دیکھ کر حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور یہ کہا: ترجمہ: عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث ہوا حضرت ضحاک نے عامر کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت سراپا برکت میں لکھ کر بھیجا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ترجمہ: فرشتوں نے اس کے جسد کو چھپا لیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔حضرت ضحاک بن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقی اور ابو نعیم اصفہانی دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوت میں بیان فرمایا۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتیٰ والقبور للسیوطی صفحہ ۱۷۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اصابہ میں جبار بن سلمٰی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً ارشاد فرمایا۔ امام سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی ثابت کیا ہے۔ غرضیکہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

دلیل نمبر ۵:۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بھی فرشتے عامر کی طرح آسمان پر اٹھالے گئے۔ ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں اصح قول یہی ہے اگرچہ زمین کے نگلنے کی روایت بھی آئی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ اولاً زمین نے ان کے جسد کو چھپالیا ہو پھر آسمان پر اٹھالئے گئے ہوں ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اسی طرح سرکار کی امت میں سے عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور علاء بن حضرمی کو آسمان پر اٹھایا۔ (تحقیق سیوطی)

دلیل نمبر ٦:۔ شرح الصدور للسیوطی صفحہ ۱۷۴ میں ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے حس نکلا اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو بجائے حس کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھنے والے ہوتے اور فرشتے تجھے اٹھا کر لے جاتے۔ یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے جا کر گھس جاتے۔

دلیل نمبر ۷:۔ شرح الصدور صفحہ ۱۷۳ میں ہے:۔ ابن ابی الدنیا نے ذکر

الموتیٰ میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا پہاڑ میں رہتا تھا جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے اور وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے بارانِ رحمت نازل فرماتا اس عابد کا انتقال ہو گیا لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آ کر رکھا گیا ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا۔

دلیل نمبر ۸:۔ المستدرک للحاکم صفحہ ۶۳۳ جلد دوم میں حضرت ہارون علیہ السلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے جنازہ کا آسمان سے زمین پر اترنا مفصل مذکور ہے۔

ان واقعات سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا کہ کسی جسد عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جاتا ہے۔

اعتراض:۔ آگے کرۂ نار اور طبقہ زمہریر ہے اس سے بچ کر آنا کیسے ممکن ہے؟

جواب:۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا جنت اور آسمانوں سے کرۂ نار اور طبقہ زمہریر سے گزر کر زمین کی طرف ہبوط ممکن بلکہ واقع ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے۔

اعتراض:۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی

اسی طرح حقیقت پر مبنی نہیں۔

جواب۔ مفعول اول قرآن کریم ہے جس کا انزال آسمان کی طرف سے ہوا جس کا کوئی منکر نہیں دوسرے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نزول از سماوات معراج جسمانی سے ہوا۔ یہ حقیقت ہے تو نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حقیقت

اعتراض:۔ ارشادِ خدوندی ہے: اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔

جواب۔ ☆......ترجمہ:۔ بیشک ان اقسام کی نسلیں جنت میں پیدا کی گئیں پھر زمین کی طرف اتاری گئیں۔ (تفسیر خازن صفحہ ۵۶ جلد ۶)

☆......ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان آٹھ اقسام کو جنت میں پیدا فرمایا پھر ان کو زمین کی طرف نازل فرمایا اور اللہ کا فرمان ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ خواہ مذکر ہو یا مونث اونٹ اور گائے اور بھیڑ اور بکری سے اور زوج ہر ایک پر استعمال ہوتا ہے جس کا ساتھی جوڑا ہے۔ قرآن سے ثابت ہو گیا انعام کی طرح نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حقیقت پر مبنی ہے۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۲ جلد ۷)

اعتراض:۔ ارشاد خداوندی ہے: وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ ہم نے لوہے کو نازل فرمایا۔ جس طرح لوہے کا نزول حقیقت پر مبنی نہیں اسی طرح نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔

جواب۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے لوہے کو آسمان سے اتارا حوالہ ملاحظہ ہو۔ طبقات ابن سعد صفحہ ۱۷ جلد ۱، اور تاریخ طبری صفحہ ۸۵ جلد ۱ میں ہے: پھر آدم علیہ السلام پر آسمان

سے لوہے کے تین اوزار اتارے گئے آہرن، ہتھوڑا اور سنی۔

حدیث شریف سے جو جو ہتھیار آسمان سے نازل ہوئے حضرت ابن عباس کی روایت سے ثابت ہو گئے اب قرآن وحدیث سے لوہے کا آسمان سے حقیقۃً اترنا ثابت ہو گیا۔ ہر چیز کا اصل آسمانوں میں ہے: اللہ تعالیٰ ہر چیز آسمان سے نازل فرماتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

اعتراض:۔ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا لباس کا نزول حقیقت پر مبنی نہیں تو نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔

جواب:۔ واقعی حقیقۃً لباس بھی آسمان سے نازل ہوا۔ تاریخ طبری صفحہ ۸۶ جلد ا میں ہے: بیشک بعض پھلوں سے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارنے کے وقت زادِ راہ عطا فرمائے ان میں کپاس بھی تھی لہٰذا لباس کا بھی اتارا جانا آسمان سے ثابت ہوا اور جو انجیر کے پتوں والا لباس زیب تن فرما کر حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لہٰذا لباس کا آسمان سے نزول حقیقت پر مبنی ہے۔ اسی پر امت کا اجماع ہے۔ اجماع امت کا منکر مسلمان نہیں۔

۲:۔ حضور علیہ السلام کا شب معراج آسمانوں پر جانا اور کرۂ نار اور زمہریر سے ہوتے ہوئے واپس آنا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

۳:۔ فرشتوں کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریر سے مرور وعبور ممکن ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عبور ومرور بھی ممکن ہے۔

۴:۔ نزول مائدہ:۔ قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ

السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لیے آسمان سے مائدہ (عمدہ کھانا) کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں سے ہوکر ہوا ہے۔

منشی مرزا غلام احمد قادیانی کے گمان فاسد اور خیال باطل مندرجہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۷ کی بنا پر اس کھانے کا نزول محال ہے۔ اسے کرۂ ناریہ میں سے گزرتے ہوئے جل جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ کھانا کرۂ ناریہ سے صحیح سالم زمین پر اترا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صحیح سالم کرۂ ناریہ سے گزر کر آسمان پر گئے اور کرۂ ناریہ سے گزر کر زمین پر اتریں گے۔

۵۔ نص قطعی قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ گل زار ہوگئی اور آپ کو نہ جلایا يٰنَارُ كُونِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ کیا خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے طبقہ ناریہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بَرْدًا وَّسَلٰمًا نہیں بنا سکتا۔ جب کہ اس کی شان یہ ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

۶۔ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے جنت سے کھانے اترے ارشادِ خداوندی ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

جب بھی حضرت زکریا (علیہ السلام) محراب مریم (حجرۂ مریم) میں داخل ہوتے تو مریم کے پاس کھانا (بے موسم کے پھل وغیرہ) موجود پاتے۔ پوچھتے اے مریم یہ رزق

تجھے کہاں سے ملا فرماتیں مجھے اللہ کی طرف سے ملا خدا جسے چاہتا ہے بغیر حساب (خلاف عادت) رزق دیتا ہے اور کبھی بغیر کھلائے پلائے زندہ رکھتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صوم وصال کے روزے بغیر کھائے پیے رکھنا اور زندہ رہنا اور ایکم مثلی (تم میں سے کون میری مثل ہے) فرمانا اس پر دلیل ناطق ہے۔

اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیے زندہ رہنا قرآن سے ثابت ہے۔

قرآن مجید میں ہے حضرت یونس علیہ السلام اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کی تسبیح نہ کرتے لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں بغیر کھائے پیے زندہ رہتے۔ معلوم ہوا خدا اس بات پر قادر ہے کہ کسی کو بغیر کھائے پیے زندہ رکھے۔

آسمان میں رزق:۔ پارہ ۲۶ سورۂ ذاریات میں ارشاد خداوندی ہے:۔

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ اور آسمان میں بھی تمہارا رزق ہے اور جو تم وعدہ کیے گئے ہو۔ اب آسمان میں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جا کر آسمانی کھانے نہ کھاتے تو اس آیت کا مصداق کون ہوتا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جا کر کھانا تناول فرمانے کی قطعی دلیل ہے۔

عقلی دلیل:۔ تم جب ماں کے بطن میں ہوتے ہو تو بلا طلب تمہاری خوراک تمہاری ماں کے پیٹ میں خدا مہیا فرماتا ہے اور تمہارے باہر آنے سے پہلے ماں کے پستانوں میں تمہارے لیے خوراک رکھ دے لیکن اگر بجسد عنصری آسمان پر کسی نبی علیہ السلام کو بلالے تو کیا قدرتی کھانا کھلانے سے معاذ اللہ قاصر ہے ماں کے بطن میں تو تمہاری

عقل غذا پہنچنے کو تسلیم کرے لیکن آسمان پر تسلیم نہیں کرتی۔

قرآنی دلیل:۔ کیا قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے وَاَنْزَلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی کے ارشادِ الٰہی کے مطابق آسمان سے مَنْ وسَلْوٰی نازل ہو سکتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے وہاں سے (جہاں سے من وسلویٰ اترتا تھا) خدا کھانا مہیا نہیں کر سکتا؟

اعتراض:۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے ہیں تو ٹٹی کہاں جاتی ہے یا وہاں بیت الخلاء ہے۔

جواب:۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے مرزا جی کی طرح ہیں کہ ٹٹی پیشاب چلتا ہی رہے کیونکہ مرزا جی سلسل البول کے مریض تھے دن میں سو مرتبہ یا ستر مرتبہ پیشاب کرتے تھے (اسرار شریعت مرزائی کتاب) اور کیا آسمانوں میں قادیان کا آب ودانہ ہے کہ نجاست پیدا کرے جنت میں آدم وحوا علیہما السلام کو وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا کا حکم فرمایا کھانے کا حکم تو فرمایا لیکن ان کے بیت الخلاء کا کہیں ذکر نہ فرمایا آسمانی جنتی کھانے تناول فرمانے سے بیت الخلاء کی حاجت نہیں ہوتی۔ ٹٹی پیشاب مرزائیوں کے ذہن میں ہے۔ ماں کے پیٹ میں تمہاری ٹٹی کہاں جاتی ہے خدا انسان کو جس طرح چاہے زندہ رکھ سکتا ہے اصحاب کہف سوئے ہوئے ہیں اور قیامت تک سوئے ہی رہیں گے ان کو کھانا کیسے کھلایا جاتا ہے اور ان کے بول وبراز کا کیا حال ہو گا؟ جو خدا پہاڑی غاروں میں انسان کا ہر طرح انتظام فرما سکتا ہے وہ آسمان پر نہیں کر سکتا؟ بیشک وہ ہر مقام پر روزی پہنچا رہا ہے پہنچا سکتا ہے۔ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

اعتراض:۔ زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کر لینا کیسے ممکن ہے۔

جواب:۔ یہ مرزائیوں کا خدا ہے جو ایسا نہ کر سکے مسلمانوں کا خدا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ حکمائے جدید کہتے ہیں کہ نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں علاوہ ازیں انسان بھی جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے نیز جس وقت سورج طلوع کرتا ہے تو نورِ آفتاب ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارض پر پھیل جاتا ہے جنات کا شرق سے غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کر لینا ممکن ہے تو خداوند قادر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرا دے۔ حضرت آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کر دینا قرآن مجید سے صراحۃً ثابت ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے وہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہتے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے کرتی۔

آج کل ملحدین فی گھنٹہ کئی سو میل کی مسافت کے طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان رکھتے ہیں مگر نہ معلوم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان

لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز انسان کی بنائی ہوئی مشین ہے اڑتا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا بحکم الٰہی اڑا کر لے جاتی تھی کسی انسان کے عمل کو اس میں دخل نہ تھا اس لیے کہ وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

اب حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل ملاحظہ ہوں

پہلی قرآنی دلیل:۔ پارہ ۳ سورہ آل عمران میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حضرت عیسیٰ (علیک السلام) بیشک میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور تیرے پیروؤں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے میں تم میں فیصلہ فرماؤں گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو۔

تشریح:۔ اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے خبر دے دی اے حضرت عیسیٰ (علیک السلام) میں تمہیں پورا پورا مع جسم و روح لینے والا ہوں کہ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ کہ اس طرح کہ مع جسم کے اٹھانے والا ہوں یا اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں تمہیں پوری پوری عمر دوں گا یہ تمہیں قتل نہیں کر سکتے اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا آپ کی موت رفع الی السماء اور نزول من السماء کے بعد ہوگی۔ یا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام) میں تمہیں سلانے

والا ہوں اور بحالت خواب اپنی طرف اٹھانے والا ہوں آپ کو سلا کر اٹھایا گیا تاکہ آپ کو اتنے دراز سفر میں وحشت نہ ہو۔

رفع کا مفعول:۔ اگر کوئی جسم ہوگا تو اس سے مکانی بلندی مراد ہوگی جیسے رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ (یوسف) اگر رفع کا مفعول جسم نہ ہو بلکہ کوئی اور چیز ہو تو وہاں روحانی بلندی مراد ہوتی ہے۔ روحانی بلندی تو جسمانی بلندی سے پہلے ہی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھی۔ اِلَیَّ سے آسمان کی طرف اٹھانا مراد ہے اگرچہ ہر جگہ خدا کی حکومت ہے مگر آسمان خصوصیت سے تجلی گاہ الٰہی ہے کہ نہ وہاں کسی کی ظاہری سلطنت ہے نہ وہاں کفر و شرک۔ اس لیے اس طرف اٹھانے کو رب تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھانا قرار دیا۔

تفسیر کبیر میں ہے:۔ وفات ایک جنس ہے جس کی بہت سی قسمیں ہیں بعض موت سے ہوتی ہے اور بعض آسمان پر اٹھانے سے [1] وَرَافِعُكَ اِلَیَّ نے وفات کو مقرر کر دیا کہ موت سے نہ ہوگی بلکہ آسمان پر اٹھائے جانے سے ہوگی۔

کتب تفاسیر سے مُتَوَفِّيْكَ کی تفسیر:۔

۱:۔ تفسیر ابن عباس صفحہ ۸۳ جب تو نے مجھے ان کے درمیان سے اٹھالیا۔

۲۔ ابن کثیر صفحہ ۳۶۳ جلد ا:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نیند میں اٹھایا اسی واسطے متوفیک فرمایا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

[1]: تفسیر کبیر صفحہ ۲۳۸ ج: ۸ طبع مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور ابو الجلیل فیضی غفرلہ

علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری طرف واپس تشریف لانے والے ہیں۔ روزِ قیامت سے پہلے اور کفار سے پاک کرنے والا ہے یعنی تجھے آسمان کی طرف اٹھا کر۔

۳:۔ تفسیر کبیر صفحہ ۶۸۹ جلد ۲:۔

ترجمہ:۔ بیشک میں تیری عمر کو پورا کرنے والا ہوں بیشک توفی کے معنی شئے کو پورا لے لینا ہے۔ تاکہ دلالت کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف بتمامہ اٹھائے گئے ہیں یعنی جسم بمع روح۔ تحقیق دلیل سے ثابت ہوگیا کہ بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور رافعک الی مقتضی ہے اس بات کا کہ بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھایا۔

۴۔ تفسیر کبیر صفحہ ۵۰۲ جلد ۳:۔

نکالا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کی چھت سے اور اٹھائے گئے آسمان کی طرف۔

۵۔ تفسیر خازن صفحہ ۱۹۹ جلد ۱:۔

میں بغیر مارنے کے تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

۶۔ تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۲۹۹ جلد ۱:۔

توفی سے مراد نیند ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے تو اللہ نے ان کو نیند کی حالت میں اٹھالیا تاکہ ان کو رفع کا ڈر نہ لاحق ہوجائے تو معنی آیت کے ہوں گے کہ میں تم کو سلانے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔

اعتراض:۔ بخاری میں حضرت ابن عباس نے متوفی کے معنیٰ موت کیے ہیں۔

جواب:۔ اولا:۔ یہ قول منقطع ہے مرسل نہیں۔

ثانیاً:۔ ابن عباس کی تفسیر ابن عباس صفحہ ۴۹ میں ہے: رَافِعُكَ اِلَيَّ آسمان پر اٹھایا جانا پہلے ہے اور موت آسمان سے نزول کے بعد ہے۔ اسی طرح وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ میں سجدہ کا ذکر پہلے ہے حالانکہ رکوع کے بعد سجدہ ہوتا ہے یہاں بھی اسی طرح ہے۔

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں تمہیں کافروں سے نکال لوں گا کہ آسمان پر اٹھا لوں گا یا ان سے نجات دوں گا یہ تمہیں قتل نہ کرسکیں گے۔ (خازن، مدارک)

تفسیر کبیر میں ہے کفار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مکانی فاصلہ کردینا مراد ہے کہ کفار زمین پر رہے اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور قرب قیامت اس طرح نجات دے گا کہ جب آپ زمین پر اتریں گے تو زمین سے تمام کفار ختم کردیئے جائیں گے کہ یا تو وہ ایمان لے آئیں گے یا قتل کردیئے جائیں گے اور آپ کے زمانہ میں روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہے گا۔

اعتراض:۔ اہل بیت کے لیے وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا آیا ہے پھر خدا نے حضرت حسین علیہ السلام کو کیوں نہ اٹھایا؟

جواب:۔ اہل بیت کے لیے تطہیر عن الرجس آیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے تطہیر عن الکفار ہے لہٰذا آپ کو آسمان پر اٹھالیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تتمہ کمالات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مظہر شہادت رسول اور ذبح عظیم کی تفسیر تھے۔ اس لیے آسمان پر نہیں اٹھایا۔

جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

پہلی تفسیر:۔ روح المعانی میں ہے: آپ کے مدعیانِ محبت عیسائیوں کو منکروں (یہودیوں) پر دنیاوی غلبہ دوں گا خواہ تلوار سے خواہ حکومت دے کر۔ اس طرح کہ آپ کا دین یہودیت کا ناسخ ہے اور ظاہر ہے کہ ہر جگہ عیسائی یہودیوں پر غالب ہیں۔

دوسرا جواب اور دوسری تفسیر:۔ تفسیر نعیمی میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے متبعین صرف مسلمان ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے فرمانبردار ہیں اور حضور علیہ السلام کی فرمانبرداری سارے نبیوں اور رسولوں کی فرمانبرداری ہے کیونکہ خدا نے جملہ انبیاء کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع ان سب کی اتباع ہے حضور علیہ السلام کی اتباع میں سارے انبیاء کا فیضان ہے۔ جس کے پاس سو ہیں اس کے پاس ساری اکائیاں اور دھائیاں ہیں سارے انبیاء جمع کے عدد ہیں اور حضور پرنور علیہ السلام حاصل جمع جیسے حاصل جمع میں سارے اعداد آجاتے ہیں ایسے ہی حضور علیہ السلام کی غلامی میں تمام نبیوں کی غلامی آجاتی ہے یہاں فوقیت سے مراد دینی فوقیت ہے نہ کہ دنیوی سلطنت کیونکہ اس سے پہلے سینکڑوں برس مسلمانوں کی بادشاہت رہی اور اب بھی خدا کے فضل سے مسلمانوں کی بہت حکومتیں ہیں۔ تو کیا کہا جاسکتا ہے کہ پہلے مسلمان سچے تھے اب (معاذاللہ) عیسائی؟ فوقیت سے مراد دینی فوقیت ہے اور وہ ہمیشہ مسلمانوں ہی کو حاصل ہے۔ حج مسلمانوں ہی کے کعبہ کا ہوتا ہے نہ کہ بیت المقدس کا۔ دھوم دھام سے تلاوت قرآن پاک کی ہوتی ہے نہ کہ تورات وانجیل کی۔

دینی فوقیت ہمیشہ مسلمانوں ہی کو حاصل رہی اور حاصل رہے گی اگر اسلامی حکومتیں متحد ہو جائیں تو دنیا میں سب سے بڑی قوت بن جائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان کبھی بھی کفار سے نہیں ہارے آپس کی نااتفاقی کا شکار ہوئے ہمیشہ اپنوں نے اپنوں کو نقصان پہنچایا۔ ؎

تیسری تفسیر:۔ مقیاس النبوۃ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین وہ کہلا سکتے ہیں جو ان کو ابن اللہ نہ سمجھیں بلکہ نبی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھیں اور ان کے نبی اللہ ہونے کا عقیدہ سوائے امت مصطفیٰ ﷺ اور کوئی نہیں رکھتا۔ تو فرمان خداوندی جو تیری اتباع کرے گا یعنی تیری کمان میں تیرا کہا مانے گا اور وہ مسیحی یا ان کا امتی نہ ہوگا بلکہ امت مصطفیٰ کی بادشاہت ہوگی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کمان میں مومنین کا غلبہ نزول مسیح کے بعد تمام کفار پر ہوگا۔

اب اس قوم کو جو حضور علیہ السلام کی غلامی میں نہ آئے اور کفر پر مصر رہے قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلوار امت محمدیہ کی محبت میں ان کو درست کرے گی۔

حیات مسیح کی دوسری قرآنی دلیل:۔ پارہ ۶ رکوع ۲ آیت ۱۵۸، سورہ نساء میں ارشادِ خداوندی ہے: وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اور ان کے اس قول کے سبب (گرفتار عذاب ولعنت کیا) کہ

؎:۔ تفسیر نعیمی صفحہ ۴۶۵، ۴۶۵ ملخصاً طبع لاہور ابو الجلیل خان فیضی غفرلہ

ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ نہ انہوں نے اس کو شہید کیا اور نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک اور شخص بنا دیا (ان کو شبہ ڈالا گیا) اور وہ جو اس کے بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں اس کے متعلق صرف شک میں ہیں انہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی اور بلاشبہ بالیقین انہوں نے اس کو شہید نہیں کیا بلکہ اسی (عیسیٰ علیہ السلام) کو (جس کے بارے میں وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ فرمایا) اللہ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھالیا اور ایسا کرنے میں اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

فائدہ: اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال ہو چکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا بَلْ اَمَاتَهُ اللّٰهُ بلکہ اللہ نے اسے اپنی موت مارا ہے جب بجائے اماته الله کے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فرمایا تو قرآن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سماوی ثابت ہوگئی۔

حاشیہ خزائن العرفان از صدر الافاضل مراد آبادی:۔ یہود نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا اور خیال کرتے رہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں باوجودیکہ ان کا یہ خیال غلط تھا اور یقینی نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص مقتول کون ہے بعضے کہتے ہیں کہ چہرہ تو عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہے اور جسم عیسیٰ (علیہ السلام) کا نہیں لہٰذا یہ وہ نہیں اسی تردد میں ہیں ان کا دعویٰ قتل جھوٹا ہے صحیح وسالم بسوئے آسمان اٹھالیا۔ احادیث میں اس کی تفصیل وارد ہے۔

۲۔ **حاشیہ نور العرفان از مفتی احمد یار خان میں ہے:۔** یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا اور عیسائیوں نے ان کی تصدیق کی۔ دونوں جھوٹے اور رب نے دونوں کی تکذیب فرمائی جو منافق حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کا یہودیوں کو پتہ دینے کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل ہو گیا اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے یہودیوں نے اسی منافق کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکے میں سولی دیدی لیکن پھر خود بھی حیران تھے کہ ہمارا آدمی کہاں گیا نیز اس کا چہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سا تھا اور ہاتھ پاؤں اپنے سے جو کوئی آج کل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے جیسے لاہوری یا قادیانی، مرزائی۔

یہاں اٹھانے سے مراد جسمانی اٹھانا ہے نہ کہ روحانی۔ رب تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتا ہے۔ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ اگر روحانی بلندی مراد ہوتی تو یہاں بَل نہ فرمایا جاتا کیونکہ روحانی بلندی شہید ہونے میں ہے نہ کہ شہید نہ ہونے میں ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی۔

۳۔ تفسیر نعیمی جلد ششم صفحہ ۵۰ میں ہے: ۔خیال رہے کہ اس جملہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی بھی نفی ہے اور سولی پر چڑھانے کی بھی نفی ہے لہٰذا مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ آپ کو سولی پر لٹکایا گیا مگر جان نہ نکل سکی بے ہودہ اور آیت کریمہ کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن کریم فرمارہا ہے وَمَا صَلَبُوْهُ یہود نے انہیں سولی نہ چڑھایا (بقول مرزائیہ) سولی پر چڑھا تو دیا مگر وہاں جان نہ نکلی جان نکلنے کی نفی وَمَا قَتَلُوْهُ میں ہوئی اور سولی چڑھانے کی نفی وَمَا صَلَبُوْهُ میں ہے پھانسی دینا اور ہے پھانسی پر جان نکلنا کچھ اور پھانسی کی نفی سے پھانسی پر چڑھانے کی مطلق نفی ہو جاتی ہے وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، لٰكِنْ حرف استدراک ہے جسے وہم دور کرنے کے لیے

بولتے ہیں شُبِّهَ باب تفعیل کا ماضی مطلق مجہول ہے جس کا مصدر تشبیہ ہے اور تشبیہ کے معنی ہیں کسی کو کسی کا ہم شکل یا شبیہ بنا دینا یا کسی کو شبہ و دھوکہ میں ڈال دینا یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں۔ مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ یعنی یہود کے لیے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا۔ (روح البیان) جس کا نام ططلیانوس یا بودس ذکر ہوتا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے ایک حواری سر جس کو جس کو اس کی اپنی خواہش پر آپ کا ہم شکل بنا دیا اور اسے سولی دے دی گئی۔ (ابن کثیر) جس بادشاہ نے سولی دلوائی اس کا نام داؤد تھا رفع کے معنی اٹھانا بلند کرنا مراد ہوتا ہے۔ اٹھانا کبھی جسمانی ہوتا ہے کبھی رتبہ و مرتبہ کا مگر جب اس کے بعد الیٰ یا علیٰ آئے تو اس سے جسمانی اٹھانا مراد ہوتا ہے یونہی جب اٹھانے کا مفعول کوئی جسم ہو تو اس سے بلندی مکانی مراد ہوتی ہے دوسرے کی مثال اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ جب کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ میں رفع کے بعد الیٰ ہے اس لیے جسمانی بلندی مراد ہے۔ ھا کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے اور اپنی طرف اٹھا لینے سے مراد ایسے مقام پر اٹھا لینا ہے جہاں کسی انسان کی بادشاہت نہ ہو یعنی آسمان پر وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا۝ چونکہ اس اٹھانے پر بہت سے عقلی اعتراضات ہو سکتے تھے کہ جسم انسانی بغیر سیڑھی کیسے آسمان پر چڑھ گیا کرۂ نار اور زمہریر میں کیسے محفوظ رہا، آسمان پر بغیر ہوا اور غذا کیسے زندہ رہا ان تمام خرافات کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غالب بھی ہے جو چاہے کرے وہ بغیر سیڑھی آسمان پر پہنچا بھی سکتا ہے بغیر ہوا و غذا زندہ بھی رکھ سکتا ہے۔ جیسے مرغی کے بچے کو انڈے میں زندہ رکھتا ہے اور

حکمت والا بھی ہے کہ اس اٹھانے میں اس کی لاکھوں حکمتیں ہیں۔

مرزائیوں کا خیال فاسد:۔ ہے کہ اس آیت میں مطلق قتل اور صلب کی نفی نہیں بلکہ ذلت ولعنت کی موت کی نفی مراد ہے؟

جواب ؛۔ یہ ہے کہ یہ محض وسوسہ شیطانی ہے جس پر کوئی دلیل نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ یہود کے خیال باطل کی تردید ہے تو تب بھی آیت میں یہود کا پورا رد ہے کہ وہ قتل بھی نہیں ہوئے اور نہ صلیب پر چڑھائے گئے اس لیے کہ وہ خدا کے سچے نبی تھے علاوہ ازیں اگر یہود کے اس عزم کی رعایت کی جائے تو وہ وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ اور يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ کے یہ معنی ہونے چاہئیں کہ معاذ اللہ وہ انبیاء ذلت اور لعنت کی موت مرے۔

(معاذاللہ ثم معاذ اللہ)

۴:۔ **تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۸ جلد ۳ میں ہے:۔**

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس چشمہ سے کہ جو مکان میں تھا غسل فرما کر باہر تشریف لائے اور سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے (بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لیے تھا) جیسے مسجد میں آنے سے پہلے وضو کرتے ہیں باہر مجلس میں بارہ حوارئین موجود تھے ان کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ بیشک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ کفر کرے گا بعد ازاں فرمایا کہ کون شخص تم میں سے اس پر راضی ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل کیا جائے اور میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو یہ سنتے ہی ایک

نوجوان کھڑا ہوا اور اپنے کو اس جان نثاری کے لیے پیش کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی سابق کلام کا اعادہ فرمایا پھر وہی نوجوان کھڑا ہوا اور عرض کی میں حاضر ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا تو ہی وہ شخص ہے؟ اس کے فوراً ہی بعد اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشن دان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ بعد ازیں یہود کے پیادے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس شبیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکایا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ سند اس کی صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے۔

اس صحیح روایت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے رفع الی السماء کا بذریعہ وحی پہلے ہی سے علم ہو چکا تھا اور یہ بھی علم تھا کہ اب آسمان پر جانے کا تھوڑا ہی وقت باقی رہ گیا ہے اور بظاہر یہ غسل آسمان پر جانے کے لیے تھا جیسا کہ عید میں جانے کے لیے غسل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت ذرہ برابر مضطرب اور پریشان نہ تھے بلکہ غایت درجہ شاداں و فرحاں تھے۔

۵۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ جلد ۳ میں ہے:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع الی السماء سے پہلے حواریوں کی دعوت فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے ہاتھ دھلائے اور رومال کی بجائے اپنے جسم کے کپڑوں سے ان کے ہاتھ پونچھے۔ رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی معراج تھی جس طرح حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جبریل کی معیت میں آسمان کی معراج کے لیے روانہ ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جبریل کی معیت میں معراج کے لیے آسمان پر روانہ ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آسمان پر تشریف لے گئے اس وقت بھی سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے صحیح مسلم میں نواس بن ہمعان کی حدیث میں ہے: جس وقت قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے اس وقت بھی سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے جس شان سے تشریف لے گئے تھے اسی شان سے تشریف آوری ہوگی۔

نوٹ ضروری:۔ سلف میں اس بات کا اختلاف ہے کہ جس شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی وہ یہودی تھا یا منافق عیسائی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص حواری۔ گذشتہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مومن مخلص تھا اس لیے کہ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس پر میری شباہت ڈالی جائے گی وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

۶۔ تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۶ جلد ا میں ہے:۔

اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کی خصوصیت تھی کہ انہیں کے نفخہ سے پیدا ہوئے، انہیں کی تربیت میں رہے اور وہی ان کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔

بجسمہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل

☆...... یہ حقیقت ہے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ کی ضمیر اس طرف راجع ہے جس طرف

مَاقَتَلُوْهُ اور مَاصَلَبُوْهُ کی ضمیریں راجع ہیں اور ظاہر ہے کہ مَاقَتَلُوْهُ اور مَاصَلَبُوْهُ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک اور جسد مطہر واطہر کی طرف راجع ہیں۔ روح بلا جسم کی طرف راجع نہیں اس لیے کہ قتل کرنا اور صلیب پر چڑھانا جسم ہی کا ممکن ہے روح کا قتل اور صلیب قطعاً ناممکن ہے۔ لہٰذا بَلْ رَّفَعَهُ کی ضمیر اسی جسم کی طرف راجع ہوگی جس جسم کی طرف مَاقَتَلُوْهُ اور مَاصَلَبُوْهُ کی ضمیریں راجع ہیں۔

☆......یہودی روح کے قتل کے مدعی نہ تھے بلکہ جسم کے قتل کے مدعی تھے اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ سے اس کی تردید کی گئی۔ لہٰذا بَلْ رَّفَعَهُ میں رفع جسمانی ہی مراد ہوگا اس لیے کہ کلمہ بَلْ کلام عرب میں ماقبل کے ابطال کے لیے آتا ہے لہٰذا بَلْ کے ماقبل اور مابعد میں منافات اور تضاد کا ہونا ضروری ہے اس آیت میں ضروری ہے کہ مقتولیت اور مصلوبیت جو بَلْ کا ماقبل ہے وہ مرفوعیت الی اللہ کے منافی ہو۔ جو بَلْ کا مابعد ہے اور ظاہر ہے کہ مقتولیت اور روحانی رفع بمعنی موت میں کوئی منافات نہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ میں رفع جسمانی مراد ہو کہ جو قتل اور صلیب کے منافی ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ابطال کے لیے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ فرمایا یعنی تم غلط کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو صحیح وسالم آسمان پر اٹھا لیا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ بصیغہ ماضی لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ رفع الی السماء ان کے مزعوم اور خیال قتل اور صلیب سے پہلے ہی واقع ہو چکا ہے۔

☆......رفع کے معنی اٹھانے اور اوپر لے جانے کے ہیں لیکن رفع کبھی اجسام کا ہوتا ہے۔ جیسے وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ، اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ

رَفَعَ السَّمٰوٰتِ ، رَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ اور کبھی رفع معانی اور اعراض کا ہوتا ہے اور کبھی اقوال و افعال کا اور کبھی مرتبہ اور درجہ کا جہاں رفع اجسام کا ذکر ہوگا وہاں رفع جسمانی مراد ہوگا۔ لہٰذا بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیۡهِ رفع جسمانی ہی مراد ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی مراد لینا قرآن کی تحریف ہے جو کہ کفر ہے۔

☆......رفعت شان اور بلندی مرتبہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہلے ہی سے حاصل تھا اور وہ وَجِیۡهًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ کے لقب ہی سے پہلے ہی سرفراز ہو چکے تھے۔ بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیۡهِ میں وہی رفع مراد ہو سکتا ہے کہ جو ان کو یہود کے ارادہ قتل کے وقت حاصل ہوا یعنی رفع جسمانی اور رفع عزت و منزلت اس سے پہلے ہی ان کو حاصل تھا اس مقام پر اس کا ذکر بالکل بے محل ہے۔ بالیقین یہ رفع جسمانی ہے۔

☆......رفع درجات میں تو تمام انبیاء شریک ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر اٹھانے کے ثبوت میں رفع جسمانی کا ذکر سب سے جدا بیان فرمایا۔ اگر یہاں رفع سے بلندی درجات مراد لی جائے تو کیا معاذ اللہ ان انبیاء کے درجات بلند نہیں کئے گئے اور کیا ان کی ارواح آسمان پر نہیں اٹھائی گئیں۔ کیا معاذ اللہ یہ سب نبی ذلت کی موت مرے۔ (معاذ اللہ) مرزائیو! شرم کرو شرم کرو۔

☆......آیت کریمہ میں تمام ضمائر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ و مسیح اور ابن مریم اور رسول یہ جسم معین اور جسد خاص کے نام اور لقب ہیں۔ روح کے اسماء اور القاب نہیں لہٰذا رفع جسمانی ہوا۔

☆......یہودیوں کی ذلت اور رسوائی اور حیرت و ناکامی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کمال عزت و رفعت بجسدہ العنصری صحیح و سالم آسمان پر اٹھائے جانے میں زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

☆......رفعت شان اور علو مرتبت (معاذاللہ) مردہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص نہیں زندہ اہل ایمان اور زندہ اہل علم کو بھی حاصل ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ لہٰذا یہ رفع روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہے۔

☆......اگر آیت میں رفع روحانی یعنی موت مراد ہوتی تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ رفع روحانی بمعنی موت یہود کے قتل اور صلیب سے پہلے واقع ہوا حالانکہ مرزا صاحب اس کے قائل نہیں۔ مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود سے خلاص ہو کر فلسطین سے کشمیر پہنچے اور سری نگر کے محلہ خانبار میں مدفون ہوئے حالانکہ قرآن مجید اس کی تکذیب کرتا ہے اور رفع جسمانی کا اعلان کرتا ہے۔

☆...... رفع روحانی بمعنی موت مراد لینے سے وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا کے ساتھ مناسبت نہیں رہتی عزیز حکیم اور اس قسم کی ترکیبیں اس موقع پر استعمال کی جاتی ہیں جہاں کوئی امر خارق عادت پیش آیا ہو اور وہ رفع جسمانی ہے۔

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تیسری دلیل

پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۵۹، ارشادِ الٰہی ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ

شَهِيدًا ﴿﴾ ترجمہ:۔ کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔ (کنزالایمان)

فائدہ: تمام تفاسیر معتبرہ میں ہے: اگرچہ ابھی اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہیں مانتے مگر عن قریب وہ وقت آرہا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں صحیح وسالم تشریف لائیں گے ان کے آنے پر ان کی وفات سے پہلے تمام یہودی ونصرانی ان پر ویسا ہی ایمان لے آئیں گے جیسا کہ ان کے متعلق قرآن نے خبر دی ہے اور جیسا کہ ان پر مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہودی ان کی نبوت کا اقرار کرلیں گے اور ان میں سے کوئی شخص ان کے قتل یا سولی ہو چکنے کا عقیدہ نہ رکھ سکے گا۔ دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام نے جو فرمایا تھا وہ حق تھا اور ان اہل کتاب کے خیالات باطل تھے محض رفع الی السماء سے پہلے تکذیب وعداوت تھی نزول کے بعد تصدیق اور محبت ہوگی۔ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔

جمہور کے نزدیک:۔

مشہور ومقبول اور راجح قول یہی ہے کہ لَيُؤْمِنَنَّ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے اور بِهٖ اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے بھی یہی معنی کیا ہے کہ زمانہ نزول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہر کتابی ان پر ایمان لے آئے گا۔

فتح الباری صفحہ ۳۵۲ جلد ۶ میں امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:۔

اس پر ابن عباس نے جزم اور یقین کیا ہے جیسا کہ ابن جریر نے بروایت سعید بن جبیر ابن عباس سے باسناد صحیح روایت کیا ہے اور بطریق ابی رجاء حسن بصری سے اس آیت کی تفسیر قبل موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں خدا کی قسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آن میں بھی زندہ ہیں جب نازل ہوں گے اس وقت ان پر سب ایمان لے آئیں گے اور یہی اکثر اہل علم سے منقول ہے اور اسی کو ابن جریر وغیرہ نے راجح قرار دیا ہے۔

تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۴ جلد ۶ میں ہے:۔

اور قتادہ اور ابو مالک سے بھی یہی منقول ہے کہ قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت میں ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہٖ اور مَوْتِہٖ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نازل ہوں گے اس حال میں کہ وہ فیصلہ کرنے والے ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور لڑائی کو ختم کردیں گے (یعنی کوئی کافر نہیں رہے گا کہ اس کے خلاف جہاد کریں) مال کو بہادیں گے

یہاں تک کہ مال کو قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھو۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ [1] معلوم ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور یہ عقیدہ قرآن سے ثابت ہے اور اسی عقیدہ پر اجماعِ امت ہے۔

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۴۳ جلد ۳ میں ہے:۔

صحیح قول یہی ہے کہ دونوں ضمیریں (بِهٖ اور مَوْتِهٖ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور آیت کی تفسیر اس طرح کی جائے کہ آئندہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جس میں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد ایمان لے آئیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک رسول ہیں۔ ابن جریر طبری نے یہی قول اختیار فرمایا ہے سیاق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر مقصود ہے اور یہی قول حق ہے جیسا کہ ہم اس کو دلیل قطعی سے ثابت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد ہے اور اسی پر بھروسہ ہے۔

دوسرا قول:۔ ابن جریر اور ابن کثیر فرماتے ہیں ہر کتابی اپنے مرنے سے پہلے حضرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس پر حق واضح ہو جاتا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔

حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوتھی قرآنی دلیل

☆...... وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا (آل عمران) اور (بطور معجزہ عیسیٰ علیہ

[1]:۔ بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد اول، مسلم صفحہ ۸۷ جلد اول۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

السلام) لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا (مائدہ) (اے عیسیٰ علیہ السلام بطور معجزہ) تو لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔

تفسیر کبیر میں ہے آپ نے بچپن میں بطور معجزہ بنی اسرائیل سے کلام فرمایا اور بڑھاپے میں امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام کریں گے بچپن میں کلام آسمان پر جانے سے پہلے تھا مگر بڑھاپے کا کلام آسمان سے واپس آکر ہوگا ان وجوہات سے بڑھاپے کا کلام چند معجزات کا مجموعہ ہے۔ آسمان سے نزول فرما کر کلام فرمانا معجزہ ہے ورنہ کہولت میں عام طور پر لوگ بولا ہی کرتے ہیں۔

☆...... طبقات ابن سعد صفحہ ۳۴ جلد ا میں ہے:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اٹھائے گئے آسمان کی طرف بتیس سال اور چھ ماہ کی عمر مبارک تھی کہولت یعنی بڑھاپے کا زمانہ آسمان سے واپس تشریف لاکر بسر کریں گے ورنہ آیت کریمہ کا انکار لازم آئے گا۔ اس حوالہ سے ثابت ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے اس کے مقابلہ میں بخاری کا منقطع قول معتبر نہیں۔

حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پانچویں قرآنی دلیل

پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۱۵۴۔ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے انہیں بچانے کی

ایسی پختہ اور قوی تدبیر فرمائی جس سے یہود بے خبر رہے اور اللہ تعالیٰ تمام تدبیر کرنے والوں میں بہتر اور قوی تدبیر فرمانے والا ہے کہ اس نے خفیہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور دوسرے شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل کر کے تختہ دار پر لٹکوادیا یہودی اب تک حیران ہیں کہ اگر ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور اگر اپنے آدمی کو سولی دی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں گئے۔

حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چھٹی قرآنی دلیل

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

(پارہ ۲۵ سورہ زخرف آیت ۶۱)

صحابہ کرام اور تمام محدثین ومفسرین نے اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا قیامت کی پہچان اور نشانی ہے اس میں شک نہ کرو اور میری اتباع کرو۔ یہی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا) صراط مستقیم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ دوبارہ زمین پر آئیں گے اور آپ کا آسمان سے اترنا علامت قیامت ہوگی۔

چنانچہ تفسیر درمنثور نے حضرت عبداللہ ابن عباس، ابوہریرہ، مجاہد وحسن رضی اللہ عنہم سے روایت کی قیامت سے پہلے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔

تفسیر ابن کثیر نے حضرت مجاہد وابوہریرہ، ابن عباس ابوالعالیہ ابی مالک، عکرمہ، حسن قتادہ، ضحاک رضی اللہ عنہم سے یہی تفسیر نقل کی ہے اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کی احادیث متواتر ہیں نیز تفسیر کبیر وغیرہ نے اس

آیت کے یہی معنی کئے۔ ۱؎

حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ساتویں قرآنی دلیل

پارہ ۷ سورۃ مائدہ ۔ عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی ہمارے اوپر کھانا نازل فرما جب تو ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائے گا تو وہ دن میری عمر اول ماننے والے امتیوں کے واسطے یوم عید ہوگا اور میری آخری عمر کے متبعین کے واسطے بھی یوم عید ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اول اور اپنے آخر میں اپنوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں۔ واؤ مغایرت کے لیے درمیان میں رکھ دی آپ کے ماننے والوں کے اولین و آخرین کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت کر رہا ہے۔

حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں احادیث مبارکہ

☆......صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مشکوٰۃ شریف میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم (مرزائیو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم پر یقین کرو) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حاکم عادل ہو کر تم میں اتریں گے صلیب کو توڑ دیں گے (یعنی عقیدہ صلیب ختم ہو جائے گا) خنزیر کو فنا کریں گے (یعنی کوئی خنزیر خور باقی نہیں رہے گا) جزیہ کا حکم ساقط کریں گے (یعنی کوئی کافر نہیں ہوگا) اور اس زمانہ میں ایک سجدہ دنیا بھر سے

۱؎۔ درمنثور صفحہ ۱۰۸۱، ۱۰۸۳، طبع ضیاء القرآن، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۵۴ جلد چہارم طبع ضیاء القرآن، تفسیر کبیر صفحہ ۶۴۰ جلد ۲۷ طبع لاہور، تفسیر جامع البیان صفحہ ۱۱۵ جلد ۱۳ طبع بیروت ۱۹۹۵ء۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

افضل ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں اگر تصدیق چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو۔ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۱؎

☆......مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم حاکم عادل ہوکر تم میں تشریف لائیں گے ان کے زمانہ میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے (یعنی ان سے کوئی کام نہیں لیا جائے گا) حسد و بغض دلوں سے نکل جائے گا مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہوگا۔ ۲؎

☆......اسی مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر جہاد کرتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام تم میں آجائیں۔ ۲؎

☆......ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے، نکاح کریں گے صاحب اولاد ہوں گے، ۴۵ سال قیام فرمائیں گے (گنبد خضریٰ) میں دفن ہوں گے قیامت کے دن ہم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی مقبرے سے اٹھیں گے اور

۱؎: بخاری رقم الحدیث ۳۴۴۸، مسلم رقم الحدیث ۲۴۲، ترمذی رقم الحدیث ۲۲۴۰، ابن ماجہ رقم الحدیث ۴۰۷۸، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۹۹ جلد یازدہم مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۴۴ جلد پانزدہم، ابن حبان رقم الحدیث ۶۸۱۸، مسند احمد رقم الحدیث ۱۰۱۴۴ جلد سوم، شرح السنۃ رقم الحدیث ۴۱۷۰ جلد ہفتم۔

۲؎: مسلم صفحہ ۸۷ جلد اول طبع کراچی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۹ طبع ملتان

ابوجلیل فیضی غفرلہ

ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ۴۸۰، الوفا صفحہ ۸۴۳ طبع لاہور)

نوٹ ضروری:۔ مرزا غلام احمد قادیانی یہ جھوٹا دعویٰ کرتا ہے کہ ان احادیث میں حضرت عیسیٰ ابن مریم سے میں مراد ہوں۔ مگر خیال رہے کہ نہ مرزا کا نام عیسیٰ ہے اور نہ ان کی ماں کا نام مریم بلکہ مرزا جی کا نام منشی غلام احمد اور اس کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ نہ مرزا جی کبھی مدینہ منورہ گئے اور نہ وہاں مرے اور نہ گنبد خضریٰ میں دفن ہوئے نہ ان کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی خود چندوں پر گزارا کیا اب بھی اس کی اولاد قبریں بیچ کر پیٹ پال رہی ہے۔ نہ اونٹ بے کار ہوئے نہ معلوم کہ وہ احادیث کے مصداق کیسے بن گئے؟

☆...... ابو داؤد صفحہ ۲۴۶ جلد دوم طبع ملتان اور مسند احمد صفحہ ۴۸۲ جلد دوم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر دعوت اسلام فرمائیں گے ان کے دور میں اسلام کے سوا سب دین مٹ جائیں گے اور شیر، اونٹ کے ساتھ اور چیتا گائے کے ساتھ اور بھیڑیا بکری کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ انہیں نقصان نہ دیں گے۔ [1] کیا مرزا جی کے دور میں ایسا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں معلوم ہوا یہ وہ مسیح نہیں جس کی حضور علیہ السلام نے خبر دی۔

☆...... بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

---

[1] مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۰۸۴۵ جلد یازدہم، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۱۹۳۷۲ جلد پانزدھم۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور تمہارے امام (محمد مہدی علیہ السلام) تم میں سے ہوں گے۔ ۱

☆......ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے امام ہادی حاکم عادل ہوں گے۔ (مختصر تاریخ دمشق صفحہ ۱۵۴ جلد ۲۰)

☆......احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ فرمایا یہ کیونکر ممکن ہے وہاں صرف میری اور ابو بکر اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کی جگہ ہے۔ (مسند احمد جلد ۷)

☆......ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دجال بھاگے گا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے باب لد کے پاس پائیں گے اور اسے قتل کریں گے۔ ۲ ملخصاً

☆......مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

۱: بخاری صفحہ ۴۹۰ جلد اول، مسلم صفحہ ۸۷ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۳۳۶ جلد دوم شرح السنہ جلد ۷ رقم الحدیث ۴۱۷۲، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۰۸۴۱۔

۲: سنن ابن ماجہ صفحہ ۵۲۱ جلد دوم طبع فرید بک سٹال لاہور۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں سفید مینار سے اپنے ہاتھ فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے اتریں گے ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے تا حد نظر ان کی سانس جائے گی اور ان کی سانس سے کافر مریں گے باب لد کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔ (مسلم شریف صفحہ ۴۰۰ جلد دوم، ابو داؤد شریف صفحہ ۲۴۵ جلد دوم)

☆...... ابوداؤد صفحہ ۲۴۶ جلد دوم، مسند احمد صفحہ ۴۰۶ جلد دوم میں باسانید صحیحہ فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۳۵۷ جلد ۶ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۶ جلد ۳ میں ہے:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء باپ شریک بھائی ہیں شریعتیں مختلف اور دین، اصول شریعت سب کا ایک ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں اس لیے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ نازل ہوں گے جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا وہ میانہ قد ہوں گے رنگ ان کا سرخ اور سفیدی کے درمیان ہوگا ان پر دو رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے سر کی یہ شان ہوگی کہ گویا اس سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ اس کو کسی قسم کی تری نہیں ہوگی، صلیب کو توڑیں گے، جزیہ کو اٹھائیں گے، سب کو اسلام کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دور میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کو نیست و نابود کردے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے دور میں دجال کو قتل کرائے گا پھر تمام روئے زمین پر ایسا امن ہو جائے گا کہ شیر اونٹ کے ساتھ اور چیتے گائے کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے سانپ ان کو نقصان نہ پہنچائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال ٹھہریں گے (ایک اور حدیث ۴۵ سال کی بھی گزر چکی ہے)

پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی وفات نہیں ہوئی آسمان سے نازل ہونے کے بعد قیامت سے پہلے جب یہ سب باتیں ظہور میں آجائیں گے تب ان کی وفات ہوگی۔

☆...... ابن کثیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۲ میں ہے: سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود کو ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے وہ قیامت کے قریب ضرور لوٹ کر آئیں گے اس حدیث میں راجع کا لفظ صراحۃً موجود ہے جس کے معنی واپس آنے والے کے ہیں یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص دوسری جگہ گیا ہو اور پھر وہ وہاں سے واپس آئے۔

☆...... کنز العمال صفحہ ۲۶۸ جلد ۲ میں ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔

ان دونوں حدیثوں میں مِنَ السَّمَاءِ کا لفظ صراحۃً موجود ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

☆...... کتاب الاذجہ صفحہ ۷۷ میں ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے (اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پہلے زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے)

اور میرے قریب مدفون ہوں گے۔ قیامت کے دن میں حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کے ساتھ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان قبر سے اٹھوں گا۔ اس حدیث کو ابن جوزی نے بھی کتاب الوفاء میں بیان کیا حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

ان تمام احادیث اور روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ احادیث میں جس مسیح کے نزول کی خبر دی گئی اس سے وہی مسیح مراد ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے بغیر باپ کے نفخہ جبریل سے آیت اللہ بن کر پیدا ہوئے اور جن پر اللہ نے انجیل اتاری نزول سے امت محمدیہ میں سے کسی دوسرے شخص کا پیدا ہونا مراد نہیں کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل ہو۔ امام بخاری اور دیگر آئمہ حدیث کا احادیث نزول کے ساتھ سورہ مریم اور آل عمران اور سورۃ النساء کی آیات کو ذکر کرنا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ احادیث میں ان ہی حضرت مسیح ابن مریم کا نزول مراد ہے۔ معاذ اللہ اس کا مصداق اگر مرزا جی ہیں تو مرزا جی اپنے اندر وہ علامتیں بتائیں کہ جو احادیث میں نزول مسیح کی ذکر کی گئیں ہیں۔

ا۔ تمام ملتوں کا ختم ہو کر فقط ایک ملت اسلامیہ بن جانا کہ روئے زمین پر سوائے اسلام کے کوئی مذہب نہ رہے۔

۲۔ خنزیر کو قتل کرنا اور صلیب کو توڑ دینا یعنی یہودیت اور نصرانیت کو مٹا دینا۔

۳۔ مال کو پانی کی طرح بہا دینا کہ اس کو قبول کرنے والا نہ رہے۔

۴۔ جزیہ کو اٹھا دینا۔

۵۔ اور زمین پر اتنا امن ہو جانا کہ بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرنے لگیں اور بچے سانپوں سے کھیلنے لگیں۔

ان علامتوں میں سے کوئی بھی علامت مرزا جی کے زمانے میں نہیں پائی گئی بلکہ اس کے برعکس اسلام کو تنزل اور صلیبی مذہب کو ترقی اور اسلامی حکومت کا زوال اور نصاریٰ کا غلبہ جس قدر مرزا جی کے زمانہ میں ہوا اس کی نظیر نہ دور گذشتہ میں ہے اور نہ آئندہ میں ترکی حکومت پر جس قدر بھی زوال آیا وہ تمام کا تمام مرزا جی کے دورِ منحوس میں آیا۔ مرزا کے دور میں کسر صلیب اور قتل خنزیر کے بجائے (خاکم بدہن) کسر اسلام اور قتل مسلمانان خوب ہوا۔ مرزا جی کے زمانہ میں عیسائی تو کیا مسلمان ہوتے الٹا مسلمان عیسائی بنائے گئے۔ مرزا جی جزیہ کو تو کیا موقوف کرتے خود ہی نصاریٰ کے باج گزار ہو گئے اور اپنی زمین کا ٹیکس اور محصول انگریزوں کو دیتے رہے۔ مسیح موعود کی علامتوں میں سے ایک علامت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اتنا مال بہائیں گے کہ کوئی اس کا قبول کرنے والا نہ رہے گا مگر مرزا جی مال تو کیا بہاتے خود ہی ساری عمر چندہ مانگنے میں گزری۔ کبھی مکان کے لیے چندہ مانگا اور کبھی مدرسہ کے نام سے اور کبھی منارۂ مسیح کے نام سے اور کبھی لنگر خانہ کے نام سے اور کبھی بیعت کی فیس کے نام سے اور کبھی کتابوں کی اشاعت کے نام سے۔ غرضیکہ ہر حیلہ سے مال جمع کرنے کی تدبیریں کرتے رہے اور تحصیل دنیا کے وہ نئے نئے طریقے نکالے کہ جو کسی بڑے سے بڑے مکار کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہو سکتے تھے اور مرزا جی کی اولاد نے قبریں بیچنے کا دھندہ شروع کیا۔ اس حقیقت کے واضح اور آشکار ہونے کے بعد بھی اگر کوئی بدعقل اور بدنصیب ایسے مکار پر اپنی ایمان کی دولت کو قربان اور نثار کرنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے۔ ہمارا کام تو حق و باطل کے فرق کو واضح کر دینا ہے سو الحمدللہ وہ کر چکے دوا کر چکے دعا بھی کرتے ہیں کہ خدا ہدایت بخشے اور ہدایت پر قائم رکھے۔

آئمہ امت اسلامیہ کا حیات حضرت مسیح علیہ السلام پر اجماع

۱۔ امام احمد بن حنبل کی پیش کردہ حدیث آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں نیز انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی بیسوں حدیثیں جمع فرمائی تھیں۔

(مسند امام احمد)

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں دجال کا نکلنا، یاجوج ماجوج کا خروج سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے اترنا اور سارے علامات قیامت حق ہیں۔

۳۔ عینیہ میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا اس حال میں کہ لوگ کھڑے ہوئے (حی علی الفلاح پر) نماز کی تکبیر سن رہے ہوں گے کہ بادل چھائے گا اور اچانک حضرت عیسیٰ علیہ لسلام اتریں گے۔

علامہ زرقانی مالکی زرقانی شرح مواھب میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر کر ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر فیصلہ فرمائیں گے وہ اگرچہ امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے۔ لیکن ساتھ ہی نبی بھی ہوں گے کیونکہ نسخ شریعت سے نبوت زائل نہیں ہوتی۔

۵۔ امام شافعی کے مقلدین امام سیوطی، امام رازی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری تسلیم کی اسی طرح امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہم محدثین نیز امام غزالی امام ابن جوزی، حضور غوث اعظم تمام آئمہ بزرگوں کا یہی عقیدہ تھا۔

غوث اعظم سے منسوب کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔ (تفسیر نعیمی صفحہ ۴۶۱ جلد سوم)

یوم میثاق کا وعدہ:۔

میثاق کے دن گروہ انبیاء سے عہد لیا گیا تھا جب تم نبی آخر الزمان ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان کی مدد کرنا، ضروری تھا کہ اس جماعت میں کوئی پیغمبر ایسا بھی ہوتا جو اس عہد پر عمل کر کے سب کی نمائندگی کرتا اس کے لیے بحکم الٰہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام منتخب کئے گئے تا کہ یہ عہد فقط قولی نہ رہے عملی بھی ہو۔

اعتراض:۔ ارشادِ خداوندی ہے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جملہ انبیاء وفات پا گئے۔

جواب:۔ اگر سارے نبی وفات پا گئے ہوتے تو خدا قد ماتت فرماتا قد خلت تو حیات مسیح کی دلیل ہے۔ خلت کے معنی موت نہیں بلکہ خالی ہونا، گزر جانا ہے۔ اس لیے فضائے آسمانی کو خلاء کہتے ہیں تنہائی کو خلوت۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے نبی گزر گئے خواہ وفات پا کر یا آسمان پر جا کر۔ ان معانی پر اجماع مفسرین ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے گزرے کہ ان پر ابھی تک موت نہیں آئی فنا نہیں ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گزر جانے کی نوعیت سب سے مختلف ہے۔

اعتراض:۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود مانا، خدا نے معبودان مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ فرمایا۔ لہٰذا معاذ اللہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے۔

جواب:۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی تعلق نہیں یہ آیت بے جان مُردوں، بتوں کے حق میں اتری۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو بہت بڑی شان ہے خدا نے شہداء کے بارے فرمایا انہیں مُردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں

رزق دیئے جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور بت پتھر بے جان اور مُردے ہیں بتوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ ایک جیسا ماننا کفر ہے۔

اعتراض:۔ حدیث شریف میں ہے اگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام آج زمین پر زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کرنی پڑتی۔

جواب:۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ اس حدیث میں زندگی سے مراد زمین کی ظاہری زندگی مراد ہے جس پر شرعی احکام عائد ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اس طرح زندہ ہیں جس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے نہ روزہ نہ نماز۔

(تفسیر نعیمی صفحہ ۵۵۰ جلد ۳)

مغالطہ:۔ مرزائی کہتے ہیں امام رازی بلندی درجات کے قائل ہیں۔

جواب:۔ اس کے جواب میں فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ پڑھ دینا ہی کافی ہے۔ ایک ہے صرف بلندی درجات اور دوسرے ہے بلندی مکانی۔ امام رازی کیا بلکہ ساری امت صرف بلندی درجات کی قائل نہیں۔ بلندی درجات کے ساتھ ساتھ ساری امت مسلمہ بمعہ امام رازی بلندی مکانی رفع الی السماء جسمانی کی بھی قائل ہے۔

اعتراض:۔ مجمع البحار میں ہے امام مالک موتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں۔

جواب:۔ امام مالک نے فرمایا مات یہاں آسمان پر جانے کے معنی میں ہے۔ امام مالک بلکہ پوری امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے.

مرزاجی کا اعتراف حقیقت:۔ ازالہ اوہام طبع پنجم صفحہ ۲۶۳ میں مرزاجی لکھتے ہیں

مات کے معنی لغت میں نوم بھی ہیں (دیکھو قاموس) نیز مرزا صاحب کی اسی کتاب میں ہے لغت میں موت بمعنی نوم (نیند) اور غشی بھی آتا ہے یعنی بحالت نیند اٹھالیا۔ تعجب ہے کہ مرزائی امام مالک کے اس قول مات میں مرنا مراد کیسے لیتے ہیں جبکہ پوری امت حیات مسیح کی قائل ہے۔

اعتراض:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہوں تو لازم آتا ہے کہ وہ درجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جائیں کہ حضور علیہ وسلم زمین پر ہیں۔

جواب:۔ صدر جہاں بھی بیٹھے صدر ہی ہے اونچے نیچے ہونے پر درجہ کا مدار نہیں۔ ورنہ تارے چاند سورج اور ملائکہ، حور وغلمان آسمان پر ہی ہیں کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہیں؟ موتی پانی میں نیچے ہوتا ہے اور بلبلہ اوپر کیا بلبلہ افضل ہے؟ مرزا جی نیچے اور کوے، گدھیں، اُلو اوپر اس طرح تو مرزا جی سے اُلو افضل ٹھہرا۔

سوال:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں وہ یہاں آکر کون سے احکام چلائیں گے؟

جواب:۔ نبی کا رب تعالیٰ سے تعلق ہے اور مخلوق سے بھی، ربانی تعلق کبھی نہیں ٹوٹتا ان کو ہمیشہ عظمت و وقار حاصل رہتا ہے مگر نسخ کے بعد ان کا تعلق مخلوق سے بحیثیت نبی ٹوٹ جاتا ہے۔ اس طرح کہ ان کی شریعت کے احکام جاری نہیں رہتے یہی حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حیثیت سے تشریف لائیں گے کہ اللہ کے نزدیک نبی ہوں گے مگر مخلوق پر حضور علیہ السلام کی شریعت کے احکام جاری کریں گے۔

نوٹ ضروری قابل توجہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بھی ہیں اور صحابی بھی۔

حافظ شمس الدین ذہبی تجرید میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ زرقانی شرح مواہب صفحہ ۳۴۷ جلد ۵ میں فرماتے ہیں: کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم جس طرح نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں اس لئے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم نے حضور علیہ السلام سے معراج کی رات وفات سے پہلے بحالت حیات اسی جسد عنصری کے ساتھ ملاقات کی اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ باقی انبیاء نے وفات کے بعد یعنی ذائقہ موت چکھنے کے بعد ملاقات کی اس لئے بقیہ نبی صحابی نہیں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صحابی ہونے کی تعریف صادق آتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور علیہ السلام کے معاصر ہونا تو دلائل حیات سے معلوم ہو چکا تھا مگر احادیث معراج اور ابن عساکر اور ابن عدی کی روایات سے ملاقات بھی ثابت ہوگئی۔ علامہ تاج الدین سبکی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہونے کو بطور القاب اور معمہ اپنے ایک قصیدہ میں ذکر کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: وہ کون شخص ہے کہ جو بالاتفاق ابوبکر وعمر سے بھی افضل ہے کہ جو تمام صحابہ سے افضل و بہتر ہے وہ شخص علی وعثمان سے بھی افضل ہے۔ حالانکہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) مصطفیٰ کریم ﷺ کی امت کا ایک فرد ہے۔

حافظ عسقلانی اصابہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جمہور محدثین کے نزدیک نبی ہیں مگر حضور علیہ السلام کے صحابی بھی ہیں جیسا کہ بعض روایات سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات حضور علیہ السلام سے معلوم ہوئی۔ (اصابہ)

اس روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بھی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات مذکور ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت انس بن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو پیغمبروں کے صحابی ہیں تو خلافِ حق نہ ہوگا۔

اجماعِ امت:۔

شرح عقیدہ سفارینیہ صفحہ ۹۰ جلد۲ میں ہے: تمام امت کا اجماع ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور اہل اسلام میں سے ان کا کوئی مخالف نہیں۔ صرف فلاسفہ اور ملحد و بے دین لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے جن کا اختلاف قابل اعتبار نہیں اور نیز تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے مستقل شریعت لے کر آسمان سے نازل نہ ہوں گے۔ اگرچہ وصف نبوت ان کے ساتھ قائم ہوگا۔

اعتراض:۔ کسی شخص کا دوسرے کے مشابہ اور ہم شکل ہو جانا ناممکن اور محال ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ طیطلانوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل ہو کر پھانسی پا جائے۔

جواب:۔ شکلیں بدلنا اور کسی کا دوسرے کے ہم شکل ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ کے مشابہ و ہم شکل ہو گیا۔

۲۔ بدر کی لڑائی میں شیطان سراقہ کے مشابہ و ہم شکل ہو کر کفار مکہ کو جنگ پر اکساتا رہا جب اس نے فرشتوں کو آسمان سے بشروں کے مشابہ ہو کر اترتے دیکھا تو دُم دبا کر بھاگا۔ دنیا میں بہت لوگ آپس میں ہم شکل ہوتے ہیں ہاں یہ خاصہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ کوئی آپ کا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ شیطان بھی خواب میں حضور ﷺ کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ ان الشیطن لایتمثل بی۔

۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام صحابہ کے ہم شکل بن کر آتے تھے۔ جنات مختلف جانوروں کی شکل بن سکتے ہیں۔

۴۔ حضور علیہ السلام نے بہت لوگوں کی شکلیں بدل دیں دیکھو مثنوی مولا روم۔

۵۔ کُوْنُوْا قِرَدَۃً پر غور کرو۔

اعتراض:۔ حضور علیہ السلام معراج کی رات آسمان پر گئے اور واپس آ گئے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تک وہاں رہیں گے کیا وجہ ہے۔

جواب:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جا کر پھر عہدِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں زمین پر تشریف لانا اور حضور علیہ السلام کا عرشی مہمان بن کر جانا اور کونین میں دھوم دھام کا ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سرکشوں کی سرکوبی کے لیے زمین پر تشریف لانا اور فرش پر جلوہ گر ہونا ان دونوں میں بڑا فرق ہے حضور علیہ السلام آسمان سے ہو کر زمین پر اس واسطے رکھے گئے کہ حضور علیہ السلام سے یہاں کا انتظام قائم رہے۔ مرکز دائرہ میں رہنا چاہیے کیونکہ اس کے ہٹنے سے سارا دائرہ بگڑ جائے گا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(حدائق بخشش صفحہ ۱۱۷)

مغالطہ:۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ احمد نبی (معاذاللہ) میرے مرنے کے بعد آئیں گے۔

مرنے کے بعد مرزائیوں کی من گھڑت بات ہے امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے فرمایا میرے آسمان پر جانے کے بعد وہ رسول تشریف لائیں گے جن کا آسمانی نام احمد ہے غلام احمد نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق چونکہ آسمان سے ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانی نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

خیال رہے بعد ہمیشہ موت کے لیے نہیں آتا ارشادِ خداوندی ہے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کیا ولید بن مغیرہ مرنے کے بعد حرام زادہ ہے؟ ہرگز نہیں ارشادِ خداوندی ہے۔ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ کیا فرشتے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں؟ ہرگز نہیں۔

مِنْ بَعْدِی ضرور ارشاد فرمایا مگر اس سے مراد وصال کے بعد نہیں بلکہ آسمان پر جانے کے بعد مراد ہے۔ خدا ہدایت بخشے۔

مغالطہ:۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ خدا کے حضور عرض کر کے اپنی موت کا اعتراف کریں گے۔

جواب:۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کا معنی یہ نہیں کہ جب تو نے مجھے موت دیدی۔ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس کا معنی ہے جب تو نے مجھے بجسمہ اٹھالیا۔ دیکھو تفسیر ابن عباس صفحہ ۸۳، صاوی علی الجلالین صفحہ ۳۱۷، خازن صفحہ ۹۴ جلد ۲ جامع البیان صفحہ ۱۱۱ جز ہفتم، تفسیر کبیر صفحہ ۷۰۰ جلد ۳، تفسیر ابی سعود صفحہ ۷۵۱ جلد ۳، تفسیر نیشاپوری صفحہ ۶۶ جلد ۲، تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۹۴ جلد ۲ تفسیر جواھر الحسان صفحہ ۵۰۳ جلد اول، تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۰۰ جلد اول۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

صحاح ستہ

اور

فقہ حنفیہ

یہ کہنا کہ فقہ حنفیہ صحاح ستہ کے خلاف ہے۔ حنفی عامل بالحدیث نہیں یہ قول سراسر غلط ہے اس کے جواب میں یہ مقالہ حاضر خدمت ہے۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین امابعد

فقہ حنفیہ کی تائید میں کافی احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ اگر یہ حدیثیں نہ بھی ہوتیں جب بھی فقہ حنفیہ کی صداقت میں کلام نہیں۔ اس لئے کہ جب فقہ حنفیہ مرتب ہوا صحاح ستہ کا وجود تک نہ تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ (تابعی المتوفی ۱۵۰ھ) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملنے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز ادا فرماتے دیکھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نماز کے مطابق فقہ حنفیہ کی نماز جو عین اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کو مرتب فرمایا۔ اب صحاح ستہ کی احادیث مبارکہ جو فقہ حنفیہ کی تائید کرتی ہیں ان کو بیان کرتا ہوں جو اصل کتب صحاح ستہ (بخاری مسلم ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) دیکھنا چاہے فقیر ہر وقت دکھانے کے لئے تیار ہے۔

☆...... صحیح بخاری صفحہ۷۶ جلداول، صحیح مسلم صفحہ ۲۲۴ جلداول

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جہنم

جب گرمی سخت ہو تو نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ سے ہے۔ [1]

☆...... ابو داؤد صفحہ۹۷ جلداول

---

[1] اس مضمون کی حدیث بخاری صفحہ۸۷ جلداول السنن الکبری للبیہقی صفحہ۴۳۸ جلداول، کنز العمال صفحہ۲۱۹ جلد ہشتم، نصب الرایہ صفحہ۲۲۸ جلداول میں بھی ہے۔ فیضی

نماز میں صفوں کو چونے گچ کرو اور صفوں کو ایک دوسرے کے قریب کرو اور گردنوں کو برابر کرو۔

فائدہ: معلوم ہوا ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے ہونا احادیث صحاح ستہ کے خلاف ہے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۱۱۲ جلد اول

تکبیر تحریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کے مقابل کیا پھر اللہ اکبر فرمایا۔

☆...... مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۵ بحوالہ بخاری ومسلم ہے۔

حضور اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے برابر کرتے

☆...... مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۷ بحوالہ ابو داؤد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں انگوٹھے تکبیر تحریمہ میں کانوں کے برابر کئے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۷۵ جلد اول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں سوائے تکبیر اولیٰ کے رفع یدین نہیں۔

☆...... ایسا ہی ترمذی صفحہ ۳۳ جلد اول میں ہے۔

☆...... ابو داؤد ۷۵ صفحہ جلد اول

متواتر دو حدیثیں۔ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہتھیلی کو ہتھیلی کی پشت پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔

☆...... ابو داؤد شریف صفحہ ۱۲۱ جلد اول

حضور علیہ السلام نماز الحمد سے شروع کرتے (بسم اللہ زور سے نہیں پڑھی)

☆...... مسلم شریف صفحہ ۱۷۲ جلد اول

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نماز الحمد سے شروع فرماتے (بسم اللہ زور سے نہیں پڑھی)

☆...... ابن ماجہ صفحہ ۵۹ جلد اول

امام کو جماعت میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا بدعت ہے۔ [1]

☆...... سنن نسائی صفحہ ۱۴۴ جلد اول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا اور ہمیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز پڑھائی ہم نے ان سے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ [2]

☆...... ابو داؤد صفحہ ۱۲۱ جلد اول

ابو داؤد نے بسم اللہ کو زور سے نہ پڑھنے کا باب باندھا ہے۔

☆......اسی طرح امام نسائی نے نسائی صفحہ ۱۴۴ جلد اول میں اسی قسم کا باب باندھا ہے

☆...... بخاری صفحہ ۱۰۸ جلد اول

---

[1]: شرح معانی الآثار صفحہ ۱۱۹ جلد اول، جامع ترمذی صفحہ ۳۳ جلد اول، مسند امام اعظم صفحہ ۵۸، نسائی صفحہ ۱۰۵ جلد اول

[2]:۔ مسلم صفحہ ۱۷۲ جلد اول۔ طحاوی صفحہ ۱۱۹ جلد اول مسند احمد صفحہ ۵۷ جلد اول، ابن خزیمہ صفحہ ۲۴۹ جلد اول۔

ابو جلیل فیضی غفرلہ

رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے معلوم ہوا فاتحہ خلف الامام فرض نہیں۔

☆...... سنن نسائی صفحہ ۱۴۶ جلد اول

حضور اکرم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے روک دیا۔

☆...... ایسا ہی ترمذی شریف صفحہ ۴۲ جلد اول میں ہے۔

☆...... ایسا ہی مسلم شریف صفحہ ۱۷۲ جلد اول میں دو مقامات پر ہے۔

☆...... ایسا ہی نسائی شریف صفحہ ۱۴۶ جلد اول میں ہے۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۴۷ جلد اول

جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔

☆...... صحیح بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد اول

حضور اکرم ﷺ نے امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا پورا طریقہ بغیر فاتحہ کے بتایا

☆...... سنن ابن ماجہ صفحہ ۶۱ جلد اول

اذا قراء فانصتوا جب امام قرأت کرے تم خاموش رہو۔

☆...... یہ حدیث دو مرتبہ ابن ماجہ میں ہے۔

☆......نسائی شریف صفحہ ۱۲۶ جلد اول

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کی شرح میں ہے۔ اذاقرء فانصتوا جب امام قرأت کرے خاموش رہو۔

☆...... یہ حدیث نسائی شریف میں دو مرتبہ آئی ہے۔

☆...... ترمذی صفحہ ۴۲ جلد اول

"من صلی رکعة لم یقرء فیهابام القران فلم یصل الاان یکون وراء الامام"
هذاحدیث حسن صحیح

جس نے بغیر فاتحہ نماز پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی مگر امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نماز ہو جائے گی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

☆...... یہ حدیث ترمذی شریف میں دو مقامات پر آئی ہے۔ (واقعی بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی جب اکیلا ہو یا امام ہو)

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۳۴ جلد اول

نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین آہستہ کہی وخفض بها صوته

☆...... بخاری شریف صفحہ ۱۰۹ جلد اول پر دو حدیثیں۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۴۰ جلد اول۔

☆......سنن ابو داؤد شریف صفحہ ۱۳۱ جلد اول۔

☆...... سنن نسائی شریف صفحہ ۱۷۰ جلد اول۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر رفع یدین صحابی کو نماز سکھائی۔

☆...... ابن ماجہ صفحہ ۷۵ جلد اول میں ہے۔

بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دائیں کو کھڑا کرنا چاہیے رکوع وسجود میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ صرف بائیں طرف گر کر بیٹھنا منع ہے۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۶۲ جلد اول میں ہے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۱۴۷ جلد اول میں ہے۔

☆...... سنن نسائی صفحہ ۱۳۲ جلد اول میں ہے۔

جب امام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ رکوع وسجود کی تکبیر کے وقت رفع یدین نہیں سورۃ فاتحہ پڑھنا صرف امام کا کام ہے۔ مقتدی کا نہیں امام کی اقتدا میں فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔

☆...... مسلم شریف صفحہ ۱۷۰ جلد اول

بذات خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا طریقہ بغیر رفع یدین کے سکھایا۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۵۸ جلد اول

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں نہ رفع یدین عند الرکوع والسجو اور نہ جلسہ استراحت۔

☆...... ایسا ہی مسلم شریف صفحہ ۱۶۹ جلد اول میں ہے۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۶۱ جلد اول

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں تو آپ نے نماز پڑھی سوائے ایک دفعہ کے رفع یدین نہیں کیا یعنی ہاتھ نہیں اٹھائے اب بتایئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز بغیر رفع یدین ہوئی یا نہیں۔

☆...... ایسا ہی ابو داؤد صفحہ ۱۱۶ جلد اول میں ہے۔

☆...... ابو داؤد شریف صفحہ ۱۱۶ جلد اول میں ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بھی نماز شروع فرماتے اپنے

دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں کے قریب کرتے پھر رفع یدین نہ کرتے۔

☆...... یہ حدیث ابو داؤد شریف میں دو مرتبہ آئی ہے۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۵۸ جلد اول

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں راوی نے کہا کیوں نہیں! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تو آپ نے صرف پہلی دفعہ رفع یدین کیا پھر نہیں لوٹایا۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۳۵ جلد اول

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کی مثل نماز پڑھی سوائے تکبیر تحریمہ کے پھر رفع یدین نہ کیا، فرمایا یہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز ہے جو بغیر رفع یدین کے ہے۔

☆...... ابو داؤد شریف صفحہ ۱۱۴ جلد اول میں ہے۔

تابعین حضرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز بغیر رفع یدین عند الرکوع والسجود مانتے تھے۔

☆...... مسلم شریف صفحہ ۱۸۱ جلد اول

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم رفع یدین کرتے ہو جیسا کہ گھوڑے اپنی دُمیں بار بار ہلاتے ہیں نماز میں سکون کرو۔
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث ایک اور واقعہ کے متعلق

ہے۔اس حدیث سے تعلق نہیں۔

دلیل نمبر۱ :۔ پہلی حدیث جو ہم نے نقل کی ہے اس میں واقعہ یوں ہے خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جماعت کا ذکر نہیں بلکہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اور پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری حدیث میں واقعہ اور ہے کنا اذا صلینا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی جب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔تو سلام کے وقت اشارہ کرتے اور تیسری حدیث میں مع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

دلیل نمبر 2 :۔ جو ہم نے عدم رفع یدین کے متعلق حدیث بیان کی ہے۔اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں مالی اراکم رافعی ایدیکم صاف رفع یدین کا ذکر ہے۔جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور باقی دونوں حدیثوں میں سے ایک میں تو تومون بایدیکم تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو اور تیسری حدیث میں ما شانکم تشیرون بایدیکم موجود ہے کیا ہے تمہارا شان کہ ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو۔تو صاف ثابت ہوا کہ سلام کے وقت اشارہ کرتے تھے اور پہلی حدیث میں صاف رفع یدین کے الفاظ ہیں جس سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع فرما رہے ہیں۔

دلیل نمبر 3 :۔ آخر میں ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوٰۃ نماز میں سکون اختیار کرو نماز میں سلام کے وقت اشارہ کرنے سے اسکنوا فی الصلوٰۃ فرمان صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہیں آتا کیونکہ وہ فی الصلوۃ کا مصداق ہی نہیں۔

☆...... نسائی شریف صفحہ ۱۶۴ جلد اول حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی پھر ترک فرمادی۔

☆...... یہ حدیث نسائی شریف میں تین مقامات پر ہے۔

☆...... نسائی صفحہ ۱۶۴ جلد اول قنوت نازلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک فرمادی حضرات ابوبکر، عمر، عثمان علی رضی اللہ عنہم نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔

☆......بخاری شریف صفحہ ۱۳۶ جلد اول صرف ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی گئی۔

☆......بخاری شریف میں تین مقامات پر ہے۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی۔

☆......ترمذی شریف صفحہ ۵۷ جلد اول

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی فجر کی دو سنتیں رہ جائیں تو چاہیے کہ سورج چڑھنے کے بعد ان کو پڑھے۔

☆......ابو داؤد شریف صفحہ ۲۸ جلد اول میں ہے:۔

سرکار علیہ السلام نے فرمایا وتر حق (بمعنی واجب) ہے پھر جس شخص نے وتر نہیں پڑھے تو وہ میری امت سے نہیں وتر حق ہے۔تو جس شخص نے وتر نہیں پڑھے تو وہ ہم سے نہیں وتر حق ہے تو پھر جس شخص نے وتر نہیں پڑھے تو وہ میری امت میں سے نہیں۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۵۰ جلد اول

سرکار علیہ السلام نے فرمایا نماز جوڑا جوڑا ہے ہر دو رکعتوں میں ایک تشہد ہے۔

☆...... مسلم شریف صفحہ ۲۱۴ جلد اول، ابو داؤد شریف صفحہ ۱۵۱ جلد اول

سجدہ سہو بعد از سلام ہے۔

☆...... ابو داود شریف صفحہ ۱۵۳ جلد اول

عید کے دن جمعہ جائز اور ظہر فرض ہوتی ہے۔

☆...... ابو داؤد شریف صفحہ ۱۵۳ جلد اول

سرکار ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اس دن میں دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں تو جو چاہے اس کو جمعہ بھی جائز ہے اور ہم دونوں کو جمع کرنے والے ہیں۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۱۱۹ جلد اول

اکثر اہل علم اس پر عامل ہیں۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے 20 بیس رکعت تراویح روایت کی گئی ہے اور یہی حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے اور حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنے شہروں مکہ معظمہ میں میں نے پایا کہ وہ بیس رکعتیں تراویح پڑھتے تھے۔

☆......مسلم شریف صفحہ ۲۹۳ جلد اول، بخاری شریف صفحہ ۹۳۸ جلد دوم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۲۱۶ جلد اول

میں دو مقامات پر دعا میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے۔

پہلی حدیث میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرح دعا فرماتے تھے۔ اپنے دونوں ہاتھوں کی اندر کی ہتھیلیوں کے ساتھ دعا فرماتے۔

دوسری حدیث میں ہے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما بیشک تمہارا رب زندہ ہے کریم ہے اپنے بندے سے حیا کرتا ہے جب بندہ دونوں ہاتھوں کو اٹھائے یہ کہ ان کو خالی لوٹا دے۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۳۰۰ جلد دوم

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتی کہ اس کی بغلیں ظاہر ہو جائیں سوال کرے اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال مگر اس کو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے جب تک جلدی نہ کرے۔

☆...... ابن ماجہ صفحہ ۲۸۳ جلد اول باب رفع الیدین فی الدعا

☆...... بخاری شریف صفحہ ۹۳۸ جلد دوم باب رفع الایدی فی الدعا

حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی صحابہ نے بغلوں کی سفیدی دیکھی

☆...... یہی حدیث بخاری شریف میں اس کے ساتھ ہے۔

☆...... ابو داؤد شریف صفحہ ۲۱۷ جلد اول

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے اسی قسم کی حدیث ابو داؤد صفحہ ۲۱۷ جلد اول میں ہے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۲۱۸، ۲۱۹ جلد اول میں دو مقامات پر موجود ہے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۲۲۰ جلد اول

ہر نماز کے بعد دعا مانگنا حضور اکرم ﷺ کی وصیت ہے۔

☆...... ابو داؤد صفحہ ۲۱۶ جلد اول میں دو حدیثیں اس کے جواز کی ہیں۔

☆...... ترمذی شریف صفحہ ۶۷ جلد اول نوافل کے بعد دعا جائز ہے۔

☆......ابو داؤد شریف صفحہ ۲۱۵ جلد اول نماز کے بعد درود شریف اور دعا جائز ہے

☆......مسلم شریف صفحہ ۲۹۳، ۳۱۳ جلد اول

تین دفعہ دعا مانگنا جائز اور مستحب ہے۔

☆......کھانے پر ختم کا ثبوت ابو داؤد صفحہ ۲۸۵ جلد اول میں ہے۔

☆......نذرانے پر دعا کا ثبوت ابن ماجہ صفحہ ۱۲۹ جلد اول میں ہے۔

ان بیاسی حوالہ جات سے ثابت ہوا ہے۔ فقہ حنفیہ عظیم فقہ ہے۔ جس کی تائید صحاح ستہ سے بھی ہوتی ہے۔ دیگر کتب احادیث میں بھی فقہ حنفیہ کی تائید میں کافی دلائل موجود ہیں۔ ضعیف ضعیف کی رٹ عبث ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں یہ ضعف کے وجوہ موجود نہ تھے۔ کیونکہ ضعیف راوی ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

هذا ما ظهر لی فی هذاالباب و الله ورسوله اعلم بالصواب

ناجی فرقہ

سواد اعظم اہل سنت و جماعت
مذاہب اربعہ میں سے

احق، اصح اور اقرب الی الحق

مذہب امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ

ہونے کا ثبوت

سبب تالیف

غیر مقلدین تقریراً وتحریراً یہ عام پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ حنفی مذہب قرآن وحدیث کے مخالف اور متصادم ہے سادہ لوح احناف سعودی ویزوں اور ریالوں کے لالچ میں اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو رہے ہیں۔

اولاً:۔ اس مقالہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ حنفی مذہب قرآن وسنت کے عین مطابق اور اقرب الی الحق ہے۔

ثانیاً:۔ آج کل دیوبندی صاحبان حنفیت کی آڑ میں اعتزال اور وہابیت پھیلا رہے ہیں خالص حنفیوں پر شرک وبدعت کے فتوے لگا کر عوام کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر نجدیت کی طرف لے جا کر غیر مقلدین کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں لہذا ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنے حنفی بھائیوں کو اپنے امام اعظم اور حنفی علماء کے عقائد سے آگاہ کیا جائے۔

مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے ارشادات بزرگان

ارشاد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ :۔

خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پیر ومرشد کتاب ہشت بہشت صفحہ ۲۵ وکتاب انیس الارواح صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں امام اعظم کوفی تیس (یا چالیس) سال تک رات کو نہیں سوئے اور آپ کا پہلو مبارک زمین پر نہیں لگا۔ پھر فرمایا کہ جب انہوں نے آخری حج کیا تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کعبے کے دروازے پر آئے اور کہا دروازہ کھولو آج کی رات خداوند تعالیٰ کی عبادت کر لیں کون جانتا ہے کہ دوسری دفعہ مجھے حج کی قدرت حاصل ہو یا نہ ہو دروازہ کھل گیا امام اعظم اندر چلے گئے خانہ کعبہ کے

دوستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے آدھا قرآن شریف پڑھ کر رکوع وسجود پورا کر کے (نماز ختم کرنے کے بعد) کہا اے خداوند میں نے تیری اطاعت ایسی نہیں کی جیسا کہ اطاعت کا حق تھا اور میں نے نہیں پہچانا تجھے جیسا کہ تیرے پہچاننے کا حق تھا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے ابو حنیفہ تو نے پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق تھا میں نے تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے پیرو ہیں اور وہ لوگ جو تیرے مذہب (حنفی) پر چلیں گے انہیں بخشا۔ ثابت ہوا تمام حنفی مغفور ہیں۔

ارشاد بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۔

راحت القلوب صفحہ ۵۶ اور ہشت بہشت صفحہ ۱۵۴ میں فرماتے ہیں:۔

مذہب کے شجرے سے ضرور واقف ہونا چاہئے پھر فرمایا کہ جس طرح مرید کو اپنے پیر کا شجرہ جاننا ضروری ہے اسی طرح مذہب کا شجرہ جاننا بھی ضروری ہے کہ پروردگار سے کس طرح ملتا ہے پھر فرمایا کہ اگر سوال کیا جائے تو کس کے مذہب میں ہے تو کہو کہ امام اعظم کوفی کے مذہب میں ہیں جو بعینہ حضور علیہ السلام کا مذہب ہے اور خدا تعالیٰ تک ملنے کا ذریعہ ہے۔ (ملخصاً)

ارشاد محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالی علیہ:۔

افضل الفوائد مرتبہ امیر خسرو صفحہ ۵۶، ۵۷ اور ہشت بہشت صفحہ ۳۷۲، ۳۷۳ میں ہے امام اعظم نے تیس سال تک پشت مبارک زمین پر نہ لگائی اور نہ اس عرصے میں سوئے پھر جناب کی بزرگی کے بارے میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ماہ رمضان میں آپ نے ایک سو بیس مرتبہ قرآن شریف ختم کیا ہر روز چار مرتبہ قرآن مجید

ختم کیا کرتے تھے بعد ازاں فرمایا کہ جب امام ابو یوسف نے سنا کہ امام اعظم دن میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں تو فرمایا کہ چونکہ ہم بھی آپ کے مذہب میں ہیں اس لئے ہمیں بھی کچھ کرنا چاہیے تا کہ قیامت کے دن آپ کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔

داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ تعالی علیہ ثم لاہوری کا ارشاد:۔

داتا صاحب کشف المحجوب اردو صفحہ ۲۱۲ میں فرماتے ہیں۔ خواب میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور فرما رہے ہیں ابو حنیفہ تجھے اللہ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے بنایا ہے گوشہ نشینی کا عزم نہ کر چنانچہ آپ نے خدمت دین شروع کر دی اور بڑے بڑے مشائخ کرام کے مثل ابراہیم بن ادھم اور فضیل بن عیاض، داؤد طائی، بشر حافی رحمھم اللہ وغیرہ ہم کے استاد ہوئے۔

صفحہ ۲۱۶ میں لکھا۔ حضرت یحیٰ بن معاذ رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے نیچے، میں (یعنی داتا ہجویری) ایک بار شام میں تھا اور حضرت بلال مؤذن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار کے سرہانے سو رہا تھا کہ اپنے کو مکہ معظمہ میں دیکھا اور اسی خواب میں دیکھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں میں فرط محبت سے دوڑا اور حضور کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر حضور کے اتنے محبوب کون ہیں؟ حضور میرے تعجب کو نور نبوت سے سمجھ

گئے مجھے فرمانے لگے یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ امید قوی ہے اور میرے اہل شہر بھی بالخصوص امیدوار ہیں اور اس خواب سے میرا یہ خیال بھی صحیح ہو گیا کہ حضرت امام انہیں پاک ہستیوں سے میں سے تھے جو اوصاف طبع سے فانی اور احکام شرع کے ساتھ باقی وقائم ہیں۔ اس لئے کہ ان کے چلانے والے حضور علیہ السلام ہی ہیں اور جب ان کے قائد خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو فانی الصفت ہوئے اور نبی کی صفت بقا سے قائم ہے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدور خطا ناممکن ہے جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی یہ درحقیقت ایک نہایت لطیف رمز ہے۔

جس کی نماز نہیں وہ ولی نہیں ہو سکتا

اکابرین اولیاء داتا ہجویریؒ، خواجہ اجمیریؒ، خواجہ عثمان ہارونی، بابا فریدالدین، خواجہ محبوب الٰہی دہلوی، پیر سواگ، خواجہ نقشبند، شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ نور محمد مہاروی سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے اگر حنفیوں کی نماز صحیح نہیں تو یہ اللہ کے ولی کیسے ہو گئے؟ اگر ان کو اولیاء اللہ مانتے ہو تو حنفی نماز عین سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہے۔

مقلدین سے حدیث لینا جائز اور تقلید شرک فی الرسالت؟

غیر مقلدین جن آئمہ حدیث (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی) سے احادیث لیتے ہیں وہ سب کے سب مقلد تھے ان میں سے کوئی بھی غیر مقلد نہ تھا اگر تقلید شرک فی الرسالت ہے تو مشرکین سے احادیث لینا کیسے جائز ہے؟

تحمید وتمھید

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد! غیر مقلدین اپنے رسالہ شمع توحید میں لکھتے ہیں آج سے تقریباً اسی سال پہلے سب مسلمان قریباً اسی خیال کے تھے جس کو آج کل بریلوی حنفی خیال کہا جاتا ہے۔ ۱ہمارے ہاں وہابیت نجدیت کی موذی مرض ابھی چند سالوں سے پیدا ہوئی ہے اس کی ساری ذمہ داری ان دیوبندی مولویوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے نجدی وہابی مذہب کو عربی مذہب کے لباس میں پیش کیا جب حرمین شریفین کے سرکاری تنخواہ خور اماموں کی نمازیں لوگوں نے دیکھیں تو یہاں آکر وہ بھی رفع یدین کرنے لگے اور اہل حدیث کہلوانے لگے اہل حدیث ہونا ان کا محض دعویٰ ہے اگر وہ واقعی اہل حدیث ہوتے تو ہر حدیث پر عمل کرتے۔ وہ حدیثیں تو لے لیتے ہیں جن کا مطلب اسماعیل دہلوی نے اپنے خیال کے مطابق سمجھا ہے اور وہ حدیثیں جن پر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قابل عمل ہونے کے لئے مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے اور تابعی ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام کو جس طرح نماز پڑھتے دیکھا ان کو چھوڑ دیتے ہیں امام اعظم فرماتے ہیں اذا صح الحدیث فھو مذھبی (میزان الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۵) جب مجھے صحیح حدیث ملی تو میں نے اسے اپنا مذہب قرار دیا میرے مذہب کا کوئی عمل خلاف حدیث نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر حدیث سنت نہیں اور ہر سنت حدیث کے مطابق ہے۔ ہم بحمد للہ اہل سنت ہیں ہم حدیثوں میں سے سنت رسول تلاش کرتے ہیں ہمیں جس امام پر اعتماد ہے ان کا زمانہ زمانہ نبوی ﷺ کے قریب ہے وہ تابعی ہیں صحابہ کرام کو انہوں

ا:۔ شمع توحید صفحہ ۵۲ از ثناء اللہ غیر مقلد وہابی۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

نے نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ نے جن احادیث سے استدلال فرمایا کہ پہلے ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھاؤ پھر رفع یدین نہ کروامام کے ساتھ الحمد نہ پڑھوامام کے خلف یعنی سلام پھیرنے کے بعد تمہاری کوئی رکعت رہتی ہوتو پھر فاتحہ پڑھو۔ آمین آہستہ کہو، ہاتھ زیر ناف باندھوان کوضعیف کہنا زبردست مغالطہ ہے۔ کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جب ان احادیث سے استدلال فرما کر اپنا فقہ قرآن وسنت کے مطابق مرتب فرمایا تو وہ ضعیف راوی جن کی وجہ سے بعد کے محدثین کرام، بخاری ومسلم وغیرہ کو روایت ضعیف ہوکر ملی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔

اسناد میں ان کا شامل ہونا بہت بعد کی بات ہے لہذا کسی غیر مقلد وہابی کو یہ ثابت کرنا آسان نہیں کہ یہ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کو ضعیف ہوکر ملی علمائے اہل سنت کو خیال رکھنا چاہئے کہ ضعیف ضعیف کی رٹ لگانے والے سے وجہ ضعف پوچھیں پھر یہ تحقیق کریں کہ یہ ضعف امام اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے کا ہے یا بعد کا؟

انشاء اللہ وہابی جی پانی مانگ جائیں گے!

حنفیت عین دین مصطفیٰ (علیہ وسلم) ہے:۔ حنفیوں کو غیر مقلدین یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب دین مصطفیٰ (علیہ وسلم) کے مدمقابل ایک نیا مذہب ہے۔ (معاذاللہ) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے فروعات میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تقلید اس لئے کی ہے کہ انہوں نے ہم کو قرآن وسنت سے واضح کر کے بتلایا کہ حضور علیہ وسلم کا آخری عمل اولاً کانوں تک ہاتھ اٹھانا پھر رفع یدین نہ کرنا، آمین آہستہ کہنا امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھنے کا حکم وغیرہ ہے غیر مقلدین نے اپنے اعمال رفع یدین آمین

بالجھر ،امام کے پیچھے الحمد پڑھنا وغیرہ صدیوں بعد کے لوگوں سے اخذ کئے اور ہم نے ایک تابعی سے اخذ کئے اگر اسماعیل دہلوی وغیرہ پر اعتماد کرنا اور ان کی بات مان کر ان کی تقلید کرنا شرک فی الرسالت نہیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتماد کرنا کیسے شرک فی الرسالت ہو گیا فقیر نے اس مقالہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن وسنت کے مطابق اصح طریقہ نماز حنفیوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین کو صحیح سمت چلنے کی توفیق بخشے کہ وہ بزرگان احناف کے خلاف ہرزہ سرائی سے باز آئیں وماتوفیقی الاباللہ

ہر مسئلہ کے ساتھ حوالہ کتب پر اکتفا کیا گیا ہے حوالہ کی تفصیل کے لئے اصل کتب ملاحظہ فرمائیں۔ کوئی صاحب حوالہ غلط ثابت کر دکھائیں منہ مانگا انعام دوں گا۔ ان صحیح حوالہ جات کی موجودگی میں غیر مقلدین کو چاہیے کہ اپنا شتر بے مہار اور اسپ بے لگام مذہب چھوڑ کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی اور تقلید کے صدقے قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں گردن کا مسح کرنا مستحب ہے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب میں ہے:۔ التلخیص الحبیر صفحہ ۶ ، مسند فردوس مع تسوید القوس صفحہ ۴۴ ،طحاوی صفحہ ۹۳ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۴۸۱ جلد سوم التلخیص صفحہ ۹۲ جلد اول ،معجم طبرانی بحوالہ غایۃ المقصود صفحہ ۱۳۷ جلد اول معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۴۲ جلد دوم، کشف الاستار عن زوائد البزار صفحہ ۸۸ جلد اول ،تلخیص صفحہ ۳۴ ، ابو نعیم بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۰۲۔

فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھنا افضل ہے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔نسائی صفحہ ۶۵ جلد اول ،ابو یعلی

مجمع الزوائد صفحہ ۳۰۴ جلد اول، نصب الرایہ صفحہ ۲۳۹ جلد اول، آثار السنن صفحہ ۵۸ ،معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۵۸ جلد اول مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۵۹ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۲۱ جلد اول طحاوی صفحہ ۱۲۳، ۱۲۶ جلد اول مجمع الزوائد صفحہ ۳۰۵ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۲ جلد اول۔

ظہر کی نماز گرمیوں میں تاخیر سے اور سردیوں میں جلدی پڑھنی چاہئے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔ نسائی صفحہ ۵۸ جلد اول ،بخاری صفحہ ۷۷ جلد اول، مسلم صفحہ ۲۲۴ جلد اول، اعلاء السنن صفحہ ۲۔

عصر کی نماز دو مثل سایہ کے بعد پڑھنی چاہئے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔

دارقطنی بیہقی بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۷۲، ابوداؤد صفحہ ۵۹ جلد اول، ابن ماجہ زجاجہ صفحہ ۱۷۳، صحیح مسلم صفحہ ۱۴۳ جلد اول، المستدرک للحاکم۔

اذان بلا ترجیع

حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے سامنے اور آپ کے بعد مسجد نبوی میں جو اذان پڑھی گئی اس میں ترجیع نہیں۔ [1]

ملاحظہ ہو نصب الرایہ صفحہ ۷۵ ،ترمذی ،ابن ماجہ ابو داؤد، مسند احمد بخاری ،المستدرک للحاکم۔

---

[1]: یعنی اشھدان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد رسول اللہ کو پہلے دو مرتبہ آہستہ آواز سے کہا جائے اور بعد میں دو مرتبہ بلند آواز سے کہا جائے۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

کلمات اذان واقامت دو دو مرتبہ ہیں

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۰۳ ۲۰۶ جلد اول، طحاوی صفحہ ۹۳، ۹۵ جلد اول خلافیات بیہقی بحوالہ درایہ صفحہ ۱۱۵ جلد اول، صحیح ابو عوانہ صفحہ ۳۳۱ جلد اول، ترمذی صفحہ ۴۸ جلد اول، نسائی صفحہ ۷۲ جلد اول، دارمی صفحہ ۲۱۷ جلد اول ابن ماجہ صفحہ ۵۲، ابو داؤد صفحہ ۷۳ جلد اول دارقطنی صفحہ ۲۴۱ جلد اول، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۶۳، ۴۶۲ جلد اول، نصب الرایہ صفحہ ۲۶۷، جامع المسانید صفحہ ۳۰۰ ، مشکوۃ صفحہ ۶۳، آثار السنن صفحہ ۵۲

تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔مسند احمد صفحہ ۳۰۳ جلد چہارم دارقطنی صفحہ ۲۹۴، ۳۰۰، ۳۴۵ جلد اول طحاوی صفحہ ۱۳۵ جلد اول، المستدرک للحاکم صفحہ ۲۲۶ جلد اول، سنن کبری بیہقی صفحہ ۹۹ جلد دوم، ابو داؤد صفحہ ۱۰۵ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۰۲ جلد اول، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۱۸ جلد ۲۲، مسلم صفحہ ۱۶۸، ۱۷۳ جلد اول، مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۲۵۴ جلد دوم۔

کندھوں تک ہاتھ اٹھانے کی احادیث ہمارے خلاف نہیں جب ہم کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں کندھے خود بخود اس میں آجاتے ہیں اوران احادیث پر ہمارا عمل خود بخود ہوجاتا ہے۔غیر مقلدین منکر احادیث ہیں۔

مردوں کے لئے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۰

۳۹۱ جلد اول، کتاب الآثار صفحہ ۲۸، ابو داؤد نسخہ ابن الاعربی، بیھقی صفحہ ۳۱ جلد سوم، مسند احمد صفحہ ۱۱۰ جلد اول دار قطنی صفحہ ۲۸۶ جلد اول، محلی ابن حزم صفحہ ۳۰ جلد سوم، منتخب کنز العمال صفحہ ۳۵۰ جلد دوم، اعلاء السنن صفحہ ۱۴ نصب الرایہ صفحہ ۳۱۴ مسند اھل بیت صفحہ ۱۷۴، الجواھر النقی علی البیھقی صفحہ ۳۱ جلد دوم۔ المغنی صفحہ ۴۷۳ جلد اول، ترمذی ۵۹ جلد اول، آثار السنن صفحہ ۱۷، تحفۃ الاحوذی صفحہ ۲۱۴۔

کوئی غیر مقلد قیامت تک صحاح ستہ سے سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا

امام نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھے

اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب احادیث میں ہے۔

مجمع الزوائد صفحہ ۱۰۸ جلد دوم، نسائی صفحہ ۱۰۵ جلد اول، مسلم شریف صفحہ ۱۷۲ جلد اول، بخاری شریف صفحہ ۱۰۷ جلد اول، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۹۳ جلد نہم ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۱۱ جلد اول، تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۳۰۹، ۳۰۶ جلد اول۔

غیر مقلدین کا جہری نمازوں میں بسم اللہ جہراً پڑھنا بدعت ضلالہ ہے۔

مسلمانو! سوچو! یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہئے

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رکھو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قُرِئَ واحد کا صیغہ بیان فرمایا یعنی امام اور اکیلا نماز پڑھنے والا قرأت کرے اور فَاسْتَمِعُوْا اور وَاَنْصِتُوْا جمع کا صیغہ بیان کر کے مقتدیوں کو خاموش رہنے کا حکم دیا ان تفاسیر معتبرہ وکتب احادیث کے حوالے ملاحظہ ہوں کہ یہ آیت مقتدیوں کو امام کے پیچھے خاموش رہنے کے بارے اتری۔

تفسیر طبری صفحہ ۱۰۳، ۱۱۰ جلد نہم، کتاب القرأۃ للبیھقی صفحہ ۸۷، ۸۸، تفسیر درمنثور صفحہ ۱۵۶ جلد سوم، فتاویٰ کبری صفحہ ۱۶۸ جلد دوم، ابن کثیر صفحہ ۲۸۱ جلد دوم، روح المعانی صفحہ ۱۵۰ جلد نہم، تفسیر مظھری صفحہ ۵۰۷ جلد سوم، فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۱۶۸ جلد دوم، تفسیر کشاف صفحہ ۵۲۳ جلد اول، تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۰۸ جلد اول، تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۷۲ جلد دوم، تفسیر ابو السعود صفحہ ۵۰۳ جلد چہارم، جلیل القدر صحابہ ابن عمر، ابن عباس، ابن مسعود ابن معقل کے نزدیک آیت کریمہ قرأت خلف الامام کی ممانعت کے بارے اتری بیہقی میں ہے صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہ کرے قرآن مجید میں محبوب علیہ السلام کو حکم فرمایا جب جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے قرآن پڑھے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ معلوم ہوا تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہنا ضروری ہے۔ مذہب امام اعظم کی تائید قرآن مجید سے ہو رہی ہے۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واذاقرء فانصتوا جب امام قرأۃ کرے تم خاموش رہو۔ ملاحظہ ہو۔

مسلم صفحہ ۱۷۲ جلد اول، مسند امام احمد صفحہ ۴۱۵ جلد چہارم، صحیح ابو عوانہ

صفحہ۱۳۳ جلد دوم (دواحادیث) ابن ماجہ صفحہ ۶۱ (دواحادیث) نسائی صفحہ ۱۰۷ جلد اول (دواحادیث) مسند امام احمد صفحہ ۳۷۶ جلد دوم، کتاب القرأۃ للبیھقی صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۵۵، ابوداؤد صفحہ ۱۴۰ جلد اول، مشکوۃ صفحہ ۸۱، دارقطنی صفحہ ۳۲۸ جلد دوم، طحاوی صفحہ ۱۲۸۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو قرأۃ الامام لہ قرأۃ تو امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے کیونکہ امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے مقتدی کو قرأت کی ضرورت نہیں ملاحظہ ہو کتاب القرأۃ للبیھقی صفحہ ۱۲۶، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۶۳، ۱۷۰، ۱۸۳، مؤطا امام محمد صفحہ ۹۵، مسند ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۷ جلد اول مسند احمد بن منیع بحوالہ فتح القدیر صفحہ ۲۹۵ جلد اول، دارقطنی صفحہ ۳۳۱ جلد اول (قرأت جہری ہو یا سری مقتدی خاموش رہے) ابن ماجہ صفحہ ۶۱، طحاوی صفحہ ۱۰۶۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے نماز کی کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوئی مگر یہ کہ امام کے پیچھے تو فاتحہ کے بغیر نماز ہو جائے گی۔ ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۱۴۹ جلد اول، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۲۰ جلد اول کتاب القرأۃ للبیھقی جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۶، ۱۷۳، ۱۷۱، دارقطنی صفحہ ۳۲۷ جلد اول۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر فاتحہ نماز پڑھے نماز نہیں ہوتی یہ حکم اکیلا پڑھنے والے کے لئے ہے۔ ترمذی صفحہ ۱۷۱ جلد اول، ابوداؤد صفحہ ۱۱۹ جلد اول۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہوتی ہے سوائے اس نماز کے جو امام کے پیچھے پڑھی جائے۔

ملاحظہ ہو کتاب القرأۃ للبیہقی صفحہ ۱۷۱۔

☆......ارشاد مصطفیٰ ﷺ لاقرأۃ خلف الامام۔امام کے پیچھے قرأت جائز نہیں۔

(دارقطنی صفحہ ۳۲۰، کتاب القرأۃ للبیہقی صفحہ ۱۷۵، ۱۲۲، ۱۷۳)

تعامل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کی آپ نے سختی سے منع فرمایا پھر سب نے آپ کے پیچھے قرأت ترک کردی مؤطا امام مالک صفحہ ۶۹، ابن ماجہ صفحہ ۶۱ (دو احادیث)، ترمذی صفحہ ۴۳، ۷۱ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ جلد اول نسائی صفحہ ۱۶۲ جلد اول، مسلم صفحہ ۱۷۲ جلد اول، نسائی ۱۰۶ جلد اول (تین احادیث) مسند امام احمد صفحہ ۳۴۵ جلد پنجم، الجواھر النقی صفحہ ۱۶۲ جلد دوم طحاوی صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۴۹، ۱۵۰ جلد اول، مؤطا امام مالک صفحہ ۲۹، ۹۸ کتاب القرأۃ للبیہقی صفحہ ۱۷۷، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۵۱، ۱۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۶۔

☆......مرض وفات میں سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز صحابہ کو پڑھائی آپ نماز میں اس وقت شامل ہوئے جب کہ صحابہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے الحمد شروع سے نہ پڑھی بلکہ قرأت وہاں سے شروع کی جہاں ابو بکر پہنچے تھے معلوم ہوا نماز میں الحمد پڑھنا فرض نہیں ملاحظہ ہو ابن ماجہ صفحہ ۸۸ طحاوی صفحہ ۱۷۶ جلد اول مسند

احمد صفحہ ۱۹۷ جلد اول، دار قطنی صفحہ ۳۹۹ سنن کبری للبیھقی صفحہ ۸۱ جلد سوم

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب امام و لاالضالین کہے تم آمین کہو۔ معلوم ہوا مقتدی کے لئے فاتحہ نہیں۔ بخاری صفحہ ۹۴۷ جلد دوم، نسائی ۱۰۷ جلد اول دارمی صفحہ ۲۲۸ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۳۳ جلد دوم۔

☆......ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں ملنے سے رکعت مل جاتی ہے اگر فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا رکعت نہ ملتی معلوم ہوا مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنا منع ہے ثبوت ملاحظہ ہو۔ بخاری صفحہ ۱۰۸ جلد اول، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۱۷۲ جلد نہم صفحہ ۲۷۰ جلد اول، طحاوی صفحہ ۲۷۲ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۲۹ جلد اول، المستدرک حاکم صفحہ ۲۱۶ جلد اول، صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۴۵ جلد سوم، صحیح ابن حبان مؤطا امام مالک صفحہ ۷ (دو احادیث) مؤطا امام محمد صفحہ ۱۰۳، دار قطنی صفحہ ۳۴۸ جلد اول، سنن کبری صفحہ ۹۰ جلد اول، التعلیق المغنی علی دار قطنی صفحہ ۳۴۷ غیر مقلدین کا مذہب ''مدرک رکوع کی رکعت نہیں'' احادیث مبارکہ کے خلاف ہے یہ اہل حدیث نہیں منکر حدیث ہیں۔

☆......خلفائے راشدین و جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے ملاحظہ ہو مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۶، ۱۷۶ جلد اول، کتاب القرأۃ للبیھقی صفحہ ۱۴۵، ۱۵۷، ۱۸۴، ۱۸۵، مؤطا امام محمد صفحہ ۹۴، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰، دار قطنی صفحہ ۳۳۲ جلد اول، مجمع الزوائد صفحہ ۱۱۰ جلد سوم، طحاوی صفحہ ۱۵۱، ۱۴۱، ۱۴۸ جلد اول، مؤطا امام مالک صفحہ ۶۶، ۶۸، مسلم صفحہ ۲۱۵ جلد اول

نسائی صفحہ۱۱۱جلداول، ترمذی صفحہ۱۷اجلداول،مسند احمد ۴۴۱جلد ششم کتاب الآثار صفحہ۲۲، الجواهر النقی صفحہ۱۶۶جلد ششم۔

☆......ستر بدری صحابہ کرام قرأت خلف الامام سے منع کرتے تھے۔

(روح المعانی صفحہ۱۵۱جلدنہم)

☆......تابعین عظام قرأت خلف الامام سے منع فرماتے تھے ملاحظہ ہومصنف ابن ابی شیبہ صفحہ۳۷۷، ۳۷۶جلداول، کتاب القراۃ صفحہ۹۱،مصنف عبدالرزاق صفحہ۱۳۹جلدسوم،مؤطا امام محمد صفحہ۴۵۔

☆......تبع تابعین قرأت خلف الامام سے منع فرماتے تھے۔تحفة الاحوذی صفحہ ۳۵۷فصل الخطاب صفحہ۸۰،فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ۱۶۷، المغنی ابن قدامہ صفحہ ۱۰۹جلداول۔

☆......حضرت غوث اعظم بھی قرأت خلف الامام کو درست نہیں سمجھتے تھے ملاحظہ ہو غنیة الطالبین صفحہ۳جلداول۔

☆......(اقرأ بھا فی نفسک یافی نفسہ کا مطلب)سرکار نے دل کے تصور سے پڑھنے کا حکم فرمایا زبان کے پڑھنے سے منع فرمایافی نفسک کے معنی تنہا کے بھی آتے ہیں حدیث قدسی میں ہے۔

من ذکرنی فی نفسہ ذکرته فی نفسی جو مجھے تنہا یاد کرے میں اسے تنہا یاد کرتا ہوں۔اب حدیث کا مطلب واضح ہوگیا۔یعنی تنہا سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو امام کے ساتھ نہ پڑھو۔

☆......(خلف الامام فاتحہ پڑھنے کا مطلب)فرمان رسول صلی اللہ عالیٰ علیہ وسلم

ایک دوسرے کے مخالف نہیں۔ غیر مقلدین کی سمجھ کا پھیر ہے۔ بیھقی کی حدیث لا صلاۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خلف الامام میں حکم مسبوق کے متعلق ہے جو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر مسبوق امام کے بعد بقیہ رکعتیں ادا کرتے ہوئے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ خلف کا معنی بعد میں مستعمل ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنا دیا ان لوگوں کے لئے جو اس کے سامنے تھے اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے بعد آنے والے تھے (ترجمہ تفسیر ابن جریر طبری صفحہ ۲۶۵ جلد اول)

غیر مقلدین اس حدیث خلف الامام والی کا جو ترجمہ کرتے ہیں وہ نص قطعی قرآنی فاستمعوا اور وانصتوا کے خلاف ہے اس لئے خلف کے معنی میں تاویل کی جائے گی کیونکہ فرمان رسول قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ لہذا قرآن کے مطابق معنی ہوگا مسبوق امام کے بعد والی رکعتوں میں اگر فاتحہ نہ پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔ امام کے پیچھے خاموش رہنا ضروری ہے جو کہ حکم خدا ہے۔ مذہب امام اعظم پر قرآنی مہر تصدیق ثبت ہے

☆...... فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے ان رکعتوں میں فاتحہ کی جگہ تسبیح پڑھنا اور خاموش رہنا بھی جائز ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۱۰۷ جلد اول، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۶۱ جلد نہم، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۰۰ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۲ جلد اول۔

☆...... تسبیح کہنے کا ثبوت مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۷۲ جلد اول، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۰۱ جلد دوم۔

☆......خاموش رہنے کا ثبوت۔مصنف عبدالرزاق صفحہ ۱۰۱ جلد دوم۔

☆......غیر مقلدین کا نزل الابرار صفحہ ۷۸ جلد اول میں سورۃ ملانے کا حکم دینا صراحۃً مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعویٰ اہل حدیث ہونے کا؟

آمین آہستہ کہنی چاہیے

فرشتوں کی آمین ہم نہیں سنتے لہذا فرشتوں کی طرح آمین کہنا آہستہ کہنے کا حکم ہے ملاحظہ ہو مسند احمد صفحہ ۲۳۲ جلد دوم، نسائی صفحہ ۱۰۷ جلد اول، دارمی صفحہ ۲۲۸ جلد اول، صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۸۹ جلد اول۔

☆......حضور علیہ السلام آمین آہستہ کہتے تھے ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد صفحہ ۱۴۳ جلد اول ترمذی صفحہ ۵۸، ۵۹ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۳۱۶ جلد چہارم، دارقطنی صفحہ ۳۳۴ جلد اول، منحۃ المعبود فی ترتیب مسند ابی داؤد الطیالسی صفحہ ۹۲ المستدرک للحاکم صفحہ ۲۳۲ جلد دوم، بیہقی صفحہ ۵۷ جلد دوم۔

☆......صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آمین آہستہ کہتے تھے۔آیت کریمہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ میں صحابہ کرام کو حکم تھا کہ محبوب خدا علیہ السلام کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہو اس لئے اس حکم خداوندی کے بعد حضور علیہ السلام کے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہنے پر اپنی آوازیں حضور علیہ السلام کی آواز سے بلند نہیں کرتے تھے بلکہ آہستہ آمین کہتے تھے آواز بلند کرنے میں حبط اعمال کا خطرہ تھا غیر مقلدین کی روایات اس آیت کے نزول سے پہلے کی ہیں۔صحابہ کرام ودیگر بزرگان کا آہستہ آمین کہنا مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔کنز العمال صفحہ ۲۷۴ جلد ہشتم، البنایہ شرح ھدایہ

ترک رفع یدین پر اہل مدینہ کا اجماع

ملاحظہ ہو ھدایۃ المجتھد صفحہ ۹۷ جلد اول، بدائع الفوائد صفحہ ۲۴۲ جلد چہارم۔

ترک رفع یدین پر فقہا کا اجماع

ملاحظہ ہو شرح معانی الآثار صفحہ ۱۵۶ جلد اول، نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول۔

رفع یدین سنت متروکہ ہے

جسے حضور ﷺ نے ترک فرمادیا ملاحظہ ہو۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ثبوت شئے بقائے شئے کو ہمیشہ مستلزم نہیں ہوا کرتا ثبوت شئے اور ہے اور بقاء شئے اور ہے غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث دو کذاب زاویوں کی وجہ سے موضوع و من گھڑت ہے۔

نماز میں جلسہ استراحت نہیں کرنا چاہیے

ملاحظہ ہو ابو داؤد صفحہ ۱۰۷ جلد اول، ترمذی صفحہ ۶۵، مسند احمد صفحہ ۳۴۳ جلد پنجم، بخاری ۱۱۳ جلد اول، ۵۱۶ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۵،۳۹۴ جلد اول، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۶۶ جلد نہم، سنن کبری بیھقی صفحہ ۱۲۵ جلد دوم، الجواھر النقی صفحہ ۲۵۔

عذر کے بغیر اسے جائز بلکہ سنت سمجھنا غیر مقلدین کی جہالت اور سنت رسول ﷺ کے ساتھ کھلی عداوت و بغاوت ہے۔

دونوں قعدوں میں ایک طرح ہی بیٹھنا مسنون ہے اور تورک مسنون نہیں

ملاحظہ ہو ترمذی صفحہ ۶۵ جلد اول، طحاوی صفحہ ۱۷۸ جلد اول، مسند احمد

مصنف ابن ابی شیبہ، ابن حبان بحولہ نیل الاوطار صفحہ ۲۸۲ جلد دوم، نسائی صفحہ ۱۳۱ جلد اول، مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، سنن کبریٰ بیہقی صفحہ ۱۲۰ جلد دوم مجمع الزوائد صفحہ ۸۶ جلد سوم، بخاری صفحہ ۱۱۴ جلد اول، جس کام سے حضور ﷺ نے منع فرمایا غیر مقلدین اسے سنت کہتے ہیں اسی کو عمل بالحدیث کہتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ

فرض واجب اور سنت مؤکدہ کے پہلے قعدے میں تشہد سے آگے کچھ نہیں پڑھنا چاہیے

ملاحظہ ہو نسائی صفحہ ۱۳۲ جلد اول، ترمذی صفحہ ۸۵ جلد اول، مسند امام احمد صفحہ ۴۵۹ جلد اول، صحیح ابن خزیمہ صفحہ ۲۵۰ جلد اول، مسند ابی یعلی صفحہ ۳۴۷ جلد ہفتم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶ جلد اول۔

حضور ﷺ پہلے قعدہ میں درود پڑھنے سے منع فرمائیں اور غیر مقلدین اسے مستحب کہیں۔ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنا صحیح ہے

ملاحظہ ہو ترمذی صفحہ ۱۸۷ جلد دوم، ابو داؤد صفحہ ۲۱۲ جلد اول، نیل الاوطار صفحہ ۳۲۱ جلد دوم، مسند امام احمد صفحہ ۳۰۵ جلد ششم، ابن ماجہ صفحہ ۶۶، مسند احمد صفحہ ۲۴۷ جلد پنجم، ابو داؤد صفحہ ۲۱۳ جلد دوم، نسائی صفحہ ۱۹۲، ترمذی صفحہ ۱۹۶، ۱۷۶ جلد دوم ۸۷ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۲۰۹ جلد اول، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۴، جز رفع الیدین للامام البخاری صفحہ ۱۷، ۲۳، نسائی، ابن خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، بحوالہ سنیۃ رفع

الیدین فی الدعا بعد الصلوۃ المکتوبۃ لمحمد بن عبدالرحمن الزبیدی صفحہ ۲۲،عمل الیوم واللیلہ لابن السنی صفحہ ۴۶، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۵۲ جلد اول کتاب الزھد والرقاق للامام عبداللہ بن مبارک صفحہ ۴۰۵،البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۸ جلد ششم، حضور علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دعا مانگتے تھے،ابوداؤد صفحہ ۳۱۷ جلد اول قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ فرمایا یعنی پس جب نماز سے فارغ ہو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا۔تفسیر عزیزی مطبوعہ دیوبند تمام تفاسیر معتبرہ میں یہی معنی درج ہے بیضاوی جلالین ،کبیر ،مظہری ، جمل ، روح البیان ،غیر مقلدین کی تفسیر فتح القدیر للشوکانی اور ترجمان القرآن مصنفہ نواب صدیق حسن غیر مقلد۔

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام سے قولاً وعملاً ثابت ہے حضور علیہ السلام وصحابہ کرام نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی انفراداً بھی اجتماعاً بھی اس کو غیر مقلدین کا بدعت وحرام قرار دینا حدیث کی مخالفت ہے یا موافقت؟

عورت اور مرد کی نماز میں فرق

معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۱۸ جلد ۲۲، میں ہے حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا مرد تکبیر تحریمہ میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت چھاتی کے برابر۔

جز رفع الیدین بخاری صفحہ ۱۷،ام درداؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی ہیں۔مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۹ جلد اول میں ہے عورت مرد کی طرح تکبیر تحریمہ میں رفع یدین نہ کرے۔ مراسیل ابو داؤد صفحہ ۸،سنن کبریٰ للبیہقی صفحہ ۲۲۳ جلد دوم۔میں ہے عورت کا حکم سجدہ کی حالت میں مرد کی طرح نہیں ہے۔عورت سجدہ

میں پیٹ کورانوں سے چپکالے بیٹھے توران کوران سے چپکالے ملاحظہ ہو کنز العمال صفحہ ۵۴۹ جلد ہفتم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰ جلد اول، بیہقی صفحہ ۲۲۲ جلد دوم جامع المسانید صفحہ ۴۰۰ جلد اول، دیگر فرق مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔ بخاری صفحہ ۱۶۰، ۱ مسلم صفحہ ۱۸۰، ۱، ترمذی صفحہ ۸۵، ۸۶ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۹۴ جلد اول، السعایہ صفحہ ۱۵۶ جلد اول میں ہے۔ عورتوں کے لئے سنت سینے پر ہاتھ باندھنا ہے ہدایہ صفحہ ۱۰۰، ۱۱۰ جلد اول، کتاب الام صفحہ ۱۱۵ جلد اول، المغنی لابن قدامہ صفحہ ۵۶۲ جلد اول۔

نابالغ کی امامت جائز نہیں ہے

ملاحظہ ہو منتقی الاخبار مع شرحہ نیل الاوطار صفحہ ۱۷۱ جلد سوم، کنز العمال صفحہ ۲۶۳ جلد ہشتم، المدونۃ الکبری صفحہ ۸۵ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۴۹، ۲۴۹ جلد اول، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۹۸ جلد دوم، المغنی لابن قدامہ صفحہ ۲۲۸ جلد دوم۔ غیر مقلدین کے لئے اقوال صحابہ حجت نہیں اس لئے نابالغ کی امامت جائز کہتے ہیں یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

صفوں کی درستگی کندھے سے کندھا ملانا سنت ہے نہ کہ قدم سے قدم ملانا

ملاحظہ ہو ابو داؤد صفحہ ۹۷ جلد اول، بخاری صفحہ ۱۰۰ جلد اول، ترمذی صفحہ ۵۳ جلد اول، مؤطا امام محمد صفحہ ۸۶، نسائی صفحہ ۱۰۳ جلد اول میں ہے قدموں کو ملانا خلاف سنت ہے۔ المغنی صفحہ ۱۱ جلد دوم عبداللہ ابن عمر قدموں کو بہت دور دور نہ کرتے تھے۔ غیر مقلدین کا مسنون عمل کو چھوڑ کر غیر مسنون چیز پر عمل کرنا یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

ملاحظہ ہو ترمذی صفحہ ۶۶ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۲۱، ۱۲۵ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۰۷ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۳۵۳ جلد چہارم، کنز العمال صفحہ ۲۶۴ جلد ہشتم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۳۹ جلد دوم۔

نزل الابرار صفحہ ۱۱۰، ۱۳۱ جلد اول میں غیر مقلدین کا اسے جائز سمجھنا حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

نماز میں جان بوجھ کر کلام کرنے یا بھولے سے کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو مسلم صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴ جلد اول، بخاری صفحہ ۱۶۰، ۱۹۰ جلد اول، مسند حمیدی صفحہ ۵۲ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۳۳ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۳۷ جلد اول ترمذی صفحہ ۹۲ جلد اول، شرح معانی الآثار للطحاوی صفحہ ۳۰۲ جلد اول دارقطنی صفحہ ۱۷۴ جلد اول، کتاب الحجۃ للامام محمد صفحہ ۲۵۷ جلد اول مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۲۹، ۳۳۰ جلد دوم۔

غیر مقلدین کا عرف الجادی صفحہ ۲۳ اور دستور المتقی صفحہ ۱۲۳ میں اسے جائز کہنا حدیث کے ساتھ موافقت ہے یا مخالفت؟

وتر واجب ہیں

ملاحظہ ہو ابو داؤد صفحہ ۲۰۱ جلد اول، المستدرک للحاکم صفحہ ۳۰۲، ۳۰۵، ۳۰۶ جلد اول ۱۷۵، ۳۰۰ جلد چہارم ۵۹۳ جلد سوم، بخاری صفحہ ۱۳۶ جلد اول، مسلم صفحہ

۲۵۷ ۲۵۸ جلد اول، دارقطنی صفحہ ۲۲ جلد دوم، ترمذی صفحہ ۱۰۳ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۷ جلد ششم، صحیح ابن حبان بحواله الدرایه ، منحة المعبود فی ترتیب ابو داؤد الطیالسی صفحہ ۱۱۹ جلد اول، کشف الاستار عن زوائد البزار صفحہ ۳۵۲، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۸، ۱۰ جلد سوم، مؤطا امام مالک صفحہ ۱۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۰ جلد دوم۔

غیر مقلدین کا وجوب سے انکار حدیث مصطفیٰ ﷺ سے کھلی بغاوت ہے۔

وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی چاہئیں

اور وتر کی پہلی دو رکعت کے بعد قعدہ واجب ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۱۵۴ جلد اول مسلم صفحہ ۲۵۴، ۲۶۱ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۹۱، ۱۹۶، ۱۹۴ جلد اول، طحاوی صفحہ ۱۹۲، ۱۹۶، ۲۰۱ جلد اول، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۵ دارقطنی صفحہ ۳۵ جلد دوم المستدرک للحاکم صفحہ ۳۰۵ جلد اول، ترمذی صفحہ ۱۰۶ جلد اول، مسند احمد ۴۰۶ جلد سوم صفحہ ۱۵۶ جلد ششم، صفحہ ۲۲۷ جلد اول، صفحہ ۱۲۳ جلد پنجم، ابو داؤد ۲۰۱ جلد اول، ابن ماجہ ۸۳

حضور ﷺ وتر کی دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے

ملاحظہ ہو مسند احمد صفحہ ۱۵۶ جلد ششم، نسائی صفحہ ۱۳۰، ۱۹۱ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۵۹ جلد دوم، المستدرک للحاکم صفحہ ۳۰۴ جلد اول، دارقطنی صفحہ ۳۲ جلد دوم، بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول، ترمذی صفحہ ۸۷ جلد اول، مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۹ جلد دوم، مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، الاستیعاب فی معرفة الاصحاب

لابن عبدالبر صفحہ ۷۱ جلد چہارم، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۸ جلد سوم، دارقطنی صفحہ ۲۸ جلد دوم، مجمع الزوائد صفحہ ۲۴۲ جلد دوم۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے

ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۲۰۲ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ جلد دوم مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۰ جلد سوم، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۵۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر تین رکعت پڑھتے تھے

مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۵ جلد دوم، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۳۴ جلد سوم۔

جلیل القدر صحابہ اور اکابرین ملت تین رکعات وتر کے قائل ہیں

ملاحظہ ہو۔ مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۷۲ جلد نہم طحاوی صفحہ ۱۹۲، ۲۰۱، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴ جلد اول، کنز العمال صفحہ ۶۶ جلد ہشتم مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۶، ۳۶ جلد سوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۳، ۳۰۲، ۲۹۴ جلد دوم، بخاری صفحہ ۱۲۵ جلد اول۔

اہل اسلام کا اجماع ہے کہ وتر ایک سلام سے تین رکعات ہیں

ملاحظہ ہو۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۴ جلد دوم، بعض نسخوں میں چھاپہ کے فرق سے صفحہ ۳۰۲ جلد دوم۔

حضور علیہ السلام آپ کے صحابہ جمیع اہل اسلام وتر تین رکعات ایک سلام سے پڑھیں اور غیر مقلدین اسے منہی عنہ قرار دیں یہ حدیث کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے؟



وتر میں دعائے قنوت پڑھنا سارا سال واجب ہے

اور دعائے قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا مسنون ہے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے۔

ان سب باتوں کے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہوں اخرجہ السراج بحوالہ آثار السنن صفحہ ۲۰۷، مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۹ جلد دوم، قنوت قبل الرکوع کا حوالہ کتاب الآثار صفحہ ۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۲، ۳۰۷ جلد دوم، قنوت کے لئے رفع یدین بحوالہ جز رفع الیدین للامام البخاری صفحہ ۱۸ (تین احادیث) طحاوی صفحہ ۱۷۱، ۴۵۵ جلد اول، الاستیعاب صفحہ ۱۷۴ جلد چہارم، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۳۸، ۲۴۳ جلد نہم قبل الرکوع کا ثبوت۔ مسلم صفحہ ۲۳۷ جلد اول بخاری صفحہ ۱۳۶ جلد اول، صفحہ ۵۲۶ جلد دوم، نسائی صفحہ ۱۹۱ جلد اول، ابن ماجہ صفحہ ۸۴، حلیۃ الاولیاء صفحہ ۹۲ جلد پنجم مجمع الزوائد صفحہ ۱۳۸ جلد اول، صفحہ ۱۳۷ جلد دوم، جامع المسانید صفحہ ۳۱۷ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۲ جلد دوم، المغنی لابن قدامہ الحنبلی صفحہ ۱۶۵ جلد دوم۔

فجر کی سنتیں فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے پر بھی پڑھنی جائز ہیں

جب کہ جماعت میں ملنے کا یقین ہو۔

اس کا جواز اور ان کی اہمیت کے لئے ملاحظہ ہو مسلم صفحہ ۲۵۱ جلد اول، بخاری ۱۵۶ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۷۸ جلد اول (طحاوی صفحہ ۲۵۷ جلد اول، عبداللہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے) معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۲۷۷ جلد نہم

مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۵۱ جلد دوم (عبداللہ بن عمر نے جماعت کھڑی ہونے کی حالت میں سنتیں پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۲۵۸، ۲۵۷ جلد اول، تین احادیث) عبداللہ ابن عباس نے بھی ایسے ہی کیا ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۱۵۸ جلد اول دیگر صحابہ کا بھی اسی طرح عمل تھا۔ ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۲۵۸ جلد اول چار احادیث، ابن ماجہ صفحہ ۸۱، مؤطا امام مالک صفحہ ۱۱۱۔ یہ نام نہاد عامل بالحدیث اس کے خلاف کہتے ہیں ملاحظہ ہو نزل الابرار صفحہ ۱۳۲ جلد اول۔

فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا مسنون نہیں

ملاحظہ ہو مسلم صفحہ ۲۵۳ جلد اول، بخاری صفحہ ۱۵۵ جلد اول، کبھی کبھی آپ کا لیٹنا اس لئے نہیں ہوتا تھا کہ یہ سنت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لوگوں کو لیٹا ہوا دیکھتے تو پتھر مارتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹ جلد دوم (تین احادیث ممانعت کی) مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۲۔

مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا مسنون نہیں

ملاحظہ ہو ابو داؤد صفحہ ۱۸۲ جلد اول، کتاب الآثار صفحہ ۳۲، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۴۳۵ جلد دوم، کشف الاستار صفحہ ۳۳۴ جلد اول، طبرانی بحوالہ نصب الرایہ صفحہ ۱۴۱ جلد دوم۔

نماز تراویح

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ظاہری میں بھی تھی۔ مسلم صفحہ ۲۵۹ جلد اول، نسائی صفحہ

۲۳۹ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۹۵ جلد اول، معرفة السنن و الآثار للبیقهی صفحہ ۳۹ جلد چہارم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴ جلد دوم، بیهقی صفحہ ۴۹۶ جلد دوم۔

☆...... معجم کبیر للطبرانی، مسند حمیدی، تاریخ جرجان صفحہ ۲۷۵ میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رات صحابہ کرام کو ۴ رکعت عشاء ۲۰ رکعت تراویح اور تین وتر پڑھائے۔ پورا مہینہ بقاعدہ جماعت نعمت البدعة (بدعت حسنہ) حضرت عمر نے جاری فرمائی۔ ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۲۶۹ جلد اول، کنز العمال صفحہ ۴۰۹ جلد ہشتم۔

☆...... ۲۰ رکعت تراویح مندرجہ ذیل کتب احادیث سے ثابت ہے۔ کنز العمال صفحہ ۴۰۹ جلد ہشتم، ابو داؤد صفحہ ۲۰۲ جلد اول، سیر اعلام النبلاء صفحہ ۴۰۰ جلد اول مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳ جلد دوم (دو احادیث) مؤطا امام مالک صفحہ ۹۸ جلد اول سنن کبریٰ للبیهقی صفحہ ۴۹۶ جلد دوم، مختصر قیام اللیل صفحہ ۱۵۷۔

☆...... حضرت عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دور میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ ملاحظہ ہو سنن کبریٰ للبیهقی صفحہ ۴۹۶ جلد دوم، معرفة السنن و الآثار صفحہ ۴۲ جلد چہارم، مراقی الفلاح مع حاشیہ صفحہ ۲۲۴۔

☆...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بھی ۲۰ رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی ملاحظہ ہو سنن کبریٰ للبیهقی صفحہ ۴۹۶ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳ جلد دوم، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۲۰ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ مختصر قیام اللیل للمروزی صفحہ ۱۵۷۔

☆...... ۲۰ رکعت تراویح پر اجماع صحابہ ملاحظہ ہو۔ المغنی لابن قدامہ صفحہ ۱۶۷ جلد دوم، ارشاد الساری شرح بخاری صفحہ ۵۱۵ جلد سوم، مرقاة شرح مشکوة صفحہ

۱۹۴ جلد سوم، شرح النقایہ صفحہ ۲۴۱ جلد دوم، اتحاف السادۃ المتقین صفحہ ۷۰۰ جلد سوم، جلیل القدر تابعین سے ۲۰ رکعت تراویح کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۴۹۶ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳ جلد دوم (۱۶ احادیث) مختصر قیام اللیل للمروزی صفحہ ۵۸، کتاب الآثار صفحہ ۴۱، ترمذی صفحہ ۱۶۶ جلد اول۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور داؤد ظاہری کے نزدیک ۲۰ رکعت نماز تراویح ہے۔ ملاحظہ ہو بدایۃ المجتہد ۱۵۲ جلد اول۔

☆......امام شافعی کے نزدیک ۲۰ رکعت ہیں ملاحظہ ہو۔ ترمذی صفحہ ۱۶۶ جلد اول مختصر قیام اللیل للمروزی صفحہ ۲۱۔

☆......امام احمد بن حنبل کے نزدیک تراویح ۲۰ رکعت ہیں۔ المغنی لابن قدامہ صفحہ ۱۶۷ جلد دوم۔ حضرت غوث الاعظم کے نزدیک ۲۰ رکعت ہیں غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۵ جلد دوم۔ امام غزالی کے نزدیک ۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے ملاحظہ ہو احیاء العلوم صفحہ ۲۰۱ جلد اول۔

☆......ابن تیمیہ کے نزدیک ۲۰ رکعت ہیں ملاحظہ ہو۔ فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۱۱۲ جلد ۲۳

☆......مشرق و مغرب کے جمہور علماء کا ۲۰ رکعت پر اجماع واتفاق ہے۔ ملاحظہ ہو بحرالرائق صفحہ ۶۶ جلد دوم۔ تراویح ۲۰ رکعت ہیں یہی جمہور علماء کا قول ہے۔

☆......مشرق و مغرب کے علماء کا اسی پر عمل ہے۔ ملاحظہ ہو درمختار مع حاشیہ شامی صفحہ ۴۵ جلد دوم اجماع ۲۰ رکعت تروایح پر ہے۔ ماثبت بالسنۃ صفحہ ۳۶۴۔

☆......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۸ جلد دوم میں ۲۰ رکعت تراویح لکھی۔

☆......حضور علیہ السلام نے تراویح کی ۲۰ رکعت اور تہجد کی ۸ رکعت پڑھیں۔

☆......تہجد اور تراویح الگ الگ نمازیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے بعد نماز تہجد پڑھی۔ ملاحظہ ہو۔ مسلم صفحہ ۳۵۲ جلد اول۔

☆......حضرت طلق بن علی نے تراویح کے بعد نماز تہجد پڑھی ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد صفحہ ۲۰۳ جلد اول۔ تمام بزرگان دین تراویح کے بعد تہجد الگ پڑھتے تھے ملاحظہ ہو۔ مدخل ابن الحاج صفحہ ۲۹۹ جلد دوم، ھدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ ۲۵۳ جلد دوم۔

☆......حضور علیہ السلام نماز تہجد ہمیشہ اذان مرغ کے وقت پڑھتے تھے ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۱۵۱ جلد اول۔ اس کے برعکس نماز تراویح حضور علیہ الصلوۃ والسلام، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور علمائے امت نے ہمیشہ شروع رات میں پڑھی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ شرح ترمذی ابو الطیب سندی صفحہ ۱۴۹ جلد دوم۔

☆......شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تراویح وتہجد کے درمیان فرق کے قائل ہیں ملاحظہ ہو حاشیہ مالابدمنہ صفحہ ۶۹، فتاوی عزیزی صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۶۔

☆......غیر مقلدین کے ثناءاللہ امرتسری کے نزدیک تہجد وتراویح دو الگ الگ نمازیں ہیں ملاحظہ ہو۔ اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۹۶، ۹۷۔

☆......غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین تراویح کے بعد تہجد (پچھلی رات) پڑھا کرتے تھے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۳۸)

لفظ تراویح اور اس کے ساتھ آٹھ رکعت کی ایک حدیث بھی غیر مقلدین کے پاس نہیں۔ خواہ مخواہ کے اہل حدیث بنے ہوئے ہیں۔

سجدہ سہو واجب ہے

سجدہ سہو واجب ہے اور وہ قعدہ اخیرہ میں سلام پھیر کر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد التحیات پڑھ کر سلام پھیرنا چاہیے ملاحظہ فرمائیے۔ بخاری صفحہ ۵۸ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۰۵ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۴۰، ۱۴۹ جلد اول، ابوداؤد صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ جلد اول، ترمذی صفحہ ۹۰، ۸۳ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۲۴۷ جلد چہارم، ابن ماجہ صفحہ ۸۶، المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۳۶ جلد اول، طحاوی صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹ جلد اول۔

☆......مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ملاحظہ ہو۔ دار قطنی صفحہ ۳۷۷ جلد اول، کتاب الآثار صفحہ ۳۷، رحمۃ الامۃ فی اختلاف الآئمۃ صفحہ ۴۳، الاجماع صفحہ ۳۰۔

☆......بے وضو سجدہ تلاوت جائز نہیں۔ ملاحظہ ہو ترمذی صفحہ ۱۳ جلد اول، بیہقی ۳۲۵ جلد دوم۔

شرعی مسافر کا سفر ساڑھے ستاون میل اور ۱۵ دن سے کم کا قیام ہے

نماز میں قصر کے لیے مسافت سفر تین دن رات کا سفر ہے جو محققین علمائے احناف کے نزدیک ساڑھے ستاون میل قریباً نوے کلومیٹر ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الآثار صفحہ ۳۹ کتاب الحجۃ صفحہ ۱۶۸ جلد ۱، کنز العمال صفحہ ۲۳۴ جلد ۸۔

☆......مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن اقامت کی نیت نہ کر لے اس وقت تک قصر کرے گا۔ ملاحظہ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۵ جلد دوم، کتاب الحجہ للامام محمد صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱ جلد اول، کتاب الآثار صفحہ ۳۹، جامع المسانید صفحہ ۴۰۴ جلد اول

☆......دوران سفر قصر کرنا واجب ہے پوری نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔ بخاری صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ جلد اول، مسلم شریف صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲ جلد اول، (عمدۃ القاری صفحہ ۱۳۳ جلد ۷ رواہ ابن حزم بسند صحیح) مجمع الزوائد، ابن ماجہ صفحہ ۷۶ مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۵ جلد ۲، ترمذی صفحہ ۱۲۲ جلد اول، المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۲۱، مجمع طبرانی صفحہ ۲۸۹ جلد ۲ میں ہے جو سفر میں چار رکعت پڑھے وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے۔

☆......دورانِ سفر اگر ممکن ہو تو سنتیں بھی پڑھنی چاہئیں۔ ملاحظہ ہو ترمذی صفحہ ۱۲۳ جلد اول، طحاوی صفحہ ۲۸۵، ۲۸۷ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۴۰۵ جلد ۲، ابو داؤد صفحہ ۱۷۹ جلد اول و صفحہ ۶۳ جلد اول، بخاری صفحہ ۱۴۹ جلد اول، مسلم صفحہ ۲۴۴ جلد اول، مجمع الزوائد صفحہ ۲۳۸ جلد ۲ و صفحہ ۱۶۳ جلد ۲، نووی شرح مسلم صفحہ ۲۴۲ جلد اول، زاد المعاد فی ھدی خیر المعاد صفحہ ۱۳۱ جلد اول۔

جمعہ اور ظہر کا ایک ہی وقت ہے

جمعہ اور ظہر کا ایک ہی وقت ہے۔ ملاحظہ ہو: بخاری صفحہ ۱۲۳ جلد اول، مسلم صفحہ ۲۸۳ جلد اول، معجم اوسط للطبرانی بحوالہ تلخیص الحبیر صفحہ ۵۹ جلد ۲، مؤطا امام مالک صفحہ ۶، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹ جلد ۲۔

جمعہ کی دو اذانیں مسنون ہیں

جمعہ کی دو اذانیں مسنون ہیں۔ ملاحظہ ہو: بخاری صفحہ ۱۲۵ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۵۵ جلد اول، نسائی صفحہ ۱۵۶ جلد اول۔ جمعہ کی دوسری اذان (جو پہلے کہی جاتی ہے)

صحابہ کرام کی موجودگی میں دی جاتی تھی کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہ کیا ہر دور میں اس پر عمل ہوتا رہا کسی امام اور کسی فقیہ و مجتہد نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے میری اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو یہ اذان چونکہ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم سے جاری ہوئی ہے اس لیے یہ ان کی سنت ہے اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے حکم کے مطابق اس پر عمل ضروری ہے۔

خطبہ جمعہ کے درمیان نماز پڑھنا اور بات چیت کرنا مکروہ ہے

خطبہ جمعہ کے درمیان نماز پڑھنا اور بات چیت کرنا مکروہ ہے۔ بخاری صفحہ ۱۲۴، ۱۲۷ جلد اول، مسلم صفحہ ۲۸۰، ۲۸۳ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۷۵ جلد ۵، مسند احمد صفحہ ۲۳۱ جلد اول، مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۴ جلد دوم، مؤطا امام مالک صفحہ ۸۸، مسند امام شافعی صفحہ ۱۳۹ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ جلد دوم، نصب الرایہ صفحہ ۲۰۴ جلد دوم، المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۴۸ جلد اول مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۴۵، ۲۱۰، ۲۰۸ جلد سوم، طحاوی صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵ جلد اول

جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد میں دس رکعات سنت مؤکدہ ہیں

ملاحظہ ہو۔ معجم اوسط للطبرانی بحوالہ نصب الرایہ صفحہ ۲۰۶ جلد اول، مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۵ جلد دوم، رواہ النجار بحوالہ کنز العمال صفحہ ۷۴۹ جلد ہفتم مسلم صفحہ ۲۸۸ جلد اول، بخاری صفحہ ۱۲۸ جلد اول، ابو داؤد صفحہ ۱۶۱ جلد اول مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۴۷ جلد سوم، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۳۱۰ جلد نہم مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۳۲ جلد دوم، طحاوی صفحہ ۲۳۱، ۲۳۳ جلد اول، ترمذی صفحہ ۱۱۷ جلد اول۔

عید اور جمعہ ایک دن ہوں تو جمعہ پڑھنا فرض ہی ہوگا

کسی دن عید اور جمعہ کی نماز اکٹھے ہو جائیں تو اس دن جمعہ کی نماز ساقط نہیں ہوتی اس کا پڑھنا فرض ہی رہتا ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۸۳۵ جلد دوم، مؤطا امام مالک صفحہ ۱۶۵، کتاب الام صفحہ ۲۳۹ جلد اول، ترمذی صفحہ ۱۱۹ جلد اول، نسائی ۱۷۸ جلد اول، جامع الصغیر صفحہ ۱۱۳، زرقانی علی المؤطا امام مالک صفحہ ۳۶۴ جلد اول البنایہ شرح الهدایہ صفحہ ۱۰۱۹ جلد دوم، المحلی لابن حزم صفحہ ۹۳ جلد سوم۔

عیدین کی نماز میں زائد تکبیریں چھ ہیں

ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹ جلد دوم، ابو داؤد صفحہ ۱۶۳ جلد اول، مسند احمد صفحہ ۴۱۶ جلد چہارم، طحاوی صفحہ ۳۴۳ جلد اول، ۴۴۰ جلد دوم (دو حدیث) مصنف عبد الرزاق صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ جلد سوم، صفحہ ۳۰۴ جلد نہم، معجم کبیر للطبرانی صفحہ ۳۰۵ جلد نہم، مصنف ابن ابی شیبہ ۱۷۵ جلد دوم، غیر مقلدین جو ۱۲ تکبیرات کہتے ہیں اس کے ثبوت میں ان کے پاس ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث نہیں

نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں باقی میں نہیں

ترمذی صفحہ ۲۰۶ جلد اول، دارقطنی صفحہ ۷۵ جلد دوم، بیہقی صفحہ ۳۸ جلد چہارم مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۶، ۲۹۷ جلد سوم، المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۷۶ جلد اول المحلی صفحہ ۱۸۱ جلد سوم، نیل الاوطار از قاضی شوکانی غیر مقلد صفحہ ۶۷ جلد چہارم۔

نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ بطور قراءۃ پڑھنا جائز نہیں

ملاحظہ ہو ابو داؤد صفحہ ۱۰۰ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹، مؤطا امام مالک صفحہ ۲۰۹

۲۱۰ جلد اول، بدائع الصنائع صفحہ ۳۱۳ جلد اول، مغنی ابن قدامہ صفحہ ۴۸۵ جلد دوم مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۹۵، ۲۹۸، ۲۹۹ جلد سوم (گیارہ احادیث) مصنف عبد الرزاق صفحہ ۴۹۱ جلد سوم، نسائی صفحہ ۲۱۸ جلد اول (دو احادیث) المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۷۴ جلد اول، زاد المعاد صفحہ ۱۴۱ جلد اول میں ہے فاتحہ پڑھنے والی حدیث کی سند صحیح نہیں

نماز جنازہ میں دعائیں وغیرہ آہستہ آواز سے پڑھنی چاہئیں

ملاحظہ ہو۔ نسائی صفحہ ۲۱۸ جلد اول، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹، مسند احمد صفحہ ۳۵۷ جلد سوم التلخیص الحبیر صفحہ ۱۲۳ جلد دوم، نووی شرح مسلم صفحہ ۳۱۱ جلد اول المغنی لابن قدامہ صفحہ ۴۸۶ جلد دوم، نیل الاوطار للشوکانی غیر مقلد صفحہ ۶۶ جلد چہارم۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے

ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد صفحہ ۹۸ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۰، مصنف عبدالرزاق صفحہ ۵۲۵، ۵۲۷ جلد سوم، منحۃ المعبود فی ترتیب مسند ابی داؤد الطیالسی صفحہ ۱۶۵ جلد اول، مصنف ابی شیبہ صفحہ ۳۶۴، ۳۶۵ جلد سوم، سنن کبریٰ للبیھقی صفحہ ۴۳۵ جلد دوم، مسلم صفحہ ۳۱۳ جلد اول، وفاء الوفا صفحہ ۵۳۱ جلد دوم بخاری صفحہ ۱۷۷ جلد اول المدونۃ الکبریٰ صفحہ ۱۷۷ جلد اول، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۶۵، زاد المعاد از ابن قیم صفحہ ۱۴۰ جلد اول۔

نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کے ڈر سے تیمّم جائز ہے

ملاحظہ ہو۔ دارقطنی، بیھقی فی المعرفۃ، ابن عدی، مصنف ابن ابی شیبہ بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۴۹۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے

ملاحظہ ہو۔ ابو داؤد صفحہ ۱۰۰ جلد دوم، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹، البدائع الصنائع صفحہ ۳۱۱ جلد اول، مظاہر حق جلد پنجم جلد رابع، بحث اسماء الرجال مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور صفحہ ۸۳، اشعة اللمعات صفحہ ۶۸۶ جلد اول، فتح القدیر، مواہب اللدنیہ، مرقاۃ شرح مشکوۃ، منتخب کنز العمال کتاب الجنائز، کشف الغمہ للشعرانی طبع مصر صفحہ ۱۶ جلد دوم، عمدة القاری شرح بخاری صفحہ ۶۶۵، ۶۶۶ جلد پنجم فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۳۶۹ جلد چہارم، مبسوط از شمس الائمہ امام سرخسی صفحہ ۶۷ جلد دوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۳۲ جلد سوم، بیہقی، زاد الآخرۃ نہر الفائق، بحر زخار[۱]، شرح الصدور صفحہ ۵۳، مفتاح الصلوۃ صفحہ ۱۲ عالمگیری اردو صفحہ ۲۸۸ جلد اول، جلاء الافہام از ابن قیم جوزی مترجم صفحہ ۲۱۷۔

اذان میں حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔

حاشیہ تفسیر جلالین اصح المطابع صفحہ ۲۵۷، تفسیر روح البیان صفحہ ۲۱۰ جلد دوم ۲۲۸، ۲۲۹ جلد ہفتم، مضمرات، صلوۃ مسعودی، مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴ (چار احادیث) موضوعات کبیر صفحہ ۱۰۸ از علامہ علی قاری، طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲ طبع مصر، ردالمحتار صفحہ ۳۷۰ جلد اول، شرح نقایہ، فتاویٰ مولانا

---

[۱]: البحر الزخار المعروف بہ مسند البزار تصنیف امام احمد عمرو بن عبد الخالق بزار (المتوفی ۲۹۲ھ) ابو جلیل فیضی غفرلہ

جمال بن عبداللہ عمر مکی، تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۵۱۱ جلد سوم، کفایت الطالب الربانی صفحہ ۱۶۹ جلد اول، اعانت الطالبین صفحہ ۲۴۷، شرح کفایت الطالب الربانی صفحہ ۱۷ جلد اول، فتاویٰ جواہر فتاویٰ سراج المنیر، فتاویٰ مفتاح الجنان نعم الانتباہ منیر العینین صفحہ ۱۴۳، انجیل بر نباس صفحہ ۶۰، ۶۱، خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ جلد اول، سیرۃ حلبیہ صفحہ ۸۰ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ صفحہ ۴۲ جلد چہارم نزھۃ المجالس صفحہ ۸۹ جلد اول، تاریخ خمیس، مثنوی شریف دفتر اول صفحہ ۲۶، امام مسجد نبوی حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی نے اپنی تاریخ میں اسے جائز لکھا، فتاویٰ عبدالحیٰ صفحہ ۴۳ جلد سوم کنز العباد، فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس قہستانی، حواشی بحر الرائق ارشاد الطالبین، قرآن خوانی، شرح تحفہ نصائح صفحہ ۱۶، جواہر الجلالی حاشیہ زلیخا جامی از علامہ محمد خطاب، شرح زلیخا جامی از گھلوی صفحہ ۱۹، قصص الانبیاء، پکی روٹی صفحہ ۱۷، علم الفقہ از عبدالشکور لکھنوی دیوبندی (عبدالستار تونسوی کا استاد) صفحہ ۱۴۳ جلد دوم، تذکرۃ الموضوعات، محیط خزانۃ الروایات، مقدمہ الصلوٰۃ تہذیب الصلاۃ، جواہر مجددیہ، بستان المحدثین، مرقاۃ شرح مشکوۃ

قنوت فجر بدعت ہے

ملاحظہ ہو۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۸ جلد دوم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ پڑھی پھر ترک فرمادی یہ سنت متروکہ ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری، مسلم صفحہ ۲۳۷، جامع المسانید صفحہ ۳۲۴، ۳۳۰ وتروں کے سوا حضور علیہ السلام نے کبھی قنوت نہیں پڑھی ملاحظہ ہو طحاوی صفحہ ۱۷۳، ۱۶۹، جامع المسانید صفحہ ۳۲۴۔

قنوت فجر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ملاحظہ ہو ابن ماجہ ۔

طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ ہر نفل ممنوع ہے

ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم صفحہ ۲۷۰ جلد اول ،طبرانی ،نصب الرایہ صفحہ ۲۵۶ ابن ابی شیبہ ،معارف السنن صفحہ ۱۲۵۔

اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگنا حکم رسول ﷺ ہے

ملاحظہ ہو صحیح مسلم ،نسائی ،تبلیغی نصاب دیوبندی ،بہشتی زیور تھانوی دیوبندی علم الفقہ از عبدالشکور لکھنوی دیوبندی ،شامی وغیرہ۔

عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی بہت بڑی فضیلت ہے

ملاحظہ ہو۔ جامع الصغیر صفحہ ۲۱ جلد دوم، کنز العمال صفحہ ۱۸ جلد ہشتم۔

ننگے سر نماز پڑھنا درست نہیں

فتاویٰ علمائے اہل حدیث صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹ جلد چہارم، الاعتصام جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۱۸ اہل حدیث، فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۲۲۵ جلد اول، فتاویٰ ستاریہ صفحہ ۵۹ جلد سوم۔

افسوس ہے ان پر جو اپنے ہی علماء کے فتوؤں کے خلاف عمل کرتے ہیں۔

دفن کے بعد قبر پر اجتماعی دعا و ذکر کرنا وغیرہ جائز ہے

صحیح مسلم صفحہ ۳۱۳ جلد اول۔

قبر پر اذان کہنا جائز ہے

ملاحظہ ہو۔ ردالمحتار، بوادر النوادر صفحہ ۷۸۱ از تھانوی۔

کفنی لکھنا جائز ہے

نوادر الاصول صفحہ ۲۱۷ از حکیم ترمذی، فتاویٰ کبریٰ للمکی باب الجنائز صفحہ ۱۲ جلد دوم، درمختار باب صلاۃ الجنائز صفحہ ۱۲۶ جلد اول، فتاویٰ بزازیہ علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۲۷۹ جلد ششم طبع پشاور۔

جنازہ کے آگے کلمہ پڑھنا جائز ہے

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ صفحہ ۴۰۹، ۴۰۸ جلد دوم، لواقح الانوار القدسیہ للشعرانی، عہود المشائخ للشعرانی۔

یک دم تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہوں گی

ملاحظہ ہو۔ تفسیر صاوی، نووی شرح مسلم، بیہقی صفحہ ۳۳۶ جلد ہفتم طبرانی، ابو داؤد، تفسیر روح المعانی، غیر مقلدین کی پیش کردہ صحیح مسلم والی حدیث منسوخ ہے۔ ابو داؤد اور بیہقی والی روایت ضعیف اور مجہول لوگوں سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلاق ایک ہی دی تھی تین والی روایات ضعیف ہیں۔ سوائے ابن تیمیہ کے کوئی بھی تین طلاقوں کو ایک نہیں مانتا۔

ثنا میں جل ثناء ک کا ثبوت

ملاحظہ ہو۔ کتاب الفردوس مصنفہ حافظ الحدیث ابن شجاع [1] مصنف ابن ابی شیبہ میں ابن عباس سے روایت ہے جس میں جل ثناء ک والی ثنا درج ہے۔

[1]: امام ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ الدیلمی (المتوفیٰ ۵۰۹ھ) کتاب کا پورا نام اس طرح ہے الفردوس بماثور الخطاب ابو الجلیل فیضی غفرلہ

ادعیہ ماثورہ پر اگر زائد دعا پڑھی جائے جائز ہے

ملاحظہ ہو۔ غیر مقلدین کا فتاویٰ نذیریہ صفحہ ۳،۲ جلد دوم، عون المعبود شرح ابی داؤد صفحہ ۴۰۹ جلد چہارم۔

نماز کے بعد امام کا منہ پھیرنا جائز ہے

ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۱۱۷ جلد اول، مسلم ۲۴۷ جلد اول۔

سلام پھیرنے کے بعد ذکر کرنا جائز ہے

ملاحظہ ہو مشکوۃ صفحہ ۸۲، ۸۸، بخاری، مسلم وغیرہ۔

حنفیوں والی دعائے قنوت کا ثبوت

مندرجہ ذیل کتب میں ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۰۱ جلد دوم، ابو داؤد نصب الرایہ صفحہ ۱۳۲ جلد دوم۔

بریلوی، دیوبندی اختلافات ختم کرنے کی

نئی تجویز

دونوں اطراف کے علماء کرام اختلافات کو ختم کردیں تو سنی مسلمان ایک مضبوط قوم بن کر لادینی قوت کو پچھاڑ سکتے ہیں۔

نحمده ونصلی علی حبیبه الکریم وعلی آله واصحابه اجمعین امابعد

ایک اصول ایک ضابطہ

”حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی ادنی توہین کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے دونوں مکاتیب فکر (دیوبندی، سنی بریلوی) کے علماء اصولی طور پر اس کلیہ پر ایمان رکھتے ہیں“

اس اصول اور ضابطہ کو تسلیم کر لینے کے بعد جھگڑا چند عبارات کے بارے میں باقی رہ جاتا ہے علماء دیوبند کہتے ہیں جو مفہوم اعلیٰ حضرت اور علمائے مکہ ومدینہ کا ہے اس پر ہم بھی دستخط کرنے کو تیار ہیں ہمارے اکابرین کی عبارات کا جو مطلب اعلیٰ حضرت بریلوی نے سمجھا وہ اگر اس مطلب پر کفر کا فتوی نہ دیتے تو خود کافر ہو جاتے ملاحظہ ہو علماء دیوبند کی کتاب اشد العذاب مصنفہ مرتضی حسن دربھنگی ناظم شعبہ تعلیمات دیوبند اور ماہنامہ الرشید ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر۔

اصولی اختلاف نمبرا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے علماء حرمین سے فتوی حاصل کرنے کے لئے جو عبارات مکہ ومدینہ بھیجیں ان میں سے ایک عبارت تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی بانی دیوبند کی بھی ہے اس کتاب میں بانی دیوبند نے اثر ابن عباس کے فقرہ ہر طبقہ زمین میں نبی کنبیکم پر بحث کی ہے حالانکہ یہ اثر اسرائیلیات سے ہے اور موضوع ہے یا لیس کمثلہ کے کاف کی طرح کنبیکم کا کاف زائدہ ہے مگر بانی دیوبند نے بحث یہ چھیڑ دی کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ماننا عوام کا خیال ہے اور نہ آگے پیچھے

آنے میں بالذات کوئی فضیلت ہے اور یہاں خاتمیت مرتبی مراد ہے حالانکہ حضور کی خاتمیت مرتبی دوسری آیات سے ثابت ہے یہاں صرف اور صرف خاتمیت زمانی ہی مراد ہے جو اس معنی میں ہیرا پھیری کرے دائرہ ایمان سے خارج ہے آگے چل کر بانی دیوبند نے لکھا ’’بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم ۱ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا‘‘ آج کل کے نئے دیوبندی کہتے ہیں کوئی نبی سے مراد جھوٹا مدعی نبوت ہے جوابا گذارش ہے جھوٹے مدعی نبوت کو نانوتوی صاحب کا نبی لکھنا ہی کافر ہونے کے لئے کافی ہے بالفرض امر محال کے لئے آتا ہے حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے بعد سچے نبی کا پیدا ہونا محال ہے اور جھوٹے مدعی نبوت کا پیدا ہونا حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے بعد ممکن بلکہ امر واقع ہے کہ تیس دجال کذاب حضور علیہ الصلوۃ و السلام کے بعد مدعی نبوت پیدا ہوں گے ۲ عبارت میں لفظ بالفرض اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ نبی سے مراد سچا نبی ہے اور جو بدبخت حضور ﷺ کے بعد سچے نبی کے پیدا ہونے کو ختم نبوت کے منافی نہیں سمجھتا وہ ختم نبوت زمانی کا منکر اور دائرہ اسلام و ایمان سے خارج ہے یہی ہے وہ مفہوم جس پر اعلی حضرت اور علمائے حرمین نے کفر کا فتوی دیا اسی مفہوم پر کفر کا فتوی دینے کیلئے امید ہے تمام علماء دیوبند

۱:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی یا آپ کی صفت کے ساتھ پورا صلوۃ وسلام لکھنا واجب ہے۔ ص یا صلعم لکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض فقہا نے اس کو کفر کہا ہے ملاحظہ ہو حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار صفحہ ۶ جلد اول طبع بیروت۔

۲:۔ ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۴۲، مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹، ترمذی رقم الحدیث ۲۲۰۲، ابن حبان رقم الحدیث ۲۹۵۲، بخاری رقم الحدیث ۷۱۲۱

ابوجلیل فیضی غفرلہٗ

بھی تیار ہوں گے اور جھگڑا ختم ہو جائے گا اور اگر علماء دیو بند تیار نہ ہوں تو پھر دجال قادیانی اور اس کی امت خبیثہ کو کس دلیل سے کافر کہتے ہیں؟ اگر دجال قادیانی اور اس کی خبیث امت کافر ہے تو عبارت تحذیر الناس کا مفہوم کیسے اسلامی ہے؟ اگر عبارت تحذیر الناس اسلامی ہے تو مرزا کیوں کافر ہے؟ اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے جب نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی تو سوائے مولانا عبدالحیٔ کے کسی عالم نے اس کی تائید نہ کی ا بلکہ ان کے بڑے شیخ محمد تھانوی نے اس کی تردید میں کتاب لکھی۔

اصولی اختلاف نمبر ۲۔

علماء دیو بند کے خلیل احمد نے براھین قاطعہ نامی کتاب لکھی جس کی تائید رشید احمد گنگوھی نے کی اسکی مندرجہ ذیل عبارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے علمائے حرمین کے سامنے پیش کی بعینہ اسی کے قائل کو علمائے حرمین نے کافر لکھا ہے کفریہ عبارت یہ ہے ''شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل ہے محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم (علیہ السلام) کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے'' (براہین قاطعہ مصدقہ گنگوھی) صدر دیو بند حسین احمد ٹانڈوی کانگریسی نے اسی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا پس مضمون اس تقریر براہین قاطعہ کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔ (شہاب ثاقب صفحہ ۱۱۲ مصنفہ صدر دیو بند) اسی براہین قاطعہ اور شہاب

ا:۔ الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۹۶ جلد پنجم طبع ملتان ابوالجلیل فیضی غفرلہ

ثاقب میں ہے ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ" المهند علی المفند عقائد علمائے دیوبند نامی کتاب میں اکابرین دیوبند نے لکھا ہمارا پختہ عقیدہ ہے جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ وہ کافر ہے اگر اس تحریر میں حقیقت ہے تو دیوبندیوں کا فرض ہے کہ مصنف ومصدق براہین قاطعہ پر جو علمائے حرمین کا فتویٰ ہے اس پر دستخط کر کے اختلاف کو ختم کر دیں۔

اصولی اختلاف نمبر ۳۔

اشرفعلی تھانوی سے کسی نے حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب کے نفس حکم کے بارے پوچھا تھانوی نے سرے سے نفس حکم ہی کا انکار کر دیا اطلاق عالم الغیب کی بحث ہی نہیں اور نہ ہی سائل کا یہ سوال تھا تھانوی نے کہا کل علم غیب تو عقلا نقلا باطل ہے باقی رہا بعض تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے (اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ الآیہ کا انکار) ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (معاذاللہ) ملاحظہ ہو تھانوی کی تصنیف حفظ الایمان صفحہ ۷ بعینہ اسی عبارت کے قائل کو علمائے حرمین نے کافر کہا۔

مصنف حفظ الایمان کو کفر سے نکالنے کے لئے علماء دیوبند کا اختلاف

۱۔ صدر دیوبند حسین احمد گانگریسی شہاب الثاقب نامی کتاب میں لکھتا ہے عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ بمعنی مثل اور مانند کے ہے (بمعنی اتنا کے بالکل نہیں) اور مرتضی حسن دربھنگی اس کے برعکس رسالہ توضیح البیان صفحہ ۱۷ (بحوالہ حقائق الدین) میں

لکھتا ہے کہ اس عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا کلمہ تشبیہ نہیں بلکہ بمعنی اس قدر اور اتنا کے ہے۔

۲۔ صدر دیو بند کہتا ہے کہ اگر لفظ ایسا کو اس عبارت میں بمعنی اتنا اور اس قدر کے لیا جائے تو عبارت میں توہین شان رسالت ہوگی ناظم شعبہ تبلیغ دیو بند در بھنگی کہتا ہے اگر لفظ ایسا کو بمعنی اتنا اور اس قدر کے لیا جائے تو ہرگز توہین شان رسالت نہ ہوگی۔

۳۔ صدر دیو بند کہتا ہے کہ حضور کے علم کو پاگلوں جانوروں رذیلوں کے علم سے تشبیہ دینا کفر ہے۔

۴۔ ناظم دیو بند کہتا ہے کہ جو شخص ایسا کو بمعنی اتنا اور اس قدر کے کہتا ہے وہ علم نبوی کو بچوں پاگلوں جانوروں کے برابر مان کر کافر ہو گیا۔

ناظم در بھنگی کہتا ہے جو شخص ایسا کو بمعنی اتنا کہتا ہے وہ علم نبوی کو پاگلوں، جانوروں کے علم کے برابر مان کر کافر نہیں ہوا۔

۵۔ صدر دیو بند کہتا ہے تھانوی صاحب نے ایسا بمعنی مثل کے کلمہ تشبیہ مراد لے کر لکھا ہے ایسا کو اگر بمعنی اتنا مراد لیا ہے تو کافر ہو گئے جو شخص ایسا کو بمعنی اتنا کے کہتا ہے وہ محض جاہل ہے ایسا کلمہ تشبیہ میں متعین ہے اور در بھنگی کہتا ہے اگر تھانوی نے ایسا بمعنی مثل کے کلمہ تشبیہ مراد لے کر لکھا ہے تو یقیناً کافر ہو گئے اگر اتنا اور اس قدر کے معنی میں کہا ہے جو یہاں متعین ہیں بالکل کافر نہیں جو کلمہ تشبیہ مراد لیتا ہے وہ محض جاہل ہے۔

اب مصیبت تھانوی کے لئے ہے۔

اگر اس نے ''ایسا'' کلمہ تشبیہ کے لیے لکھا تو ناظم شعبہ تبلیغ دیو بند کے فتوی کی رو سے کافر ہو گئے اور اگر اس نے اتنا اور اس قدر کے معنی میں لکھا تو صدر دیو بند کے فتوی کی

روسے کافر ہو گئے۔

دیوبندیوں کا فرض ہے کہ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی مولوی کے قول کو ٹھکرا کر اتحاد امت کا مظاہرہ کریں یہ ملاں کسی کام نہ آئیں گے۔

علمائے دیوبند کی اکابر پرستی

مودودی جماعت کے کسی صاحب نے یہ بتائے بغیر کہ یہ عبارت بانی دیوبند نے تصفیۃ العقائد نامی کتاب میں لکھی ہے اس کے بارے دیوبند کے مفتی سے فتوی پوچھا مفتی صاحب نے بلا دھڑک کفر کا فتوی دے دیا ا عبارت یہ ہے ''دروغ صریح (ایسا جھوٹ جس میں تاویل قبول نہیں) بھی کئی طرح پر ہوتا ہے اور ہر قسم سے نبی ﷺ کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے بالجملہ سے علی العموم کذب (جھوٹ) کو منافی شان نبوت (شان نبوت کے خلاف) بایں معنی سمجھنا کہ یہ (جھوٹ) معصیت (گناہ) ہے اور انبیاء علیهم السلام معاصی (گناہوں) سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں''

یہی بات کوئی اور کہے تو کافر اور بانی دیوبند نانوتوی کہے تو وہ مسلمان؟ اکابر پرستی چھوڑ کر اہل سنت کے ساتھ متفق ہو جاؤ۔

فرقہ اسماعیلیہ

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں سب سے پہلے مولوی اسماعیل دہلوی نے مسلک پیران خود پر انکار کیا اور اپنے بزرگوں

ا:۔ سہ روزہ ''دعوت'' دہلی ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء، ''حقیقت'' صفحہ ۱۰۔ از عامر عثمانی فاضل دیوبند و مدیر ماہنامہ تجلی دیوبند۔ ناشر فرینڈز پبلی کیشنز پاک گیٹ ملتان۔ صفدر صابر عفی عنہ

سے چند مسائل میں اختلاف کیا۔

پہلا اختلافی مسئلہ:۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے ایضاح الحق کتاب میں خدا کے لئے جہت سمت اور زمان و مکان ثابت کیا اسی عقیدہ پر علمائے دیو بند نے کفر کا فتوی دیا۔

(ملاحظہ ہوانوار آفتاب صداقت)

دوسرا اختلافی مسئلہ:۔

تقویت الایمان نامی کتاب میں حضور علیہ السلام کی شفاعت بالمحبت اور شفاعت بالوجاہت کا انکار کیا اس انکار کی وجہ سے مولانا فضل حق خیر آبادی مجاہد جنگ آزادی وشہید جزیرہ انڈیمان نے ابطال الطغوی نامی کتاب میں ملاں مذکور پر کفر کا فتوی لگایا اور اس پر شاہ احمد سعید مجددی نے دستخط کئے شاہ احمد سعید مجددی امام ربانی کی اولاد اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (مولوی اسماعیل کے چچا) کے شاگرد اور خواجہ دوست محمد قندھاروی بانی خانقاہ موسی زئی شریف کے پیر و مرشد اور غلام خان کے پیر واستاد مولوی حسین علی بھچروی کے دادا پیر اور غلام حبیب چکوالی اور خان محمد خانقاہ سراجیہ والے اور عبدالمالک قریشی کے پیر پیران ہیں۔

تیسرا اختلافی مسئلہ:۔

مولوی اسماعیل نے حضور علیہ السلام کی مثال و نظیر پیدا ہونا ممکن قرار دیا اور صاف لکھا کہ کروڑوں نبی محمد علیہ السلام کے برابر پیدا کر ڈالے حالانکہ اس مسئلہ پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضور علیہ السلام کی مثل و نظیر ناممکن محال اور ممتنع بالذات ہے دیو بندی شریعت کے امیر عطاء اللہ بخاری کے پیر اول سرکار مہر علی شاہ گولڑوی نے

اس عقیدہ کا رد بلیغ فرمایا ملاحظہ ہو فتاوی مہریہ اور شہید جنگ آزادی مولنا فضل حق خیر آبادی کا رسالہ امتناع نظیر۔

چوتھا اختلافی مسئلہ:۔

مولوی اسماعیل نے جب کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر ممکن ہے تو علمائے حق نے اس غلط عقیدہ پر گرفت فرمائی کہ جب خدا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا دیا اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن مانا جائے تو اس سے امکان کذب باری تعالی لازم آئے گا جو صریح گمراہی ہے اس پر ملاں اسماعیل دہلوی نے رسالہ یکروزی لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ خدا تعالی بھی جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ) جو کام ہم کر سکتے ہیں خدا بھی کرسکتا ہے اس پر اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد اول میں دیوبندیوں کے جھوٹے خدا کی سرخی جما کر اس کا رد بلیغ فرمایا جسے منیر خان عارف دیوبندی ساکن علاقہ جدون اپنے رسالہ ''ایک نئی تصویر'' میں بطور اعتراض نقل کرتا ہے حالانکہ وہ گرفت ہے جس کا جواب سوائے توبہ کے علماء دیوبند کے پاس اور کوئی نہیں عقیدہ امکان کذب باری تعالی یعنی دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے کی تائید مولوی گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں کی مولوی خلیل احمد نے براہین قاطعہ میں اور شیخ الہند محمود الحسن نے جہد المقل میں کی علمائے حق کے دلائل قاہرہ کی ضربات شدیدہ سے مبہوت اور بدحواس ہو کر اشرفعلی تھانوی نے اپنی آخری تصنیف بوادر النوادر مطبوعہ دیوبند صفحہ ۴۸۱ میں لکھا یہ مسئلہ قابل ترک ہے اس عنوان کو ترک کر دینا چاہیے موجودہ دیوبندی علماء حق کی بات نہیں مانتے اپنے حکیم الامت کی مان کر اس عقیدہ سے توبہ

کر کے اس کو ترک کر دیں تو اختلاف ختم ہو سکتا ہے۔

پانچواں اختلافی مسئلہ :۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی تصنیف صراط مستقیم میں لکھا نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گاؤ خر کے خیال سے زیادہ برا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیال سے شرک لازم آئے گا۔ بیل اور گدھے کے خیال سے شرک لازم نہیں آتا اس عبارت پر کافی مناظرے ہوئے مناظرہ جھنگ اسی عبارت پر ہوا تھا دیوبندی مناظر کی شکست اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ دیوبندی اس کے جواب سے عاجز ہیں۔

دیگر اختلافی مسائل :۔

تقویت الایمان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے کافی توہین آمیز فقرات لکھے ہیں مثلاً ''حضور مر کر مٹی میں مل گئے'' ''حضور گاؤں کے چوہدری کی مثل ہیں'' ''ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں'' ''چوہڑے چمار سے ذلیل ہیں'' ''ناکارہ لوگ ہیں'' وغیرہ وغیرہ

تجلیات دوستیہ :نقشبندی کہلوانے والے دیوبندی پیر دوست محمد قریشی عبد المالک عبداللہ و عبدالحئی بہلوی ،غلام حبیب چکوالی ،خان محمد خانقاہ سراجیہ کندیاں والے ان سب کے دادا پیر خواجہ دوست محمد قندھاروی بانی خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی شریف نے اپنے ملفوظات مسمی بہ تجلیات دوستیہ میں اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں کو گمراہ فرقہ اسماعیلیہ کے نام سے منسوب کر کے اپنے مریدین کو اس گمراہ فرقہ سے دور رہنے کا حکم فرمایا

دیوبندی پیر اگر اپنے دادا پیر کی مان لیں تو اختلاف ختم ہو سکتا ہے۔

فاضل بریلوی کی احتیاط :۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب سنا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنے کفریات سے توبہ کر کے مرا ہے تو آپ نے التزام و

لزوم کفر کے فرق کوملحوظ رکھتے ہوئے اس کے کفر سے کف لسان فرمایا اپنے ملفوظات میں فرمایا خود احتیاطاً کافر کہنے سے کف لسان کریں گے اگر کوئی اسماعیل کو کافر کہے گا اسے روکیں گے نہیں اسماعیل دہلوی اس جہان سے توبہ کر کے گیا تم بھی ان اختلافی باتوں سے توبہ کرلو جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ (انشاء اللہ)

منیر خان دیوبندی کے رسالہ ایک نئی تصویر کا جواب

اختلاف نمبر ا کا جواب:۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قصہ موضوع روایت سے نہیں لیا بلکہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ شیطان بھی نماز پڑھتا ہے اور قرآن سے ثابت ہے وہ خدا سے ڈرتا بھی ہے اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ مشکوۃ شریف[۱] میں بخاری شریف کے حوالہ سے ہے شیطان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی اور اس کے فوائد بتائے امداد المشتاق صفحہ ۷۶ میں مولوی تھانوی لکھتا ہے بعض کتب میں مدح ابلیس کی پائی جاتی ہے کہ چونکہ توحید و عشق اس کا اعلیٰ درجہ کا تھا سجدہ آدم گوارہ نہ کیا۔ منیر خان کے اکابرین کے نزدیک تو اس کا علم معاذ اللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زائد ہے ملاحظہ ہو براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ مصدقہ گنگوہی۔ لغت کی کتب معتبرہ میں شیطان کا لقب شیخ نجدی لکھا ہے حالانکہ شیخ نجدی تیرہویں صدی میں پیدا ہوا۔ بخاری شریف[۲] میں شیخ نجدی کو قرن الشیطان[۳] بمعنی دیوبند

ا:۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۱۸۵، بخاری شریف صفحہ ۳۱۰ جلد اول

۲:۔ بخاری ۱۴۱، ۴۳۸، ۴۶۳، ۴۶۶، ۴۹۶، ۴۹۸ جلد اول۔ مسلم جلد اول ۵۲، جلد دوم صفحہ ۳۹۳، ۳۹۴، ۳ پانچ حدیثیں، ۷۹۸، ۷۹۹، ۱۰۵۰، باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

فرمایا فیروز اللغات فارسی میں ہے دیو بند قارون کا لقب ہے بند کا معنی گروہ جماعت اور قرن ہے اور دیو کا معنی شیطان ہے اب مفتی احمد یار خان پر اعتراض کرنا منیر خان کی جہالت اور دماغ میں دیو بند ہونے کی علامت ہے۔

اختلاف نمبر۲ کا جواب :۔ غیاث اللغات صفحہ ۱۵۱ میں خاوند کا معنی خداوند کا مخفف لکھا ہے کریم اللغات میں خاوند کا معنی مالک لکھا ہے اب اعلیٰ حضرت کے ملفوظ صفحہ ۸۳ جلد دوم کی عبارت کا معنی یہ ہوگا میرا خاوند میرا مالک حی لایموت ہے کہ کبھی نہ مرے گا خاوند بیوی کا تصور منیر خان کے ذہن میں اس لئے آیا کہ اس کے ذہن میں دیو بند ہے مولوی سرفراز گکھڑوی تبرید النواظر میں لکھتا ہے خدا کو میاں کہنا جائز ہے حالانکہ خاوند کو بھی میاں کہا جاتا ہے امید ہے طبعیت صاف ہو جائے گی کیونکہ دیو بندیوں کا خدا ان کا میاں (خاوند) ہے اور تمام دیو بندی میاں صاحب کی بیویاں ہو گئیں۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی

بقیہ صفحہ گذشتہ :۔ ترمذی ۵۱ جلد دوم، مسند احمد صفحہ ۷۳، ۱۲۱ جلد دوم

۳: حضرت ابو مسعود (المتوفی ۴۰ھ) رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مدینہ کے مشرق سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے (مسلم ۵۲ جلد اول) شیطان کے دو سینگ سے مراد دو ایسے شخص ہیں جن سے بہت گمراہی پھیلنی تھی اور جن کا ظہور نجد سے ہونا تھا۔ صوبہ نجد میں عیینہ ایک مقام ہے مسیلمہ کذاب اور محمد بن عبدالوہاب امام الوہابیہ اس جگہ سے پیدا ہوئے اور ان کی وجہ سے امت میں بہت فتنے ظاہر ہوئے اور لوگوں کے عقائد متزلزل ہوئے۔ علمائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قرن الشیطان سے مراد یہی دو شخص لیے ہیں۔ ابو الجلیل فیضی غفرلہ

اختلاف نمبر۳ کا جواب :۔ اعلیٰ حضرت خدا کے لئے معاذ اللہ برائی نہیں لا رہے ہیں بلکہ تمہارے اکابرین کے جھوٹے عقیدے (جو کچھ ہم کر سکتے ہیں معاذ اللہ خدا بھی کر سکتا ہے) کی تردید فرما رہے ہیں توبہ کے سوا اس کا جواب تمہارے پاس نہیں ہے۔

اختلاف نمبر۴ کا جواب :۔ امام زرقانی شارح مواھب اللدنیہ کی عبارت کے ناقل اعلیٰ حضرت ضرور ہیں (ملاحظہ ہو زرقانی صفحہ ۱۶۹) علمائے دیوبند امام زرقانی کو جلیل القدر امام مانتے ہیں۔ مواھب جس کی شرح زرقانی ہے اس کا ترجمہ علمائے دیوبند نے لکھا اور اسے معتبر کتاب مانا ہے۔ شب باشی کا غلط تصور دیوبندیوں کے گندے ذہن کی پیداوار ہے۔ جمال الاولیاء صفحہ ۱۷۸ میں تھانوی لکھتا ہے۔

محمد الحضرمی کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے۔ شب باش ہونے کا جو معنی تھانوی کی عبارت کا کرو گے۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت کا وہی سمجھ لو۔

اختلاف نمبر۵ کا جواب :۔ اعلیٰ حضرت نے امام عبدالوہاب شعرانی اور سید احمد کبیر بدوی کے حوالے سے واقعہ نقل فرمایا مولوی تھانوی نے اپنی کتاب جمال الاولیاء صفحہ ۵۷، ۱۶۸، ۲۰۸ میں ان دونوں بزرگوں کو اولیاء اللہ اور ائمہ دین شمار کیا ہے اب تھانوی کے بارے کیا حکم ہے۔۔۔۔۔۔؟

منیر خان اعتراض کرنے کے خبط کو پرے پھینک کر احادیث وفقہ کی روشنی میں کنیز باندی شرعی کا ہبہ ناجائز ثابت کرے یا پھر اعتراض بازی سے باز رہے۔

اختلاف نمبر۶ کا جواب :۔ یہ واقعہ اشرف علی تھانوی کے خلیفہ عاشق الٰہی میرٹھی نے تبریز شرح ابریز میں لکھا ہے۔ گنگوہی نے امداد السلوک اور صدر دیوبند حسین

احمد ٹانڈوی نے شہاب ثاقب میں بھی لکھا ''مرید جہاں بھی ہو اس کا پیر اس کے ساتھ ہوتا ہے'' اب جو فتویٰ اعلیٰ حضرت پر لگاتے ہو وہ اپنے بڑوں پر بھی لگاؤ۔

اختلاف نمبر ۷ کا جواب :۔ فتاوی رشیدیہ کی عبارت سے واضح ہے کہ امام صاحب کے قول سے جواز معلوم ہوتا ہے کہ مکان کو کرایہ پر دینا گناہ نہیں۔

اب جاہل دیوبندی کا اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض ہے۔ ان کی حنفیت کے ڈھول کا پول کھل گیا!

اختلاف نمبر ۸ کا جواب :۔ انگریز کے غلام اور نمک خوار کون ۔۔؟ انگریزوں سے چھ سو روپے ماہوار مولوی اشرف علی تھانوی لیتے رہے۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۶)

مولوی نانوتوی اور گنگوہی اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیر خواہ تھے تازیست دلی خیر خواہ ہی ثابت رہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۹ جلد اول)

گنگوہی نے کہا جب میں حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور مارا بھی گیا تو سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۸۰ جلد اول)

مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (برطانیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک وشبہ کی گنجائش ہی نہ تھی۔ (سوانح قاسمی حاشیہ صفحہ ۲۴۷ جلد دوم)

تھانوی کا ارشاد :۔ انگریزوں نے ہمیں بہت آرام پہنچایا۔

(الاضافات الیومیہ صفحہ ۶۹۷ جلد ۴)

مسٹر پامر ایک خفیہ معتمد انگریز نے دار العلوم دیوبند کے بارے لکھا کہ یہ مدرسہ مخالف سرکار (انگریزی) نہیں بلکہ موافق سرکار و ممد و معاون سرکار برطانیہ ہے۔

(کتاب مولانا احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷ بحوالہ برق آسمانی)

اختلاف نمبر ۹ کا جواب:۔ ضلع صوابی کا بے خبر دیوبندی لکھتا ہے دیوبندی علماء کہتے ہیں کسی غیر محرم عورت پر قصداً نظر ڈالنا حرام ہے۔

جواباً گذارش ہے کہ! دیوبندی مولویوں کا عمل اس کے برعکس ہے!

''ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارن پور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آتی تھیں اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں میاں صاحب بولے بی تم شرماتی ہو کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گناہ گار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی''

(تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۴۲ جلد دوم)

تھانوی کی نانی اور ماں پیر غلام مرتضی کے پاس بیٹا لینے گئیں۔
(اشرف السوانح صفحہ ۱۹ جلد اول طبع ملتان)

تھانوی نے لکھا مولوی اسماعیل اپنے ننگے پیر بٹیر شاہ کا درشن کرنے کے لئے جاتے تھے
(ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۸۳ مصنفہ تھانوی طبع لاہور)

ملفوظات کے جس واقعہ کا حوالہ جاہل دیوبندی نے دیا وہ محض پہلی نظر سے بلا اختیار دیکھنا ہے جو شرعاً معاف ہے۔
(نشر الطیب تھانوی)

اختلاف نمبر ۱۰ کا جواب:۔ حضور اول ہیں۔

حضور اول، آخر، ظاہر، باطن ہیں۔
(مدارج النبوت مصنفہ شیخ محقق محدث دہلوی و سیرت محمدیہ مصدقہ علمائے دیوبند)

صوابی ضلع کے دیوبندی کو اعلی حضرت کے اس مصرعہ پر سخت اعتراض ہے۔

اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اب آپ ملاحظہ فرمائیں یہ اپنے بزرگوں کے بارے کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

خدا دیوبند کی گلیوں میں چلتا پھرتا تھا (حسین احمد کانگریسی ان کا خدا تھا)
(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۱۳)

حسین احمد خدا کی قدرت کاملہ کے نمونہ خدا کی رحمت آیت من آیات اللہ تھے۔
(الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۵۱)

حسین احمد خدا کا سایہ ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۲۲)

حسین احمد کعبہ دل قبلہ جاں ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۴۷)

حسین احمد کارساز ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۳۹۰)

حسین احمد جمال حق نما ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۲۶۹)

حسین احمد نور الوجود اور مولی المولی ہے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۲۶۵)

حسین احمد کی شکل وصورت میں حضور کی زیارت ہوگی۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۴۷)

قیامت میں خدا کی تجلی مثالی (نبی ولی کی صورت میں) ہوگی۔

(بوادر النوادر صفحہ ۵۷۰ مصنفہ تھانوی مطبوعہ دیوبند)

خدا کا دیدار صورت پیر میں ہوگا۔ (بوادر النوادر صفحہ ۹۴۷ مصنفہ تھانوی مطبوعہ دیوبند)

خدا کبھی صورت لیلی میں نظر آتا ہے۔ (تذکرۃ الرشید صفحہ ۲۴ جلد دوم)

فکر شاہ ولی اللہ کے علمبردار حوالہ توجہ سے پڑھیں ''شاہ ولی اللہ ولی الہند انفاس العارفین ترجمہ اردو صفحہ ۱۷۳ میں فرماتے ہیں جسے تم خدا جانتے ہو ہمارے نزدیک وہ محمد ہے اور جسے تم محمد جانتے ہو وہ ہمارے نزدیک خدا ہے کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ حضور علیہ السلام حق سبحانہ و تعالیٰ کے آئینہ اور اس کے مظہر اتم ہیں اور حقیقت محمد یہ تعین اول، جامع تعینات اور مظاہر ہے اور تمام کائنات ان کے نور سے ظہور پذیر ہوئی ہے اس اعتبار سے اس نے یہ بات کہی ہے'' فتاوی رشیدیہ میں گنگوہی نے ایسے اشعار کے معنی تاویل سے درست بتائے ہیں۔

امید ہے طبعیت صاف ہوگئی ہوگی۔

آخری گذارش! علمائے دیوبندان مسائل میں اپنے اکابرین کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو کہ حاضر وناظر، علم غیب، نور، عرس، میلاد، قیام، گیارہویں شریف کے قائل تھے کی بات مان لیں تو سارے اختلافات ختم ہوسکتے ہیں اور اہلسنت ایک عظیم قوت بن کر باطل قوتوں کو تباہ وبرباد کرسکتے ہیں۔

قول متین

دربارۂ

غنیۃ الطالبین

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه اجمعین ۔ امابعد۔
آج کل غیر مقلدین نے شور مچا رکھا ہے کہ غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنه جس کی تم ہر مہینے گیارہویں مناتے ہو وہ اپنی تصنیف غنیة الطالبین میں فرماتے ہیں فرقہ حنفیہ کا شمار گمراہ فرقوں میں ہے یہ فرقہ گمراہ ہے۔ (معاذاللہ)
حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سیرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لکھی گئی مستند کتاب " قلائد الجواهر فی مناقب الشیخ عبدالقادر " از قلم محقق اعظم ولی کامل محمد یحیی تاذفی (المتوفی ۹۶۳ھ) رحمة اللہ علیه ترجمہ از مولانا زبیر فضل عثمانی ترتیب وتصحیح از قلم مولانا محمد اطہر نعیمی وشمس بریلوی۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی صفحہ ۹۳ میں واضح لکھا ہے کہ سرکار غوث اعظم خود حنفی المذہب تھے۔

کوئی اپنے فرقہ کو گمراہ کہہ سکتا ہے؟

اشہر روایت کی رو سے آپ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے غیر مقلد نہیں تھے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تقلید شخصی شرک فی الرسالت ہے گویا ان کے نزدیک غوث اعظم مشرک تھے۔ (معاذاللہ)

اب مشرک کی بات کی کیا وقعت ہے؟

حقیقت یہ ہے جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہل سنت مولانا امام احمد رضا قادری بریلوی رحمة اللہ علیہ نے بیان فرمائی ملاحظہ ہو کتاب غنیة الطالبین کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمة اللہ علیه کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکی رحمة اللہ علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس

کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کردیا ہے۔فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں ترجمہ۔خبردار دھوکہ نہ کھانا اس سے جو امام الاولیاء سردار اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیۃ الطالبین میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اسے حضور (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) پر افتراء کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اس سے بدلہ لے گا حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بری ہیں۔ (فتاویٰ ضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ جامعہ نظامیہ لاہور)

فقیر کے کتب خانہ میں فتاویٰ حدیثیہ کا جو نسخہ ہے وہ مطبوعہ مطبع مصطفی الحلبی مصر ہے اس کے صفحہ ۱۷۳ کی عبارت ملاحظہ ہو جس کا ترجمہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔

"وایاک ان تغتربما وقع فی الغنیة لامام العارفین وقطب الاسلام والمسلمین الاستاذ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانه دسه علیه فیها من سینتقم اللہ منه والا فهو بری من ذلک" بلفظه

علم عقائد اہل سنت کی سب سے معتبر ترین کتاب شرح لشرح العقائد المسمی النبراس مطبوعہ ملک دین محمد لاہور صفحہ ۴۷۶ میں ہے۔

فی غنیة الطالبین المنسوبة الی الغوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سره العزیز فالنسبة بها غیر صحیحة والاحادیث الموضوعة فیها وافرة یعنی غنیۃ الطالبین کی نسبت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بالکل غلط ہے اس میں موضوع (من گھڑت) حدیثیں کافی موجود ہیں۔جب ہمارے بزرگوں کے نزدیک غنیۃ الطالبین غوث پاک کی تصنیف ہی نہیں تو ہمارے لئے اس کتاب کا کوئی قول حجت نہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اسی کتاب (غنیہ الطالبین) میں تمام اشعریہ یعنی اہل سنت و جماعت کو بدعتی، گمراہ اور گمراہ گر لکھا ہے کہ:۔ خلاف ماقالت الاشعریة من ان کلام اللّٰہ معنی قائم بنفسہ واللّٰہ حسیب کل مبتدع ضال مضل بخلاف اس کے جو اشاعرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسا معنی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بدعتی گمراہ و گمراہ گر کے لئے کافی ہے۔

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذاللّٰہ یہ سرکار غوثیت اعظم کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہل سنت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محل تشویش نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

(لہذا ثابت ہوا یہ کتاب غوث اعظم رحمة اللہ علیہ کی لکھی ہوئی نہیں) بالفرض محال اگر غوث اعظم رحمة اللہ علیہ کی تصنیف ہو! تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

''پھر یہ خود صریح غلط اور افتراء بر افتراء ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے۔

(غنیہ الطالبین مطبوعہ پشاور صفحہ ۹۱ باب اول) کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں ھم بعض اصحاب ابی حنفیة وہ بعض حنفی ہیں جو گمراہ ہیں۔

اس سے نہ حنفیہ پر الزام آ سکتا ہے نہ معاذاللّٰہ حنفیت پر آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زمخشری صاحب کشاف و عبدالجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاھدی صاحب قنیہ (جس نے دعا بعد نماز جنازہ کو ناجائز لکھا) و حاوی و مجتبی۔ پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا

بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ وشافعیت پر کیا الزام آیا۔نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھراس سے حنبلیہ وحنبلیت پر کیا الزام آیا؟ جانے دو رافضی خارجی، معتزلی، وہابی سب اسلام ہی میں سے نکلے اوراسلام کے مدعی ہوئے۔ پھر معاذاللہ اس سے اسلام ومسلمین پر کیا الزام آیا؟

کتاب مستطاب بهجة الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابو التقی محمد بن ازهر صریفینی سے ہے'' مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنه کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ یہ مردان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہوکر چلے یہ پیچھے ہوئے ان کے لئے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کرایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھ کے اس پار ہو گئے۔انہوں نے قسم دے کرروکا اوران کا مذہب پوچھا فرمایا حنفی مسلم وما انا من المشرکین ہر باطل سے الگ (حنفی) مسلمان اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

یہ سمجھے کہ حنفی ہیں۔حضور سیدنا غوث اعظم رضی الله عنه کی بارگاہ میں عرض کے لئے حاضر ہوئے۔

حضور اندر ہیں دروازہ بند ہےان کے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا:۔اے محمد'' آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی اللہ حنفی المذہب نہیں''

(بهجة الاسرار مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۵۲)

کیا معاذاللہ گمراہ بدمذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں؟ جن کی ولایت کی خودسرکارغوثیت نے شہادت دی۔

(فتاوٰی رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور)

معلوم ہوا غنیۃ الطالبین غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں جس میں حنفیہ کو گمراہ فرقہ لکھا ہے۔

فتاوی رضویہ صفحہ ۲۱ جلد ۲۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن فہرست مضامین میں ہے:۔

غنیۃ الطالبین سرکار غوثیت کی تصنیف نہیں ہے نیز اس میں الحاق بھی کر دیا گیا ہے۔ غیر مقلدین اس کتاب میں سے اپنے مطلب کی باتیں رفع یدین وغیرہ کو تو مانتے ہیں مگر نماز تراویح کی عشرین رکعۃ بیس رکعتیں کیوں نہیں مانتے؟

جب کہ اسی کتاب میں صاف لکھا ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

مسئلہ علم غیب

نبی کا معنی:۔ نبوت اطلاع علی الغیب کا عین ہے یا لازم۔ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہمیشہ غیب کی خبر دینے والے کے ہوتے ہیں۔ نیز نبی اللہ تعالیٰ کی رضا اور عدم رضائی الامور جو اعلیٰ درجہ کا غیب ہے کا مخبر ہوتا ہے تو نبی کا معنی ہمیشہ مطلع علی علم الغیب ہوا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ مواہب للدنیہ صفحہ ۴۵، ۴۶ جلد دوم از امام قسطلانی شارح بخاری، شفا شریف صفحہ ۱۰۲ از امام المحدثین قاضی عیاض اور شرح مواہب از امام زرقانی، شرح شفا از علامہ علی قاری حنفی و نسیم الریاض شرح شفا از امام خفاجی۔

جب اطلاع علی علم الغیب نبوت کا عین یا لازم ثابت ہوا تو مطلقاً نفی علم غیب ثابت کرنے والا منکر نبوت ہوگا۔

ایک مغالطہ:۔ منکرین علم غیب نبی یہ مغالطہ دیتے ہیں جو علم خدا نے بذریعہ وحی نبی کو بتادیا وہ علم غیب نہیں رہتا۔

جواب:۔ وحی کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں اس کا تعلق قلبِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے جو غیب ہے لہٰذا وحی کے ذریعہ بتایا ہوا علم، علم غیب ثابت ہوا۔ ارشادِ خداوندی ہے تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ دوسری جگہ فرمایا ہے ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کو وحی کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتائی ہوئی خبروں کو غیب فرمایا۔ نیز ارشاد الٰہی ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ اور وہ خدا یا نبی) غیب بتانے پر کنجوس نہیں۔ معلوم ہوا وحی کے ذریعہ بتایا ہوا علم، علم غیب ہے۔ نیز ارشاد خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

یعنی خدا کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے (بذریعہ وحی) غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ نیز ارشاد الٰہی ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

وہ غیب جاننے والا (ہے) تو اپنے غیب پر کسی کو (کامل) اطلاع نہیں دیتا۔ مگر جنہیں پسند فرما لیا جو اس کے (سب) رسول ہیں۔

سب رسول اس کے پسندیدہ ہیں لہذا ان کو علم غیب عطا ہوا۔

غیب کی دو قسمیں:۔ علمائے حق اہل سنت نے غیب کی دو قسمیں ذاتی اور عطائی (مالا دلیل علیہ اور علیہ دلیل) بیان فرمائیں قسم اول ذاتی کو خاصہ خداوندی قرار دیا اور قسم ثانی عطائی کو علم غیب تسلیم کرتے ہوئے محبوبان حق کے لئے ثابت فرمایا:۔ ملاحظہ فرمائیں زیر تحت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، تفسیر بیضاوی تفسیر کبیر للرازی روح البیان زیر آیت قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ نسیم الریاض، خازن صفحہ ۱۵۷ جلد دوم زیر آیت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ، جمل صفحہ ۲۱۷ جلد دوم تحت لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ شرح مواقف، شرح جامع الصغیر، تفسیر عرائس البیان زیر آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تفسیر عنایت القاضی، صاوی علی الجلالین صفحہ ۱۹ جلد دوم، روح البیان زیر آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ، تفسیر الموذج الجلیل زیر آیت قُلْ لَّا یَعْلَمُ فتاوی حلیثیہ، فتاوی امام نووی شارح مسلم، جامع الفصولین، ردالمحتار شرح فقہ اکبر، فتاوی مہریہ

خداعزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں فرق

پہلا فرق:۔ اللہ کا علم ذاتی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مستفاد۔ اسے

بالواسطہ بالعرض اور وہبی عطائی کہتے ہیں۔ (تفسیر ابو السعود صفحہ ۹۲ جلد ۲)

دوسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ہے اور حضور علیہ السلام کا علم ممکن۔ (شامی)

تیسرا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی اور ابدی حقیقی ہے۔

چوتھا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی اور حضور علیہ السلام کا علم متناہی۔

پانچواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مخلوق۔

چھٹا فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور حضور علیہ السلام کا علم مقدور۔

ساتواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور علیہ السلام کا علم ممکن التبدیل۔

آٹھواں فرق:۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور علیہ السلام کا علم جائز الفناء۔

(ماخوذ از الدولۃ المکیہ از اعلیٰ حضرت محدث بریلی مصدقہ علمائے عرب وعجم)

ان فرقوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شرک کا شائبہ بھی باقی نہیں رہتا۔

اعتراض :۔ جب اہل سنت نے حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب کلی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ثابت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم متناہی کب ہوا؟ بلکہ علم الٰہی کے ساتھ برابری ہوگئی جو کہ شرک ناقابل معافی جرم ہے۔

جواب:۔ علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اور کل شئے کا تفصیلی علم ذرے ذرے قطرے قطرے کا علم متناہی اور محدود ہے اور علم الٰہی کے مقابلے میں بعض قلیل بلکہ کالعدم ہے ملاحظہ فرمائیے آیت کریمہ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر

۱۔ جمل صفحہ ۲۴۲ جلد ۲۔ ۲۔ صاوی صفحہ ۳۶۲ جلد ۲۔ ۳۔ کبیر للرازی صفحہ ۵۳ ج ۲۱۵۔ تفسیر معالم التنزیل بغوی صفحہ ۱۴۸ جلد ۴۔ ۵۔ تفسیر خازن صفحہ ۱۴۸ جلد ۴۔

اور آیت کریمہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کی تفسیر۔ ۱۔ صاوی صفحہ ۲۳۱ جلد ۴۔ ۲۔ تفسیر

جمل صفحہ ۳۸۳ جلد ۴۔ ۳۔ تفسیر کبیر صفحہ ۸۷ جلد ۳۰۔ اور آیت کریمہ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ کی تفسیر۔ تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۶ جلد ۴۔ جمل صفحہ ۵۰ جلد ۳ اور سورہ لقمان کی آیت وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ کی تفسیر تفسیر کبیر صفحہ ۱۵۷ جلد ۲۵، اور جمل صفحہ ۴۰۹ جلد ۳ اور سورہ جن کی آیت وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا کی تفسیر تفسیر کبیر صفحہ ۱۷۰ جلد ۳۰، اور مدارک صفحہ ۳۲ جلد ۴، اور روح البیان ان آیات کی تفسیر کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب معتبرہ سے صاف ثابت ہے کہ غیب السمٰوت والارض کان یکون کلیات جزئیات کل شئے وغیرہ علم الٰہی کے مقابلہ میں قلیل بعض اور متناہی ومحدود ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ ۱۔ حل العقدہ شرح بردہ از علامہ علی قاری حنفی ۔۲۔ حواشی بیضاوی از امام شہاب خفاجی ۔۳۔ روح البیان ۔۴۔ صحیح بخاری واقعہ حضرت خضر علیہ السلام ۔۵۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۲۷ ۔۶۔ شرح مواقف ۔۷۔ کیمائے سعادت ۔۸۔ تفسیر حسینی ۔۹۔ تفسیر خازن صفحہ ۱۴۵ جلد ۳ ۔۱۰۔ تفسیر صاوی علی الجلالین صفحہ ۳۳۵ جلد ۲۔ ابتداء سورۃ اسراء۔

جواب ۹:۔ اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور وہم خطا مگر دوسرے فرقوں کے سبب علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی۔

نیز شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو عرفاء (عارفین) فرمایا مشرک نہیں فرمایا۔ (مدارج النبوت)

نیز امام ابو اسحاق مصنف المدلول المنقول فی بیان شمول علم الرسول اور

عارف ابوالحسن البکری مفتی بحروبر (المتوفی ۹۷۶ھ) کا یہی عقیدہ ہے۔ (نجم الرحمٰن)

ایک علمی سوال:۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے فرمان کے موجب کیا اللہ تعالیٰ کو اس بات کی قدرت ہے کہ اپنے محبوب علیہ السلام کو جمیع معلومات کا علم عطا فرما دے یا نہیں؟ اگر قدرت ہے تو زیر تحت قدرت کا اثبات شرک کہاں رہا اور اگر جواب نفی میں ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعتقاد میں جھوٹ پر تو قادر ہو اور شمولِ علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قادر نہ ہو ذرا فرق بتا دیں تو عنایت ہوگی۔ (نجم الرحمٰن صفحہ ۴۱)

اعتراض:۔ حضور علیہ السلام کو جب بھی اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام بھیج کر وحی کے ذریعے کچھ باتیں بتلا دیتا تھا تو آپ جانتے تھے ورنہ آپ نہیں جانتے تھے آپ کا علم نہ دائمی تھا نہ غیب۔ (عام مغالطہ)

جواب:۔ ۱۔ بیشک حضور علیہ السلام کا علم وحی الٰہی اور تعلیم ایزدی کے ذریعے حاصل ہوا۔ ۲۔ لیکن وحی الٰہی صرف پیغامِ جبریل میں منحصر نہیں۔ ۳۔ رؤیا الانبیا وحی۔ (الحدیث) انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی وحی ہے اور آپ کا ہر کلام وحی ہے۔

۴۔ وحی القاء کے ساتھ بھی ہوتی تھی یعنی قلب اطہر میں کسی بات کا ڈال دینا۔ حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کریم ضرور لائے لیکن علم قرآن حضرت جبریل کے واسطہ کا محتاج نہیں۔ امام قسطلانی شارح بخاری نے مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۹ جلد ۲ میں ایک طویل حدیث نقل فرمائی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شب معراج مجھے تمام قرآن مجید تعلیم فرمایا۔ یہ بات بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں بالکل غلط ہے کہ حضرت جبریل نے جو بات حضور علیہ السلام کو بتا دی حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو معلوم ہوگئی ورنہ نہیں۔ بخاری و مسلم میں ہے میں تمہیں اپنے پیچھے سے اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور محدثین نے تخصیص کو رد فرما کر عموم کو ترجیح دی۔ (تحقیقات غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ)

نور نبوت:۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی صفحہ ۵۱۸ جلد ا میں وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نورِ نبوت سے ایسی باتیں جانتے ہیں جو غیب ہیں اور یہ بھی تعلیم ایزدی میں شامل ہے جب نور نبوت دائمی ہے تو یہ علم مبارک بھی جو نور نبوت کے ذریعہ حاصل ہو رہا ہے یقیناً دائمی ہوگا یہ نہیں کہ کبھی تو یہ کمال حاصل ہو جائے اور کبھی زائل ہو جائے۔

نبی کی خاص صفت:۔ زرقانی صفحہ ۲۰۰ جلد ا میں امام غزالی سے منقول ہے کہ نبی میں چوتھی صفت یہ ہے کہ اس کی ذات میں ایک ایسا نور ہمیشہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان باتوں کا ادراک کرتا ہے جو غیب میں آئندہ ہونے والی ہیں۔

عدم توجہی:۔ منکرین علم غیب رسول جن وقائع سے حضور علیہ السلام کی بے علمی ثابت کرتے ہیں ہمارے نزدیک انہیں بے علمی اور جہالت پر محمول کرنا صحیح نہیں۔ ہمارے نزدیک کسی حکمت کی بنا پر خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے باوجود کسی امر خاص سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کو اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے اور عدم توجہی بے علمی کو مستلزم نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے لطائف المنن کتاب الابریز الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الاکابر صفحہ ۱۷ جلد ۲ وغیرہ۔

ایک نکتہ:۔ اگر علم غیب بمعنی ملکہ غیب لے لیا جائے جیسا کہ مطول، تلویح

مختصر المعانی اور میر زاہد وغیر میں ہے اور جمیع معلومات سے مراد صرف مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ہو جو محدود اور متناہی ہے تو کسی قسم کا خدشہ اور اعتراض باقی نہیں رہتا اور تمام نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ بآسانی متفق ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ملکہ اس امر کو کہتے ہیں جس کی طرف توجہ کی جائے اور وہ فوراً معلوم ہو جائے (نجم الرحمٰن صفحہ ۴۱)

نبی کا معنیٰ:۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے جو ہمیشہ مطلع علی الغیب ہونے پر دال ہے۔ کبریت احمر صفحہ ۱۷ جلد ۲ میں ہے:۔

فھذا الغیب فھو علم الرسالۃ۔ پس یہ غیب ہی ہے جو علم رسالت ہے۔

ثبوت علم غیب عطائی

اب ہم دلائل قویہ سے ثابت کرتے ہیں کہ وحی کے ذریعہ بتلایا ہوا علم بھی علم غیب ہے۔

دلیل نمبر ۱:۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (قرآن مجید)

اللہ نے آپ کو وہ علم غیب عطا فرمایا جو تو نہ جانتا تھا۔ امام سیوطی نے جلالین صفحہ ۸۰ میں، امام احمد صاوی نے حاشیہ جلالین طبع مصر صفحہ ۲۴۵ جلد ۲ میں، امام بغوی نے معالم التنزیل صفحہ ۴۹۶ جلد ۱ میں، امام محقق ابراہیم بن علی بغدادی نے خازن صفحہ ۴۹۶ جلد ۱ میں، علامہ اسماعیل حقی نے روح البیان صفحہ ۲۸۲ جلد ۲ میں اس عطائی علم کو علم غیب قرار دیا ہے اور کچھ مفسرین نے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ قرار دیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا اس آیت میں علم غیب کا ذکر ہے اور جو اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے وہ علم غیب عطائی ہے اور جو علم غیب عطائی ہے وہ اللہ کے سکھانے پڑھانے کا محتاج ہے۔

اعتراض:۔ اس آیت کا شانِ نزول دیکھئے۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۸)

جواب: آیات الٰہیہ کا عموم مورد اسباب پر بند نہیں ہوتا۔ اصول حنفیہ دیکھئے۔

اعتراض: دعویٰ تو علم محدود کا تھا اور دلیل غیر محدود کی دیدی۔ (براہین صفحہ ۱۰۸)

جواب: مفسرین نے جو علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ اور علم غیب اس کی تفسیر کی ہے تو وہ علم الٰہی کے مقابلے میں بعض ہے دعویٰ دلیل کے مطابق ہے مخالف نہیں۔

اعتراض: اس آیت کے نزول سے جب سب کچھ معلوم ہو گیا تو باقی قرآنی آیات کیوں آئیں؟ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۹)

جواب: معترض کو عقل کا ماتم کرنا چاہیے۔ ا۔ سورۃ الفاتحہ دو دفعہ نازل کیوں ہوئی؟ تحصیل حاصل بے سود ہے۔ (العیاذ باللہ منہ) جو جواب تمہارا وہی جواب ہمارا۔ [1]

۲۔ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا معنی مَاحَدَثَ وَمَایَحْدَثُ ہے۔ بِالْکُلِّیَۃِ مِنْ حَیْثُ ہر ہر موضوع بحث سے خارج ہے کیونکہ حوادث کائنات جو محل نزاع ہیں ہم ان سے بحث کر رہے ہیں اور قرآن بلفظہٖ قدیم ہوا (عِنْدَالْمُتَقَدِّمِیْنَ) اور معراج کی رات بھی علم کائنات وحوادثات ہی تھا جس کی تصدیق وحی متلو سے ہوگئی۔ (مکتوبات دفتر ثالث)

اعتراض: وَیُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ارشادِ الٰہی سے تمام صحابہ اور جمیع مومنین کو غیب دان ماننا پڑے گا۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۰۹)

---

[1]: قرآن مجید میں نماز کی فرضیت سے متعلق اقیموا الصلوۃ کئی مرتبہ نازل ہوئی فرضیت کا علم تو ایک آیت کے نازل ہونے سے ہو گیا تھا متعدد بار نزول کئی وجوہ کی بنا پر ہوا۔ ماننا پڑے گا: قرآن مجید کا نزول صرف احکام شرعیہ کی تعلیم کیلئے نہیں ہوا بلکہ اس کی اور بھی بہت حکمتیں ہیں جنہیں اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ابو جلیل فیضی عفی عنہ

جواب ۹۔ نقض اجمالی وارد کرنے کے لیے مادۂ نقض میں بعینہٖ اسی دلیل کا موجود ہونا لازمی شرط ہے۔ کما تقرر فی علم المناظرہ ہماری دلیل تین اجزاء کا مجموعہ ہے
ا۔ فاعل معلم صاحب فیض عام ہے۔ ۲۔ مخاطب متعلم صاحب استعداد تام ہے۔
۳۔ اور مالم تکن تعلم کا معنی علم غیب اور علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔ کیا یہ تین اجزاء آپ کی دلیل میں ہیں؟ ہرگز نہیں۔
ب:۔ اگر جمع کا لفظ جمع کے مقابل ہو جائے تو تقسیم افراد کی افراد پر ہوتی ہے یہ مسئلہ علم اصول اور صدر شرح وقایہ میں مبرہن ہے۔ اس قاعدہ کی رُو سے یُعَلِّمُکُمْ میں خطاب جمع کو ہے اور آگے مقابل میں مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ جمع کا صیغہ ہے۔ لہٰذا ایک علم ایک مخاطب کا ثابت ہوگا نہ کہ مخاطبین کے لیے علم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ ثابت ہو جائے گا۔ غور کیجئے۔ ا

دوسری قرآنی دلیل:۔ سورۃ جن پارہ ۲۹۔ ارشاد الٰہی ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

ذاتی غیب دان اپنے خاص غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں فرماتا۔

ا: ضمیر کم جمع اور مَالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ بھی جمع ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ جب جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو تقسیم احاد کی طرف احاد کی ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ امت کے تمام افراد کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتلا دیا جو سب وہ نہیں جانتے تھے تو جمیع امت غیب دان کیسے ہوئی؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تنہا ان باتوں کو جانتے ہیں اور امت مل کر جانتی ہے امت کا علم آگے نہیں بڑھا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہر آن ترقی پذیر ہے۔ قل رب زدنی علما شاہد وعادل ہے۔ ابو جلیل فیضی غفرلہ

تفسیر مدارک صفحہ ۳۱۹ جلد ۴ میں ہے (خدا اپنے علم کے مقابلہ میں) بعض علم غیب کے لیے رسولوں کو چن لیتا ہے۔ اس تفسیر میں علم اور غیب دونوں الفاظ اکٹھے آئے ہیں۔

اعتراض:۔ آیت میں اظہار غیب کا ذکر ہے۔ علم غیب کا نہیں۔ (براہین صفحہ ۱۷۲)

جواب:۔ اظہار علی الغیب ہی علم غیب ہے۔ دیکھئے تفسیر مدارک نسفی حاشیہ خازن طبع مصر صفحہ ۳۱۱ جلد ۴۔

اعتراض:۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جمیع غیب کی اطلاع دے دیتے ہیں۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۲)

جواب:۔ آیت کریمہ میں اگر لفظ غیبہ میں لفظ غیب جو اسم جنس اور مضاف ہے اور اس کی اضافت ضمیر کی طرف عہد خارجی کی ہو تو غیب سے مراد غیب وقوع قیامت ہوگا۔ جیسا کہ شرح مقاصد صفحہ ۱۵۱ جلد ۲ میں ہے:۔ اس کی بعض پسندیدہ رسولوں کو اطلاع ہے اور اگر اضافت عہدِ خارجی نہ ہو تو پھر لازماً استغراق مراد ہوگا اور قاضی بیضاوی کے کلام سے بھی یہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ فرماتے ہیں علی الغیب المخصوص به علمه تو بنا بریں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ تمام مغیبات کا علم کسی کو نہیں دیتا مگر اس کو جسے رسولوں میں سے پسند فرما لے اس کو تمام مغیبات کا علم دے دیتا ہے۔

تیسری قرآنی دلیل:۔ پارہ ۳۰ سورہ تکویر میں ارشادِ الٰہی ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور وہ رسول علم غیب پر بخیل نہیں۔

بعض قاریوں نے ضنین کو ظنین پڑھا ہے یعنی رسول علیہ الصلوۃ و السلام کا علم غیب ظنی نہیں یقینی ہے۔ معالم التنزیل بغوی اور خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴ میں ہے: کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم غیب آتا ہے آپ غیب بتانے میں کنجوسی نہیں کرتے۔

اعتراض:۔ مفسرین کو اختلاف ہے کہ ھُوَ سے مراد قرآن ہے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

(براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۶)

جواب:۔ اگر اس سے مراد قرآن ہو تو معترض کو اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ جب حضور علیہ السلام سارے قرآن کے کما حقہ عالم ہیں اور قرآن غیب پر بخیل نہیں اور کس کے لیے نہیں؟ اللہ کے حبیب کے لیے۔ لہٰذا اس طرح بھی حضور علیہ الصلوۃ و السلام غیب دان ثابت ہوئے۔

ترجیح اور وجہ ترجیح:۔ ۱۔ تفسیر کبیر صفحہ ۷۴ جلد ۳۱ میں ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔

۲۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۵۳ جلد ۱۰ میں ھُوَ سے مراد صرف رسول علیہ الصلوۃ و السلام ہے۔

۳۔ امام سیوطی نے جلالین میں لکھا ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام ہیں۔

۴۔ صاوی علی الجلالین صفحہ ۲۹۵ جلد ۴ ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات ہے۔

۵۔ جمل علی الجلالین صفحہ ۴۹۷ جلد ۴ ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات ہے۔

۶۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر ابن عباس صفحہ ۴۷۲ طبع مصر میں ھُوَ

سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لی اور غیب کا معنی وحی کیا یعنی وحی کے ذریعے بتایا ہوا علم بھی علم غیب ہے۔

۷۔ قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۴۳ جلد دوم میں ھُوَ سے مراد صرف حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لی۔

۸۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ میں بھی ھُوَ سے مراد حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ہی ذات ہے۔

۹،۱۰۔ خازن صفحہ ۳۵۷ جلد ۴، اور مدارک میں بھی حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات مراد لی گئی ہے۔

۱۱۔ تفسیر عزیزی مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۰۹ پارہ ۳۰ میں مراد حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی ذات لکھا ہے۔

اعتراض:۔ جب حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے امت کو غیب بتلانے میں بخل نہ فرمایا تو ساری امت غیب دان ہوئی۔ (براہین اہل سنت صفحہ ۱۱۷)

جواب:۔ اگر معترض نے معلم اور متعلم کے فرق کو ملحوظ رکھا ہوتا تو ایسا جاہلانہ اور عامیانہ اعتراض نہ کرتا۔ حضور ﷺ کے علم کے حصول کا ذریعہ حواس خمسہ سے ماوراء وحی الٰہی ہے جو غیب ہے اور امت کو جو پڑھ کر سنایا گیا وہ امت نے کانوں سے سن لیا غیب نہ رہا۔ کیونکہ غیب کی تفسیر ماغاب عن الحس ہے۔ دیکھو تفاسیر معتبرہ کبیر بیضاوی، روح المعانی، روح البیان، صاوی، جمل، خازن وغیرہ۔

اربعین نیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد نصلی علی حبیبه الکریم وعلیٰ آله واصحابه اجمعین. امابعد

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝

حدیث نمبرا۔ صحیح بخاری شریف جلداول صفحہ۹۱ مترجم صفحہ۹۱ باب ۸۔حب الرسول ﷺ من الایمان۔حدیث نمبر۱۳۔

عن ابی هریرة ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیده لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین۔

ترجمہ:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس (ذات پاک) کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حدیث نمبر۲۔ایک اور مرتبہ سرکار ﷺ نے اپنی محبت کو عین ایمان قرار دیتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے جو دلائل الخیرات صفحہ۵۵،۵۶، مطبوعہ کراچی میں بروایت حضرت انس بن مالک مروی ہیں۔

ارشادِ نبوی: قال رسول اللہ ﷺ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من نفسه وماله وولده ووالده والناس اجمعین ۔ترجمہ:۔حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میری ذات اسے اس کی جان، مال، اس کے بیٹے اور اس کے باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو۔

حدیث نمبر۳۔ دلائل الخیرات مطبوعہ تاج کمپنی کراچی صفحہ ۵۹ پر سرکار ﷺ کا ارشاد ہے: الا لا ایمان لمن لا محبة له۔ الا لا ایمان لمن لا محبة له الا لا ایمان لمن لا محبة له، الا لا ایمان لمن لا محبة له۔

ترجمہ:۔ خبردار! اس کا ایمان نہیں جس کو میری محبت نہیں۔ خبردار! وہ مومن نہیں جسے میری محبت نہیں۔ خبردار! وہ ایمان دار نہیں جسے مجھ سے پیار نہیں۔

حدیث نمبر۴:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں بہ سند صحیح یہ حدیث روایت کی: قال رسول اللہ حبک الشئی یعمی ویصم۔ ارشاد فرمایا کہ انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو (اپنے محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے۔

فائدہ: اگر کسی کو محبوب میں عیب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۲۷۳ جلد۳)

حدیث نمبر۵:۔ جلاء الافہام صفحہ ۷۳، ۷۴ طبرانی سے بہ سند روایت کیا ہے:

عن ابی درداء قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوٰۃ علیّ یوم الجمعة فانه یوم مشهود تشهد لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔

ذکره الحافظ المنذری فی الترغیب وقال رواه ابن ماجة باسناد جیّد۔

ترجمہ:۔ طبرانی نے بہ سند صحیح کہا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو اس لیے کہ وہ یوم مشہود ہے اس

دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر درود شریف نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم صحابہ نے عرض کیا حضور آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں۔ میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔ اس حدیث کو حافظ منذری نے ترغیب میں ذکر کیا اور کہا کہ ابن ماجہ نے (سنن کے علاوہ اپنی دیگر کتب تاریخ وتفسیر وغیرہ میں) بہ سند جید روایت کیا۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۶۴ جلد ۲)

اس کی سند پر کلام کرنے والوں کا امام کاظمی نے ردّ بلیغ فرمایا (مقالات کاظمی صفحہ ۶۵ جلد ۲)

حدیث نمبر ۵:۔ ابو داؤد اور بیہقی نے روایت کی: عن اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انه قال من افضل ایامکم یوم الجمعة فاکثروا علیّ الصلوٰة فیه فان صلاتکم تعرض علیّ قالوا یارسول اللّٰہ و کیف تعرض علیک صلاتنا وقد ارمت یعنی بلیت فقال اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔ترجمہ:۔ اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تمہارے سب دنوں سے افضل ترین جمعہ کا دن ہے جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ تو بوسیدہ ہو جائیں گے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے۔

(مقالات کاظمی صفحہ ۲۳، ۲۴، جلد ۲)

حدیث نمبر ۷:۔ بیھقی نے شعب الایمان اور اصفہانی نے ترغیب میں روایت کی کہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ نائیا بلغتہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کے نزدیک (قلبی محبت کے قرب سے) مجھ پر درود شریف پڑھا میں اسے خصوصی توجہ کے ساتھ خود سنتا ہوں اور جس نے (محبت سے خالی ہونے کی وجہ سے) دور کی حالت میں مجھ پر درود شریف پڑھا وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۸:۔ محبت والے قریب اور محبت سے خالی دور ہیں حدیث سے تائید۔

(دلائل الخیرات صفحہ ۶۳ مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

وقیل لرسول الہ ﷺ اریت صلوٰ ۃالمصلین علیک ممن غاب عنک ومن یأتی بعدک ماحالھما عندک فقال اسمع صلاۃ اھل محبتی و اعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضاً۔

حضور علیہ السلام سے عرض کیا گیا آپ نے ان درود پڑھنے والوں کا حال دیکھا جو (بظاہر) آپ سے غائب ہیں اور آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ہوں گے ان دونوں کا آپ کے نزدیک کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: اہل محبت (جو بظاہر دور اور بعد میں پیدا ہوں گے ان دونوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے درود (خود سن تو سکتا ہوں مگر ادھر توجہ نہیں فرماتا وہ) مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۹:۔ دونوں (دور و نزدیک والوں) کا درود فرشتہ پیش کرتا ہے۔ اس حدیث

کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ان کے علاوہ امام طبرانی و عقیلی و ابن النجار اور ابن عساکر ابو القاسم اصبہانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ فرماتے ہیں میں نے آقا علیہ السلام کو فرماتے سنا: ان اللّٰہ تعالیٰ ملکا اعطاء اسماع الخلائق قائم علی قبری فما من احد یصلی علیّ صلاۃ الّا ابلغتھا۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ کریم نے تمام جہان کی بات سُن لینے کی قوت عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر ہے جو بھی مجھ پر درود شریف عرض کرتا ہے یہ فرشتہ اسی وقت مجھ پر پیش کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۹:۔ زرقانی علی المواھب میں اور عبدالروف مناوی شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت عطا کی ہے کہ انسان اور جن اور ان کے علاوہ تمام مخلوقِ الٰہی کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اسے سب سننے کی طاقت ہے خواہ کسی بھی جگہ سے یہ آواز نکلے۔

فائدہ: جب ایک فرشتے حضور علیہ السلام کے دربان اور در کے خادم کو خدا نے یہ طاقت بخش دی ہے تو حضور علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ کہ حضور علیہ السلام ہمارا درود خود سنتے ہیں بالکل شرک نہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۔ جلاء الافہام صفحہ ۷۳ مطبوعہ دارۃ الطباعۃ المنیریہ میں منکرین کے پیشوا ابن قیم نے یہ حدیث پیش کی ہے:۔ صلوا علیّ فی کل یوم الاثنین والجمعۃ بعد وفاتی فانی اسمع صلوتکم بلاواسطۃ۔

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سوموار اور جمعہ کو میرے وصال کے بعد زیادہ

درود شریف پڑھا کرو کیونکہ میں تمہارا درود بلا واسطہ سنتا ہوں۔ یہی حدیث مبارک حافظ امام جلال الدین سیوطی نے اپنے کتاب انیس الجلیس صفحہ ۲۲۲ پر درج فرمائی۔

حافظ الحدیث اسے کہتے ہیں جسے ایک لاکھ حدیث متن اور سند سمیت زبانی یاد ہو۔

جب درود حضور ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں تو فرشتوں کے پیش کرنے کی حکمت محدث دیوبند کی زبانی:۔ انور شاہ کشمیری شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند فیض الباری شرح صحیح البخاری صفحہ ۳۰۲ جلد ۲ میں لکھتا ہے:

ترجمہ عبارت عربی:۔ جاننا چاہیے نبی کریم ﷺ پر درود پیش کرنے کی حدیث (حضور کے) علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی اگرچہ علم غیب کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہٖ بارگاہِ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور ﷺ نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہِ رسالت میں کلمات درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں یہ کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں اور اس کی بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات رحمٰن جل مجدہ الکریم کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ (درود و عمال کی) پیش کش علم کے منافی نہیں۔ لہٰذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لیے بھی اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔ انتھی!

(فیض الباری شرح بخاری از محدث دیوبند بحوالہ مقالات کاظمی صفحہ ۶۲ جلد ۲)

حدیث ۱۱:۔ ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب حیات الانبیاء میں روایت کی۔ عن انس رضی اللہ عنه ان النبی ﷺ قال الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنه سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲:۔ اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۰۶ مترجم مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی میں ہے: انی فرط لکم و انا شھید علیکم و انی واللہ لانظر الی حوضی الآن و انی اعطیت (مسلم میں قد اعطیت ہے) مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض و انی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا۔

ترجمہ:۔ میں تمہارا آگے جانے والا آگے کا سامان ہوں اور میں تم پر گواہ یا نگران محافظ یا حاضر و ناظر ہوں اور میں یہاں سے ابھی اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کر دی گئیں ہیں یا یہ فرمایا کہ زمین کی کنجیاں مجھے دی گئی ہیں اور کہا مجھے اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے مگر مجھے ڈر ہے کہ تم حصول دنیا میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگو گے (صحیح بخاری و مسلم)

فائدہ، معلوم ہوا حضور ﷺ کے حاضر و ناظر شفیع، مختار زمین کے خزانوں کا مالک ماننا ہر گز ہر گز شرک نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳:۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ سعیدی کراچی۔ اور یہ حدیث

صحیح بخاری میں دوسرے مقامات پر اور ترمذی میں ایک مقام پر صحیح سند سے مروی ہے: عن ابن عمر قال (ﷺ) اللهم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال اللهم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا وفی نجدنا قال هنالک الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان۔

ترجمہ:۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ ہمارے شام و یمن میں برکت نازل فرما، ابن عمر نے کہا لوگوں نے عرض کی ہمارے نجد کے لیے بھی دعا مانگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطانی گروہ یا شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

فائدہ: جس گروہ کو نبی ﷺ شیطانی گروہ قرار دے ہم اسے صحیح نہیں مان سکتے۔

حدیث نمبر۱۴:۔ صحیح بخاری مترجم صفحہ ۴۲۳ جلد ا مطبوعہ سعیدی کراچی۔

سرکار ﷺ نے صحابہ کو نماز کسوف پڑھائی صحابہ کرام نے اختتام نماز پر عرض کی: ہم آپ کو دیکھ رہے تھے کہ آپ کا دست کرم آگے دراز ہوتا تھا۔ فقال انی رأیت الجنة وتناولت عنقودا ولو اصبته لاکلتم منه مابقیت الدنیا وارید... الخ۔

ترجمہ:۔ آپ نے فرمایا: کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اگر میں اسے لے لیتا تو تم اس سے اس وقت تک کھاتے جب تک دنیا قائم ہے اور مجھے دوزخ دکھایا گیا کہ آج کی طرح کا منظر میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور دوزخ میں زیادہ عورتوں کو دیکھا لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا کیوں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے۔ کہا گیا: کیا وہ خدا کے ساتھ کفر کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا بلکہ شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں اور احسان کا شکر ادا نہیں کرتیں اگر ان میں سے

کسی کے ساتھ تم زندگی بھر احسان کرتے ہو اور وہ تم سے کچھ برائی دیکھے تو وہ کہیں گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

حدیث نمبر ۱۵:۔ مصنف شیخ اسماعیل حقی صفحہ ۳۷۰ جلد ۲، اور مدارج النبوۃ مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی: حضور علیه السلام نے ارشاد فرمایا: اول ما خلق الله نوری ثم خلق بما فيه من نوره۔

ترجمہ:۔ سب سے پہلے خدا نے میرے نور کو پیدا فرمایا پھر جملہ اشیاء جو عالم میں ہیں کو حضور ﷺ کے نور سے بنایا۔

حدیث نمبر ۱۶۔ مصنف شیخ اسماعیل حقی صفحہ ۳۷۰ جلد ۲۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: انا من الله والمومنون منی۔ میں اللہ (کے پیدا کردہ نور) سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷:۔ مصنف شیخ اسماعیل حقی صفحہ ۳۷۰ جلد ۲، اور دیوبندی عالم اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب میں ہے (بحوالہ احکام ابن القطان) ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ۱۴ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

فائدہ، دیوبندی مولوی تھانوی لکھتا ہے اس میں زیادہ کی نفی نہیں۔

حدیث نمبر ۱۸:۔ امام بخاری کے استاذ محدث عبدالرزاق نے اپنی جید سند سے جسے مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں نور محمدی کے ثبوت میں بطور پہلی حدیث نقل کیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا: یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور

نبیک من نورہ ۔اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء (زمین، آسمان، ملائکہ جن وانس، عرش وکرسی، لوح وقلم وغیرہ) سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ یہاں مِنْ بیانیہ ہے جیسے قرآن میں من روحی ہے۔ لہٰذا یہاں ٹکڑا، حصہ یا جزو ہونا لازم نہیں آتا۔

حدیث نمبر ۱۹:۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۵، صحیح مسلم صفحہ ۲۶۰ جلد ۱ سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۳، سنن ابو داؤد صفحہ ۱۹۲ جلد ۱۔ میں سرکار کی دعا ہے: اللھم اجعل لی نوراً فی قلبی.... الی..... واجعل لی نوراً۔ اس طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے: یا اللہ میرے قلب میں نور اور میرے آگے اور میرے پیچھے نور اور میری دائیں جانب نور اور میری بائیں جانب نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے کان میں نور اور میری آنکھ میں نور اور میرے بالوں میں نور اور میرے پوست میں نور اور میرے گوشت میں نور، اے اللہ اور زیادہ کردے میرے لیے نور اور عطا کر اور زیادہ نور اور بنادے میرے لیے نور اور بنادے میرے اعصاب میں نور بنادے میری ذات کو نور اور بنادے مجھے مجسم نور۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے آخر میں وارد ہے: الٰہی بنادے میرے دل میں نور۔

حضور علیہ السلام کی ہر دعا منظور و مقبول ہے۔ تو ثابت ہوا حضور علیہ السلام کے تمام اعضاء مبارکہ میں نور ہی نور تھا بلکہ خود حضور علیہ السلام نور ہی تھے۔ اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

حدیث نمبر ۲۰:۔ مثلاً ترمذی میں بسند حسن مشکوٰۃ شریف اور دیگر کافی کتب حدیث میں ہے: سرکار علیہ السلام نے فرمایا: کنت نبیا و آدم بین الروح

والجسد۔ میں نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام روح وجسد کے درمیان تھے یعنی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

حدیث نمبر ۲۱:۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۸۱، ۲۱، ۷۴۱، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، مطبوعہ کراچی۔ سرکار ﷺ نے چیلنج کر کے فرمایا: سلونی عما شئتم۔ جو مرضی چاہے مجھ سے پوچھو۔ صحابہ نے جرح نہ کی کہ آپ غیب نہیں جانتے۔ معلوم ہوا صحابہ کا اس پر اجماع ہے حضور غیب دان کلی عالم ما کان و ما یکون ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲:۔ صحیح بخاری صفحہ ۵۵۹ جلد ۱، مطبوعہ کراچی۔ ترجمہ:۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے ہم لوگوں کے سامنے خطبہ دیا تو قیامت تک ہونے والی کوئی بات بھی نہ چھوڑی جس کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا جس کو بھولنا تھا وہ بھول گیا۔

فائدہ: معلوم ہوا میرے آقا عالم ﷺ ما کان و ما یکون ہیں۔

حدیث نمبر ۲۳:۔ صحیح بخاری صفحہ ۲۶۷ جلد ۱، صحابہ کرام نے جب حضور ﷺ کی طرح صوم وصال کے روزے رکھنے شروع کیے تو کمزور ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایکم مثلی۔ تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو۔ دوسری حدیث میں ہے: انی لست مثلکم۔ میں تمہاری مثل بالکل نہیں ہوں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہلوایا یہ تعلیم تواضع کے لیے ہے یعنی تواضعاً ایسا فرمائیں حقیقۃً مثل نہیں۔

دیکھو تفسیر معالم التنزیل بغوی، کبیر، خازن، مدارج النبوۃ وغیرہ۔

حدیث نمبر۲۴:۔صحیح بخاری صفحہ ۶۱۷ جلدا۔ایک شخص نے پوچھا قیامت کب آئے گی۔آپ علیہ السلام نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا کچھ جمع کر رکھا ہے۔وہ بولا بجز آپ کی اور آپ کے رب کی محبت کے کچھ جمع نہیں کیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: انت مع من احببت ۔تو اس کے ساتھ (قیامت کے دن) ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے: المرء مع من احب۔آدمی قیامت کے دن اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔

حدیث نمبر۲۵:۔صحیح بخاری صفحہ ۸۰۹ جلدا، ان العین نائمة والقلب یقظان ۔حضور علیہ السلام کی آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے۔ایک اور حدیث میں ہے: تنام عیناي ولا ینام قلبی۔سرکار علیہ السلام نے فرمایا: میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل جاگتا ہے

حدیث نمبر۲۶:۔صحیح بخاری صفحہ ۸۴۶ جلدا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی پاک دامنی کی آیات کے نزول سے پہلے سرکار علیہ السلام نے فرمایا: واللہ ما علمت فی اھلی الاّ خیرا ۔خدا کی قسم میں اپنی اہلیہ (عائشہ صدیقہ) میں بجز خیر کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔

فائدہ: منکر و حضور علیہ السلام کی قسم کو مان جاؤ۔

حدیث نمبر۲۷:۔ صحیح بخاری صفحہ ۶۳۵ جلدا۔سرکار علیہ السلام نے فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی یعنی کبھی کامیاب نہیں ہوگی جو اپنا سربراہ کسی عورت کو بنائے

حدیث نمبر۲۸:۔ صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۲۱۶۔سرکار علیہ السلام نے امام حسن کے بارے فرمایا ہے یہ میرا بیٹا سیّد (سردار ہے) اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو

گروہوں (علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے گروہوں) کے درمیان صلح کرا دے گا۔

فائدہ: معلوم ہوا جناب معاویہ مومن کامل ہیں کیونکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمائی۔

حدیث نمبر ۲۹:۔ صحیح بخاری صفحہ ۵۱۵ جلد ۳ مترجم مطبع سعیدی کراچی۔ بدر میں مارے جانے والے کفار کے بارے فرمایا: وہ سنتے ہیں ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون۔ فرمایا اے صحابہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو یعنی مردے تم سے زیادہ سنتے ہیں لیکن وہ ایسا جواب نہیں دے سکتے۔ (جسے تم سن سکو)

حدیث نمبر ۳۰:۔ مشکوٰۃ شریف باب المساجد میں عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے: سرکار علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار کو اچھی صورت میں دیکھا۔ (یعنی میرے دیکھنے کی صورت اچھی تھی خدا بے صورت ہے) رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) میرے سینہ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی فعلمت ما فی السموٰت والارض۔ تمام آسمانوں اور زمین کی جملہ اشیاء کا علم مجھے عطا فرما دیا گیا۔

حدیث نمبر ۳۱:۔ زرقانی علی المواھب میں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے سرکار علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ رفع لی الدنا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ انظر الی کفی ھذا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا پس میں نے اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے کفِ دست کو دیکھتا ہوں۔ (یا جیسے لوگ کف دست کو دیکھتے ہیں)

حدیث نمبر ۳۲:۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھانا سنت ہے۔ ابو داؤد شریف صفحہ ۱۱۲ جلد ا میں ہے: حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کو دیکھا جب بھی حضور ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے اور دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کے مقابلے میں کئے پھر اللہ اکبر کہا۔ مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۵۱ جلد اول میں ہے: سرکار ﷺ تحریمہ میں کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳۳:۔ مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۲ جلد ا میں ہے: سینے تک ہاتھ اٹھانے کا حکم عورتوں کے لیے ہے۔

کنز العمال صفحہ ۱۸ جلد ۸، مشکوۃ صفحہ ۳۷۷، بیہقی، خصائص کبریٰ صفحہ ۲۰۹۔ نماز میں عمامہ باندھنے کی سرکار ﷺ نے تاکید فرمائی۔

جامع صغیر صفحہ ۲۰ جلد ۲ میں ہے: سرکار ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بلا عمامہ ستر رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔ طبقات ابن سعد صفحہ ۴۵۵ جلد ا میں ہے: سرکار ﷺ نے عمامہ کبھی ترک نہیں فرمایا۔

حدیث نمبر ۳۴:۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مردوں کے لیے سنت ہے:۔ ملاحظہ ہو کنز العمال صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶ جلد ۴، الدارمی صفحہ ۱۴۶، ابو داؤد صفحہ ۱۱۷ جلد ا، بیہقی شریف صفحہ ۳۱ جلد ۲، الدار قطنی صفحہ ۱۰۷ جلد ا، مسند امام احمد بن حنبل صفحہ ۱۱۰ جلد ا، آثار السنن صفحہ ۷۱، نیل الاوطار للشوکانی صفحہ ۱۹۵ جلد ۲ میں غیر مقلدین کا پیشوا قاضی شوکانی مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔

حدیث نمبر ۳۵:۔ امام کی اقتداء میں فاتحہ نہ پڑھنے کی حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

بخاری صفحہ ۱۰۸ جلد ا، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۶۴ جلد ا، مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۵ جلد ا، موطا امام مالک صفحہ ۲۱، نسائی صفحہ ۱۴۷ جلد ا، مسلم شریف صفحہ ۱۷۲ جلد ا، بخاری صفحہ ۹۵، ۱۰۱ جلد ا، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، دار قطنی صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵، کنز العمال صفحہ ۱۲۹ جلد ۴، طحاوی صفحہ ۱۲۸ جلد ا۔

نبی پاک ﷺ کا فرمان کہ امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے

دار قطنی صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳، طحاوی صفحہ ۱۴۸ جلد ا، کنز العمال صفحہ ۱۳۱، ۱۳۲، جلد ۲۔

صحابہ کرام امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے تھے

ملاحظہ ہو: مؤطا امام محمد صفحہ ۷۸، ۹۷، ترمذی صفحہ ۴۲ جلد ا، مؤطا امام مالک صفحہ ۲۸، ۲۹، طحاوی صفحہ ۱۲۹ جلد ا، بیہقی صفحہ ۰ جلد ۲، مجمع الزوائد صفحہ ۱۸۵ جلد ا، دار قطنی صفحہ ۱۲۶۔ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا حکم صرف امام و منفرد کے لیے ہے۔ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ جائز ہے۔ ملاحظہ ہو: ترمذی صفحہ ۴۲ جلد ا، مؤطا امام مالک وغیرہ۔

حدیث نمبر ۳۶:۔ آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ ملاحظہ ہو: طحاوی صفحہ ۳۴ جلد ا، بیہقی صفحہ ۵۷ جلد ۲۔

حدیث نمبر ۳۷:۔ رکوع و سجود میں رفع یدین نہ کرنا حکم مصطفیٰ اور سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ بخاری صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰، جلد ا، ترمذی صفحہ ۳۸، ۴۰ جلد ا، ابو داؤد صفحہ ۱۳۱ جلد ا،

احکام الاحکام صفحہ ۲۷، نسائی صفحہ ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۷۰ جلد ۱، ابن ماجہ صفحہ ۵۷، مسلم شریف صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰ جلد ۱، طحاوی صفحہ ۱۲۲ جلد ۱، کنز العمال صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳ جلد ۴ ابو داؤد صفحہ ۱۴۴، ۱۱۶ جلد ۱، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰ جلد ۱، مسند امام احمد بن حنبل صفحہ ۳۸۸ جلد ۱۔

حدیث نمبر ۳۸:۔ سرکار علیہ السلام نے رکوع وسجو میں رفع یدین سے منع فرمایا۔ ملاحظہ ہو: مسلم شریف صفحہ ۱۸۱ جلد ۱۔ صحابہ کرام وسرکار علیہ السلام کی نماز میں صرف پہلی بار تحریمہ میں رفع یدین ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد صفحہ ۱۲۸ جلد ۱، بیہقی صفحہ ۷۸، ۸۰ جلد ۲، طحاوی صفحہ ۱۲۴، کنز العمال صفحہ ۲۰۳ جلد ۴۔

حدیث نمبر ۳۹:۔ سرکار علیہ السلام کا ارشاد: تین رکعت وتر واجب ہیں۔ ملاحظہ ہو: ابو داؤد صفحہ ۲۰۸ جلد ۱، کنز العمال صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶ جلد ۴۔ تین رکعات وتر اور دعائے قنوت سرکار علیہ السلام نے رکوع سے پہلے پڑھی۔ ملاحظہ ہو: دار قطنی صفحہ ۱۷۵ ۱۷۶، مجمع الزوائد صفحہ ۹۷ جلد ۱، دار قطنی صفحہ ۱۷۳۔

حدیث نمبر ۴۰:۔ نماز تراویح ۲۰ رکعت سنت مؤکدہ ہے۔ سرکار علیہ السلام ہمیشہ ۲۰ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۴ جلد ۲، آثار السنن صفحہ ۵۶ جلد ۲، مجمع الزوائد صفحہ ۱۷۲ جلد سوم، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۳۹۳ جلد ۲، بیہقی صفحہ ۴۹۶ جلد ۲، سنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ ۴۹۶ جلد ۲ ترمذی صفحہ ۱۱۹ جلد ۱، کنز العمال صفحہ ۲۹۸ جلد ۴، کتاب الاذکار للنوی صفحہ ۸۳ غنیۃ الطالبین منسوب بہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔

داڑھی کی
شرعی حیثیت

ضابطہ نمبرا:۔

ارشادات خداوندی ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ان ارشادات عالیہ قرآنیہ کا خلاصہ مطلب:

ا:۔واجب الاطاعت، مکمل نمونہ برائے اطاعت رسول ﷺ کی ذات ہے۔

۲:۔اس اولی الامر کی اطاعت واجب ہے جو حضور علیہ السلام کی اطاعت کرے۔

۳:۔جو پیرزادہ یا امام، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان نہیں اس کا قول وفعل واجب الاطاعت نہیں، جو خود گمراہ ہے دوسرے کو کیا ہدایت کرے گا۔

ضابطہ نمبر ۲:۔

مندرجہ ذیل کتب معتبرہ سے ثابت ہے۔حضور علیہ السلام کی داڑھی (ریش) مبارکہ لمبی، گھنی، کثیر بالوں والی، قبضہ (چارانگل) سے ہرگز کم نہ تھی۔

نمبرا:۔صحیح مسلم۔نمبر۲:۔ ابن عساکر۔نمبر۳:۔ ترمذی فی الشمائل۔

نمبر۴:۔ طبرانی کبیر۔نمبر۵:۔ بیہقی فی الشعب۔نمبر۶:۔بیہقی فی الرومانی۔

نمبر۷:۔ بیہقی فی الدلائل۔نمبر۸:۔ ابن عساکر فی التاریخ۔

نمبر۹:۔ابن عساکر فی التاریخ عن ابی ھریرۃ ۔نمبر۱۰:۔بیہقی عن علی بن

ابی طالب ۔نمبر۱۱:۔ابن عساکر عن عمر بن الخطاب۔نمبر۱۲:۔ ابن عساکر عن انس۔نمبر۱۳:۔ابن عساکر حضرت انس سے اور سند کے ساتھ۔نمبر۱۴: کتاب الشفا از قاضی عیاض حضور ﷺ کی ریش مبارک سینہ منور کو بھرے ہوئے تھی۔
نمبر۱۵:۔ شرح شفا از علامہ علی قاری حنفی ایسا ہی شمائل ترمذی میں ہے۔
اگر کوئی اس کے خلاف یعنی قبضہ سے کم داڑھی رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ دلیل لائے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ کوئی شمشیر ان سے ۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ایک حوالہ پیش کرو اور انعام حاصل کرو۔

ضابطہ نمبر ۳:۔

مندرجہ کتب احادیث معتبرہ میں حضور علیہ السلام کا صریح حکم ہے کہ داڑھی لمبی رکھو (جو قبضہ سے کم نہ ہو)

نمبر۱:۔ مؤطا امام مالک ۔نمبر۲:۔ مسند امام احمد ۔نمبر۳:۔ صحیح بخاری۔نمبر۴:۔مسلم۔نمبر۵:۔ ابو داؤد۔نمبر۶:۔ ترمذی۔نمبر۷:۔ نسائی نمبر۸:۔ ابن ماجه ۔نمبر۹:۔ طحاوی ۔نمبر۱۰:۔ رواہ ابن عدی۔نمبر۱۱:۔ شرح معانی الآثار ۔نمبر۱۲:۔ طبرانی کبیر ۔نمبر۱۳:۔ بیهقی ۔نمبر۱۴:۔ ابونعیم فی حلیة الاولیاء ۔نمبر۱۵:۔ صحیح ابن حبان ۔نمبر۱۶:۔رواہ ابن ابی شیبه۔نمبر۱۷:۔ طبقات ابن سعد :۔نمبر۱۸:۔ سیرت حلبیه ۔نمبر۱۹:۔ تاریخ الخمیس ۔نمبر۲۰:۔ خطیب بغدادی عن ابی سعید خدری۔
نمبر۲۱:۔ اخرجه البزار عن عائشه ۔نمبر۲۲:۔ اخرجه ابو داؤد فی سته عن ابن عمر ۔نمبر۲۳:۔ والنسائی عن رویفع۔

ان کتب معتبرہ میں داڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کا حکم ہے۔ کسی کو جرأت ہے تو داڑھی کٹانے اور قبضہ سے کم رکھنے کا حکم پیش کرے جو قبضہ سے کم داڑھی رکھتا ہے وہ حکم اور فعلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تارک اور منکر ہے۔ کیا منکر حکم رسول ﷺ لائق امامت ہو سکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔

ضابطہ نمبر ۴:۔

کیا قبضہ (چار انگل) داڑھی رکھنے کا کوئی ثبوت ہے؟

۱:۔ اخرج ابن ابی شیبه عن ابی زرعه قال کان ابو هریرة یقبض علی لحیته فیاخذها افضل عن القبضه۔

۲:۔ صحیح بخاری کان ابن عمر اذاحج اواعتمرقبض علی لحیته فما فضل اخذه ۔

۳:۔ فتح الباری شرح بخاری :فیمسک من اسفل ذقنه باصابعه الاربعة ملتصقة فیاخذماسفل عن ذالک لتسیاوی لحیة بقدر الضرورة ۔

۴:۔اخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابن عمر انه کان یقبض علی لحیته ثم یقص ماتحت القبضة۔

۵:۔ اخرج ابوداؤد والنسائی رایت ابن عمر یقبض علی لحیته فیقطع مازاد علی الکف ۔حضور علیہ السلام کے صحابہ ہدایت کے تارے ہیں وہ مٹھی میں پکڑ کر نیچے بچی ہوئی داڑھی کتراتے تھے۔ اگر قبضہ چار انگل کی کوئی حیثیت نہیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان مٹھی میں پکڑ کر نیچے والے بال کیوں کتراتے تھے؟ مٹھی

میں پکڑنے کا کیا مطلب؟ معلوم ہوا قبضہ کی شرعی حیثیت ہے۔

ضابطہ نمبر ۵:۔

تعامل صحابہ و بزرگان دین

۱:۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے چار انگل سے کم داڑھی رکھنے والے کی گواہی رد فرمادی۔ (قوت القلوب، احیاء العلوم)

۲:۔ حضرت عمر بن الخطاب اور قاضی مدینہ عبد الرحمٰن قبضہ سے کم داڑھی رکھنے والے کی شہادت رد فرمادیتے تھے۔ (قوت القلوب، احیاء العلوم)

۳:۔ آخری زمانے میں داڑھیاں کترنے والے آئیں گے وہ نرے بے نصیب ہوں گے۔ (دقائق الطريقة عن كعب احبار)

۴:۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح اور طبرانی میں ہے: حضرت عمر نے ایک مرد کی قبضہ سے زائد داڑھی کٹوائی۔

۵:۔ طحاوی میں اسماعیل تابعی کہتے ہیں: حضور علیہ السلام کے صحابہ حضرت انس و حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی داڑھیاں لمبی تھیں۔

۶: طحاوی میں ہے: حضرت عثمان ابن عبد اللہ تابعی کہتے ہیں: حضور علیہ السلام کے صحابہ عبد اللہ بن عمر، ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ابو اسید ساعدی، رافع بن خدیج، جابر بن عبد اللہ، انس بن مالک، سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا وہ مونچھیں کتراتے اور داڑھیاں بڑھاتے تھے۔

۷:۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی اور کتاب الاستیعاب میں ہے: مولا علی کی داڑھی

مونڈھوں اور سینے کو پُر کئے ہوئے تھی۔

۸:۔ تاریخ الخلفاء اور ابن عساکر میں ہے: سیدنا عثمان غنی کثیر اللحیة تھے۔ یعنی لمبی داڑھی والے تھے۔

۹:۔ کتاب الاستیعاب میں حضرت عثمان کے بارے کبیر اللحیة عظیما آیا ہے۔ اگر کسی صحابی نے چار انگل سے کم داڑھی رکھی ہے تو حوالہ درکار ہے۔ بفضلِ خدا اس کے خلاف کوئی حوالہ نہیں ملے گا۔

ضابطہ نمبر۶:۔

کتب فقہ کے ارشادات

۱:۔ بحر الرائق، فتح القدیر، غنیه شرح منیه، در المختار، طحطاوی علی مراقی الفلاح حاشیه درر غرر میں ہے: داڑھی ایک مشت سے کم کرنا کسی امام کے نزدیک جائز نہیں۔ ایسا کرنا ایرانی آتش پرستوں، یہودیوں، ہندوؤں اور فرنگیوں کا فعل ہے۔

۲:۔ هدایه، تبیین الحقائق شرح کنز، تکمله بحر الرائق، غنیه شرح منیه، حاشیه کنز، حاشیه تنویر، ردالمختار میں ہے: اس فعل بد کے مرتکب کو اسلامی حکومت شرعی سزا دے کہ وہ فعلِ حرام کا مرتکب ہوا۔

۳:۔ شرح مصابیح، شرح مشکوٰة للطیبی، مرقاة شرح مشکوٰة للقاری، مجمع البحار، لمعات شرح مشکوٰة للشیخ محقق میں ہے: داڑھی تراشنا یعنی قبضہ سے کم رکھنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے۔ جیسے فرنگی

اور ہندواور وہ فرقہ جس کا دین سے کچھ تعلق نہیں جو قلندریہ کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے۔

۴:۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: داڑھی قبضہ سے کم کرنا پارسیوں کا کام تھا شرع شریف نے منع فرمایا۔

۵:۔ کواکب الداری شرح صحیح بخاری اور مجمع البحار میں ہے: کس قدر بد عقل ہیں وہ لوگ جنہوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں (قبضہ سے) پست کیں برعکس اس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء کی فطرت ہے ان لوگوں نے داڑھیاں پست کر کے اصلی خصلت ہی بدل دی۔

۶:۔ مفھم شرح مسلم للقرطبی ،اتحاف السادة المتتین میں ہے: داڑھی نہ مونڈانا جائز ہے نہ چننا نہ (مٹھی سے کم) کترنا۔

۷:۔ کتاب الوجیز ، کتاب النوازل،نصاب الاحتساب میں ہے: مرد کو (قبضہ سے کم) داڑھی کاٹنا جائز نہیں۔

۸:۔ درالمختار میں بحوالہ مجتبیٰ ہے: داڑھی (مٹھی سے کم) کاٹنا حرام ہے۔

۹:۔ تبیین الحقائق شرح کنز میں ہے: (مٹھی سے کم) داڑھی کے بال نہ کٹائے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔

مذاھب اربعہ کا فیصلہ

۱۰:۔ عرف الشذی میں ہے: ایسے داڑھی کترانا جو کہ قبضہ سے کم ہو جائے مذاہب اربعہ میں حرام ہے۔

۱۱:۔ عالمگیری میں ہے: داڑھی قبضہ سے زائد ہو تو کترانے میں حرج نہیں۔ امام محمد

نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا کہ اگر داڑھی ایک مشت سے بڑھ جائے تو مٹھی میں پکڑ کر نیچے بچی ہوئی داڑھی کترنا سنت ہے۔ ہمارا یہی معمول ہے۔ شمس الائمہ سرخسی نے محیط میں اسی طرح نقل کیا۔

۱۲:۔فتح الباری شرح بخاری میں ہے:۔

داڑھی منڈانے والے ان آتش پرستوں سے بدتر ہیں جو قبضہ سے کم کر کے کتراتے ہیں۔

شرعی فیصلہ :۔ اقوال وافعال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ، اجماع خلفائے راشدین وصحابہ کرام اقوال فقہاء سے ثابت ہے قبضہ (چار انگل) کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اس واجب کا تارک اعلانیہ فاسق ہے۔ اگر گناہ گناہ کو سمجھے تو گنہگار اور اگر اس فعل کو جائز اور حلال سمجھے تو کافر ہے۔

بحوالہ تفسیر جمل، فتوئی مولانا عبدالکریم ،صدر مدرس انوار العلوم ملتان واستاد صاحبزادگان پیر سواگ

اعلانیہ فاسق (قبضہ سے کم داڑھی رکھنے) والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یہ مسئلہ مندرجہ ذیل کتب فقہ میں ہے: ردالمحتار ، البدائع والصنائع ھدایہ ، قدوری ، جوھرہ نیرہ ، صغیری شرح منیہ ،طحطاوی شرح وقایہ عمدۃ الرعایہ ، مراقی الفلاح ،ملخص ، امداد الفتاح ۔

اعتراض : ابوداؤد شریف میں ہے: حضور علیہ السلام نے فرمایا: نماز ہر نیک بد کے پیچھے پڑھ لو اگرچہ کبیرہ گناہ بھی کرتا ہو؟

جواب: اسی حدیث کے تحت حاشیہ ابوداؤد میں ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اس

کی سب طرق ضعیف ہیں۔ بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں۔ وہ کہتے ہیں صحیح حدیث میں ہے۔ ولیؤمکم خیارکم تم میں سے اچھے لوگ امامت کرائیں۔ روایت کیا اس کو حاکم نے اور دار قطنی نے روایت کیا اجعلوا ائمتکم خیارکم۔ اپنے امام نیک لوگوں کو بناؤ۔ بعض علماء کے نزدیک نماز درست ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی۔ جہاں لفظ مطلقاً مکروہ آئے وہ مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند صفحہ ۱۵۰، جلد ا میں ہے:۔

صلوا خلف کل بر و فاجر کا مطلب صرف یہ ہے کہ نماز فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن دوسری روایت احادیث اور نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ ہوتی ہے اور مکروہ بھی تحریمی۔ جیسا کہ شامی میں منقول ہے۔

ا:۔ اگر آپ دیوبندی علماء کو حق مانتے ہیں تو صدر دیوبند کا رسالہ داڑھی کی شرعی حیثیت کا مطالعہ کریں۔

۲:۔ اگر آپ بریلوی علماء کو حق مانتے ہیں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب لمعة الضحیٰ کا مطالعہ کریں۔

۳:۔ اگر آپ خیر آبادی ہیں تو شاہ فضل حق خیر آبادی کا فتویٰ پڑھیں۔

۴:۔ اگر آپ سلیمانی ہیں تو آپ شبیہ شاہ سلیمان ملاحظہ فرما کر اپنے قول سے توبہ کریں۔

۵:۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں اور شتر بے مہار ہیں تو خاتمے کی فکر کریں۔ میں اپنا ایک عزیز دوست اور چشتی بھائی سمجھ کر دست بستہ عرض کرتا ہوں اجماع کو نہ توڑیں اور بے عمل پیرزادوں کو خوش نہ کریں۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ

اگر مؤمن ہو تو خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرو۔

فقیر نے آپ سے نافع السالکین کے بارے میں پوچھا تھا اسی کتاب میں لکھا ہے۔ غوث زماں شاہ سلیمان نے نجدیوں کو قرن الشیطان شیطان کا گروہ یا شیطان کا سینگ فرمایا ہے۔ میں چشتیوں کا مرید اور نقشبندیوں کی مراد ہوں۔ شاہ سلیمان کے مرید کی نماز قرن الشیطان نجدی کے پیچھے نہیں ہوسکتی۔ اللہ آپ کو ہدایت بخشے۔



عصر حاضر کے فرق باطلہ کے رد میں اپنی نوعیت کی عام فہم مکمل و جامع تفسیر

چودہ سو سالہ تفاسیر کا خلاصہ

عقائد، احکام اور مسائل کا عظیم مرقع

تفسیر نیّر العرفان

مفسر قرآن، محقق اہل سنت
علامہ ابو الرضا
اللہ بخش نیّر مجددی چشتی حفظہ اللہ تعالیٰ

جس میں مناظرانہ طرز استدلال اور معاندین اہل سنت کا خوب تعاقب کیا گیا ہے۔

جوکہ رمضان المبارک میں بعد نماز تراویح بطور خلاصہ اور عام دنوں میں

دروس قرآن اور فہم قرآن

کے لئے مستند و جامع تفسیر ہے

یہ تفسیر عوام و خواص اور علماء و طلباء کے لئے یکساں مفید ہے۔

کمپیوٹر ایڈیشن

اعلیٰ کمپوزنگ

ادارہ تحقیقاتِ اہلسنت نزد ڈگری کالج ملتان روڈ کبیر والا